دیوان نسیم

...و ناصر الدین سلطان محمد جا.

...مد علیشاہ خلد ملکہ

...ل گریبان ہو ہو گا خندہ دامان

...ف سے پیدا ہی خامی کی زبان

...ی کلک سے نقطوں نے جنھی کیا افشان

...آغاز کی نوکین ہین بشکل مژگان

...فکر سے ایسا ہی قلم گل افشان

...عب خانہ ہی بان...

...شتہ قدرت...

...ز...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سلیمان جاہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علیشاہ خلد ملکہ

پیرہن مین ہی مرا شاہد مضمون نہان
دائرہ مثل گریبان ہی ہوگا غنچہ دامان

ربط لفظی نے نیا قاعدہ دکھلایا آج
دہن حرف سی پیدا ہی خامی کی زبان

نظر آتا ہی ورق ناصیۂ معشوق سے
ریزش کلک سی نقطون نے جبین کیا افشان

ہر کشش مین ہی ہلال خم ابرو پیدا
ختم و آغاز کی نوکین ہین بشکل مژگان

سرخ ہین تا بہ مضامین سنی نقطی ہین سیاہ
شعلہ فکر سی ایسا ہی قلم گل افشان

طبع کو طاعت مضمون نہو کیونکر حاصل
... صاحب خانہ ہی ...

کیون نہو غرق ندامت ...
... پوچھتی ہی ... عرض سند ... فکر ...

وہ عروضی نہیں ...
... تخییل کہ آغاز ...

از نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلے صاحب تخلص شوق ابن نواب کلاں اللہ بہادر

چون نسیم دہلوی یکتای عصر — زین جہان رخت سفر بربست ہای

سال رحلت شوق خستہ دل نوشت — اوستاد ماز دنیا رفت وای ۱۲۹۲

از نتائج فکر میرزا مرتضی بیگ عرف مچھو بیگ صاحب تخلص عاشق شاگرد نسیم دہلوی

شد جانب خلد اوستادم عاشق — شاہنشہ اقلیم معانی ای آہ

ن تاریخ انتقالش فرمود — شاعر بے مثل بود انا للہ ۱۲۹۲

طبعزاد مولوی باسط علی صاحب تخلص شوکت شاگرد نسیم دہلوی

حیف نسیم دہلوی سوی جہان ہے روان — صرصر مرگ سے ہوا خشک نہال شاعری

شوکت خستہ دل بھی سال وفات اب لکھو — آہ جہان سے اوٹھ گیا آج کمال شاعری ۱۲۹۲

طبعزاد لالہ خیراتی لال صاحب تخلص شگفتہ شاگرد نسیم دہلوی

شگفتہ ... ت نسیم استاد — گلزار جہان سے چل بسے وای

لکھ ... ریخ اسے شگفتہ — استاد شفیق و مہربان ہاے ۱۲۹۲

بلبل گلزار سخن شادی لال چمن شاگرد نسیم دہلوی

چون ز حلقہ ... پاک نسیم — یافت ناگہ بباغ جنت جای

از مہر و رد ای چمن بنویس — وای بے اوستاد گشتم وای ۱۲۹۲

از نتیجہ طبع شیخ محمد حسین صاحب تخلص ہلال شاگرد نسیم دہلوی

چون نسیم سخنور کامل شب ... — زین جہان الم فزا رفتہ

... ہلال محزون گفت بشنیدی بو — وای استاد من کجا رفتہ ۱۲۹۲

اصغر علی ... شاگرد نسیم دہلوی

دوسمت کی صورتِ اوجِ فلکی دکھلائے
آفتاب چشمۂ مہر تجلی سے ہوا عین عروض
ضرب کی قسمتِ مقصد سے وہ رتبہ پایا
نقص وافی مالوف و صحیح و مجزو
سات ہین بندشِ ابیات کی شکلین لاریب
منقسم ضرب تہجی ہے براے ترکیب
صورتِ شعر مین تئیس طرح کی ہین نگ
چند اعداد افاعیل کو کہتے ہین عروض
جہلا فی جو پڑھی کوئی کتاب اس فن کے
کہتے پھرتے ہین یہ کیا بحر ہے اور دائرہ کیا
دیکھ سیفی کی رسالی کو بنے خود سیفی
لفظ تجبیق نہ تخنیق سمجھتے ہین کچھ
صفت قافیہ مین ذکر اگر آجائے
ہو جو ترکیب مضافی کی ضرورت واقع
پوچھی گر کوی تو ارشاد ہو یہ ازرہ طعن
کسی استاد کا دیوان اگر کوی پڑہے
کہتے ہین عرفی و فردوسی و خاقانی کو
قی اوپر جو نہین علم سخن سے اگاہ
ی خدا کیا ہوی اُستاد سخن فہم افسوس
وہ عروضی نہین جو فعل و فعولن جانے
ہین گرہ
سہل تخئیل کہ آغاز

حشو مثلِ کمرِ شاہدِ مطلب ہے نہان
ابتدا نیرِ اعظم کی طرح ہے تابان
کہ گہر ریز ہوی اہل سخن کے دامان
سب مین ہین بندش تخئیل معقد کی نشان
نکتہ ور دلمین سمجھ لینگی اشارات نہان
حرف سے لفظ بنی لفظ سے معنی ہون عیان
علمِ اُستاد سے آگاہ نہین ہر نادان
انکی پڑھ لینے سے شاعر نہین ہوتا انسان
بنگئے بی خلشِ فکر وہ اُستاد زمان
دیکھو ہمنے بھی طبیعت سے نکالی اوزان
ہین تع بی قاعدہ لیکن وہ ہوی قاعدہ دان
خرم اور خزم کی تحقیق مین اکثر حیران
پوچھین اقسام روی کی تو نہ ثابت ہو نشان
صورت آئنہ رہ جائین سراپا حیران
فارسی گو نہین اردو کی ہین ہم قاعدہ دان
ایک ہی بیت کی معنی نہ ادا ہون یکسان
جل گئی روح تک اونکی وہ کہی شعر تپان
خوش بہت ہوتی ہے تو کہدی اگر استاد زمان
کیسے یہ خوبی بیانی لگا اونکے یہی انسان
پوچھ مجھ کہتی ہے دُرِ عرض مسند اسکا
جنس ہلا

اوسکے اقسام ہین نو حضرت عرفی نی لکھا
شک نہین اسمین کسی طرح سمجہ رکہ [illegible]بان

شعر بہی تین ہین مضمونی و حالی سے کیفی
انکی اجماع سی ابیات مین آئی نقصان

بہو ہی میزان معانی کہ تُلے ہر مضمون
بیت مطلب مین برابر نہو بی اسکی ہان

جب ملی انسے فراغت تو پڑی جہگڑا اور
پاک ہون جملہ باہم سے زوائد پنہان

دیکہہ ہی مفرد اصلی سے مرکب کیا کیا
تثنیہ جمع ہو ہر واحد ذاتی مین کہان

فائدہ کیا تجہی اس ہرزہ خیالی سی نسیم
بی تعلق صفت شعلہ رہی لال زبان

عاشق آل نبی تو ہی نہین شک ہرگز
جو خلاف اسکی سمجہتا ہو وہ خود ہی نادان

حرف ملفوظ شہادت کی لیی کافی ہین
دیکہہ کس پچ دمین ہوتا ہی عقیدتکا بیان

غور الف بی مین جو کی پنجتن پاک ملے
ایک سی دو ہوے اور دو سی ہوے پانچ عیان

بدل کر لحجہ د رشہوار اگر رکہتا ہے
قدر دان ہر سی پہیلای ہی ہین وہ امان

قصد صادق مین نکر دیر کہ فرصت معلوم
حوصلہ دل سے نکلجاے بشکل ارمان

مطلع

ربط رکہتی ہے جو تخییل مجسم سی زبان
نظر آتے ہین دم فکر ہزارون سامان

نوعروسی کی مری چستی بندش ہین دیکہ
لفظ بہی میرے مضامین کیطرح ہین نازان

فکر دوشیزہ سی مضمون نے سمیٹا دامن
صورت خامۂ قدرت ہے مری پاک زبان

لوٹ رکہتا نہین وہ امان نظر کے مانند
بی تعلق صفت روح پریدہ ہی بیان

ای قلم ناصیہ سا میری طرح ہو تو سہے
جای تسلیم ہے گردنکو جہکا جلد یہان

ای سخن وقت ادب ہے نہ نکلنا گستاخ
ای دہن چشمۂ خورشید مین ہو اپنی بان

رحم ای چرخ ستم پیشہ ندی تو اتنکلیف
تاکجا صورت آئینہ رہون مین حیران

اصغر [illegible]
سر حشر [illegible] پامال نکرا و نادان

[illegible] سی مجہی کہتا نہیں [illegible]

جسارت بیجا کوئی لحظہ کہ لکھون چند اشعار
دیر سی بیٹھی نظر ہی مدحِ سلطان

تب ہی شرف افزای جلال و تمکین
جانِ عالم شہ گردون حشم و عرش مکان

ہر دہن بہر دعایون ہی کشادہ شب و روز
جسطرح دیدۂ عاشق بامیدِ جانان

شوقِ پابوس مین ہر دل ہی یہانتک بیتاب
آگئی جسم بشر مین صفت برق طپان

شہرتِ لطف نی رفعت وہ ہوس کو بخشی
قدسیونکو ہی یہ حسرت نہ ہوی ہم انسان

ابرِ رحمت کیطرح ریزشِ پیہم ہر وقت
نیک و بد پر ہی شب و روز برابر احسان

حوصلہ چیز ہی کیا وہم سی بخشش افزون
قفل ہو جاتی ہین اظہار طلب مین دندان

وہ سخی ابن سخی ہے کہ صلہ جب بخشا
شعرا کی دُرِ غلطان سی بہری درج دہان

ریزشِ سیم نی اختر کی چمک پیدا کے
ہمسرِ چرخ نظر مین ہی زمین کا دامان

[illegible]تا کی نہین اس دور مین لیکن عسرت
کہ ہوی جود سی اوسکے کمر معشوقان

رنگِ غم چہرۂ عاشق سی نہین ہم صحبت
رنجِ افلاس ہی تنگی سی حسینونکا دہان

کون ہنگامِ سخا اوسکی تہیدست رہا
مٹھی باندہی ہوی ہی گود مین طفلِ نادان

خبر جود نہ اس ہاتہ کی اوس ہاتہ کو ہو
جسطرح اپنی نظر آنکہ سے اپنی پنہان

لب و رخسار حسینون کی ہوی بی رونق
بوسۂ زر مین ہین مصروف یہانتک انسان

بارشِ سیم نی کی وقتِ سخا ہوے سفید
چاندکا ہوتا ہی خورشید کی چہرہ پہ گمان

آگیا تہا وہ جو اک نقطہ تہِ جود اوسکے
سر پہ اپنی اوسی زر لیکے ہوا ہی نازان

کون ایسا ہی جسے حقِ نمک سی ہی فراغ
جسم کیا حلقہ بگوشی مین ہین لاکہون دل و جان

جا بجا جوشِ کرم سی یہ زراندوزی ہے
ریش ہا زاہد دم شانہ ہوی مقیش افشان

اثرِ فیض یہ ہی طفل کی مُنہ مین جا کے
صورت سیم جما قطرۂ شیر پستان

اسقدر بخشش پیہم سے ہوا ہی شہرہ
مُنہ چہپانی لگا افسانۂ حسن [illegible]

ابتو دیوانی بہی کہاتی ہین گہر کی چوٹین
رکہتی ہی دُرِ عوض [illegible]

عشق کی جا دل عشاق مین ہی استغنا
کام آتا نہین افسونِ نگاہِ خوبان

جسطرف جائین ملاقات کو زر ہو حاصل
صورتِ طعنۂ معشوق ہی دولت ارزان

سیرچشمی کا یہ عالم ہی باین بخشش و جود
ہر گہڑی آنکہ ہی آئینۂ زانو نگران

وہ جری ہی کہ بہادر کی لیے نام اوسکا
باعث قوت دل موجب آسایش جان

غیظ آمیز جو کوئی نگہِ گرم پڑے
آب ہو جائین بدن پر زرہ و خود گران

تیز دستی سے ہزارون صف اعدا لوٹین
آنی پائی نہ دہن تک کبہی فریاد امان

وہ فراق ابدی ہو جو نہ تیغ آئے
حشر مین بہی نہ ملی روح کو جسم انسان

جسم سے پای فراغت تو رہی اوسمین قید
روح کو حلقۂ جوہر ہو کنار زندان

چین آجای جبین پر تو رہی تا دم مرگ
بید مجنون کیطرح قامت دشمن لرزان

بارش تیر عدو کی لیے زینت بخشے
چشم پر زخم کی ہو جای مژہ ہر پیکان

صورت برق نہ ثابت ہو کبہی سرعت تیغ
کیا تہی آئی تہی کدہر سی یہ کہان ہی پنہان

شوکتین چہرۂ روشن ہین وہ دین خالق نے
حسن سے رعب سی خورشید منور لرزان

جلوۂ یوسف مصری ہی جبین کو حاصل
لکہنؤ پر ہمین ہوتا ہی گمان کنعان

ای نسیم جگر افگار نہو سمع خراش
لکہہ کچہ اشعار دعا روک لی خامی کے زبان

ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر مین انوار
ای خدا تا کہ رہی ہستی جن و انسان

عمر و اقبال ترقی مین رہین ہر لحظہ
بطفیل نبی و حضرتِ شاہِ مردان

سایۂ پنجتن پاک سی راحت ہو نصیب
نرہی دل مین کسی طرحکا باقی ارمان

اقربا خویش جگر بند احبا باہم
صورت غنچہ و گل سب رہین شادان خندان

ایضاً

اصغر اہلِ سخن دو حرف بہی ممکن کہان
لفظ کی ترکیب کو محتاج ہی حسن بیان

کو دیے نقطہ لکھتا ہی قلم
شرم عریانی سی لفظون مین معانی مین نہان

جسم کاغذ دامن الفاظ سی چہپتا نہین
ضعف کاتب سی قلم کی نوک مین جنبش کہان

تن سی روحین آنکہ سی نیندین کنارہ کش ہوئین
قصر خالی دیکہکر مین جسم فاقو نکی مکان

مفلسی سی فرقت محبوب کی رونق ہوی
وقت رخصت اشک سی خالی ہی چشم عاشقان

وقت شب اوراق گلشن ہاتہ پہیلائی رہی
اشتہا سے ہوگئی شبنم غذای آسمان

جبر گردون کی کشید دولت اصلی جو کی
شعلہ خورشید تابان مین نہین باقی دہوان

قالب مضمون وہن مین آٹی ہوتے ہین خمیر
بہوک کی ناطاقتی سی ہل نہین سکتی زبان

مجلسو نمین کوئی دامن تر نظر آتا نہین
ابر ممسک ہی سحاب دیدۂ ہر نوحہ خوان

بی خزان ہی خشک ہی ہر برگ شاخ و نخل و گل
شرح کی قابل نہین احسان نخل آسمان

تابش حسن بتان مین گرمیان باقی نہین
سرد ہی نہر محبت دل نہین بیتا دہوان

فلک شاعر سی جو بدلی صورت دور رمل
ضرب آخر مین ہوا ہر فاعلاتن فاعلان

بس نسیم خسرو ملک سخن خامی کو روک
اور صورت پر دکہا اب حسن مضمون جوان

ربط ہفت اقسام بندش اور نہ تخئیل صاف
تا نشین دیتا ہی مثل جہر وقت امتحان

وزن میزان معانی مین ہین مصرع ہم جمال
وقف ہی حسن سخن مانند جود قدردان

صدر مطلع رکن حشو کی ابتدا ضرب و عروض
قید مین میزان لفظی مین اگر ڈہونڈہو نشان

قالب ترکیب لفظی مین نہین دخل فضول
ذہن مین آتا نہین بہولی سی حرف رایگان

کیا کوئی سمجہی گا یہ رمز سخن کچہ اور ہی
ہان وہی سمجہی تو سمجہی مین ہون جسکا مدح خوان

حاسد و نافہم و جاہل سی نہین امید داد
ذرۂ ناچیز کیا جانے کمال آسمان

لاؤ شہوار مضمون بدل کر جلد ای خیال
تا کہین لبریز ہو آغوش گوش سامعان

لکہ وہ مطلع روشنی بخشی جو مثل آفتاب
جلوہ گر ہو کثرت انوار مضمونسے جہان

مطلع

کسقدر مغرور کرتا ہی مرا فیض زبان
خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان

گہورتی ہی زلف مضمون شکل افعی بار بار — پوچہتے ہی کون دیکہی گا مرا حسن نہان
فکر کہتی ہے خیال پاک اون کی قسم — مس کری مجکو تصور یہ مجال اوسکی کہان
شوق کہتا ہی معاذ اللہ مین وہ چیز ہون — پای ہر مغرور ہین ہہناؤن ہر سخن بیڑیان
خاطر نازک یہ کہتی ہی توقف چاہیے — وقت نظم مدح ہو جائیگا سب کا امتحان
مرحبا ای جوش صادق ہو کوئی دم آشنا — حبذا ای شوق تو بہر خدا ہو مہربان
مژدہ ای دل فیض استاد ازل ہی جوش پر — ہمت ای طبع معلی ہی زمان امتحان
باش ای خامہ کہ حسن مدعا ہی جلوہ گر — صفحۂ قرطاس ہی آئینۂ روی بتان
شوخیان وہ کہلا رہی ہی فکر رنگین کی بہار — کثرت گلہای مضمون سے ہی سینہ بوستان
نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست — نغمہ زا ہین نالہای عندلیب خوش بیان
ابر ہی اٹہکہیلیون پر برق ہی بیتاب چال — چہچہے ہین طائران خوش نوا کی ہر زمان
ہے کہین لطف تبسم مین کسی جا قہقہے — کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر یا سبان
ہے زبان زاہد صد سالہ حرف الحذر — دیکہکر رندونکی باہم کیف می مین مستیان
بسکہ ہی پیش نظر ہر دم یہ لطف دلفریب — کیا عجب بیساختہ منہ سی اگر نکلے فغان
خاطر نازک وہ فور شوق سے بیتاب ہے — کہتی ہی کچہ تو بہی کہ یہ لطف صحبت ہی کہان
حسرتو نسے آج تو خالی کوی دم ہو کنار — کہول دی بند نقاب روی معنی و بیان
نطق کو رخصت عطا ہو مدح ظل اللہ کی — لے تمنا لفظ بنکر بوسۂ کام و زبان
بہیک کرتیکے لب اظہار مطلب کے امنگ — یون وہ کہائی جوش مضمون بارش ابر بیان
اعتبار آفرینش زینت تاج و نگین — یادگار خسروان واجد علی شاہ جہان
دل بڑہی سینی سے استقبال کو ولیے امید — جس طرف رخسار تابان کی نظر آئین نشان
گر طواف آستان ہین ہو توقف ایکدم — نکہت گل پر پڑین معجز صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صدای عندلیب — گلشن عارض کو ہو اعجاز کا گر امتحان

رعب شوکت سے گلستان مین ہاتہین بندہین
غنچہ سربستہ کہ سکتا نہین راز نہان

قدرت حق نے یہ جسم ظاہری پیدا کیا
چشم عاشق بن گئین ہر عقل کی حیرانیان

گر حدیث جرأت سلطان عالم مین لکہون
محو کردون ہمت دارا کی ساری داستان

جسم اعدا گر خلش دیکہی سنان تیر کی
ہر جراحت آفرین کیوا سطی کہولی ہان

راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو
ہو ہر اک آغوش جوہر منزل آرام جان

ہے وہ عالی مرتبت جسکا عروج عز و جاہ
پوچہتا ہی چرخ ہفتم پر مزاج قدسیان

اس تمنا پر کہ شاید آج ہو حاصل قبول
روز اک صورت بدلتا ہی خیال آسمان

صدقی اس ہمت کی حال ہیکسان پر اندرین
ہر دم افزایش مین ہے مانند شوق نوجوان

اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکے شرم سے
پہینکدی دامن سے الماس کواکب آسمان

قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے
صبحدم دیکہے اگر لطف بہار بوستان

روسیاہی کلفتون کی یک قلم جاتی رہی
دہو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان

حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو
زخم بہر دیتی ہین شانون کے بہی گیسوے بتان

قصد شرح خلق والا ہی جو منظور مزاج
بوسہ گاہ خامہ ہین میری سخن کی شوخیان

لطف پابوس اسقدر حاصل ہوا ہی عمر کو
جسم سی روحین بہی کر سکتی نہین نقل مکان

جہکتے جہکتے آرزوئین سر بدامن ہو گئین
بار احسان محبت سے سبکدوشی کہان

قدرت حق نی نہین پیدا کیا اوسکا نظیر
جسطرح سی آہ عاشق ہی خدنگ بے کمان

مین بہی ہون امیدوار ای شاہ والا مرتبت
جوش ہمت گر ذرا جارت دی تجہکو ہو مہربان

خواہش پابوس ہی ایسے کہ مثل روزگار
گوکہ ہون یکجا مگر گردش مین ہین شوق و گمان

کیون نہ صدقے ہون ہجوم آرزو کی ہر گہڑی
سامنی آنکہون کی ہی تصویر سلطان جہان

دیدہی چشم تصور سے جمال پاک کی
بک رہا ہون بیخودی مین صورت دیوانگان

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گہڑی کہتی ہی چل ہر وقت سمجہاتی ہی ہان

مین گدای بینوا ہون شاہ خاقانی نہین
چشم ظاہر سے جو دیکھون ایسی قسمت ہے کہان

دل مین رکھتا ہون جو تسلیم جدا کی آرزو
حرف سنجا تا ہی تنہا ہو کی ہر لفظ زبان

چاہتا ہون سرفرازی جلد ہو حاصل مجھی
تنگ ہی سامان فرصت ای شہنشاہ جہان

ای نسیم دہلوی بس لکھ کچھ اشعار دعا
تا دکھائی شکل انجام سخن حسن بیان

یا الٰہی فرش ہی جبتک زمین بالای آب
یا الٰہی ہیستون جبتک ہی سقف آسمان

دوست شادان مدعی برہم زمین مانند لف
نقش بند کاف و نون حامی رہی ہر ہر زمان

قصیدہ در مدح نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ

کیون نہ گنجایش مضمون نظر آئی خلل
مختصر جیب ابد تنگ ہی دامان ازل

فکر دوشیزہ سی ہون شاعر پاکیزہ مزاج
وہ زمین چاہیے مجکو جو نہو مستعمل +

جز خدا کسکو مرا طول سخن ہی معلوم
قصۂ آخر کو نہین یہان ہے اوّل

گرمی عارض مضمون سے عرق ریز ہی طبع
آتش شوق کی شعلون سے ہی سینہ منقل

قصد کے ہوتی ہین مریدہ جو کچھ کچھ ایما
ضبط او نطق مین ہوتے ہی ہم رد و بدل

آرزو کہتی ہی کیا آپ ہوی زاہد خشک
کہ پڑی حیرت خاطر مین ہزارون ہی خلل

طعنے دیتی ہی تمنا کہ مبارک باشد
ابتو واعظ سی یا دہ مین جبین مین کچھ بل

حوصلی کہتے ہین اس بی ادبی سی گذرو
کہہ دو ناصح سی کہ جا بزم محبت سے نکل

لاجرم مرضی احباب مناسب سمجھا
طبع کو میل ہوا جانب تمہید غزل

اتنے مین آکی مضامین قصائد نے کہا
صحوت وعدۂ دیروز گئے آج بدل

ناگہان خاطر افسردہ مین اک جوش آیا
کھولدی نشتر مضمون نے سخن کے اکحل

لے اڑی باد صبا نکہت گیسوی خیال
آگئے سجدۂ تسلیم مین غنچون کے محل

جلوۂ تیز افکار فلک پر پونہچا
رات بھر چشم کو اکب سی رہی رد و بدل

کسقدر نالہ موزون کے ہوی استقبال
ہر طرف خیل ملک آ گی ہوی ست و بغل

مدتون ور تصدق سے نپائی فرصت
ساکنان فلکی بہول گئے حسن عمل

طول آغاز سے انجام تہا آشفتہ مزاج
مختصر کی گئے تمہید کلام اول

ٹہیر او خامہ کہ اب ہی تم تکلیف سخن
فکر صافی سے ہوا آئینہ دل صیقل

شور ہی چار طرف فصل بہار آپو نہچی
جوش مستی مین ٹپکتی ہین اُمنڈ کر بادل

ناز کرتے ہوئے آتی ہین ہوائین ٹہنڈی ہے
کھل رہے ہین دل مشتاقکی سینو مین کنول

عکس سبزیکا جو ہی چرخ کی آئینے مین
سبز ہین اطلس نیلی پہ خطوط جدول

گدگداتے ہین نگاہین اثر نرمی سی
آج کل سبزۂ نوخیز ہے خواب مخمل

کر چکا فیض ہوا نطق زبان مین تاثیر
کہتے ہین سبز قدم نحس تو ہنگام مثل

آجکل عالم ہستی سے جو ہوتا ہے سفر
خضر بنکر طلب روح کو آتی ہے اجل

اصل پر اپنی کسیکو بہی نہین استقلال
ق
آگیا عالم اسباب کے ہر شی مین خلل

بنگ ہو جاتی ہی ساغر مین اٹڈلتی ہی شراب
سبز ہو جاتی ہی مینا کی طرح سی بوتل

کثرت نے ادبی دیکہ کے بہکا زاہد
آگیا جوش پہ سودائی دماغ مختل

تنگ ظرفون کے ہوی صحن دل پر فراخ
خود پرستی پہ ہی آمادہ مزاج اسفل

گرمی حسن تمنا سے یہ بہڑکی ہی آگ
دود دل دیدۂ اختر مین ہوا ہی کاجل

واہ کیا وقت طرب خیز ہے اللہ اللہ
کہ ندیرا کہین ہوتے نہین فریاد اجل

ہین حکایات جگر سوز کے باہم چرچے
شغل و اسوخت کسی جا کہین افسانۂ نل

کہدی اتنا کوی بلبل سی کہ ہان بسم اللہ
ہم تو تمہید کے پڑہین شعر وہ ابیات غزل

مطلع

حفظ آداب مین آئی نہ کسیطرح خلل
دیکہ او طبع رسا خوب سنبہل خوب سنبہل

شرف الدولہ نے نواب فلک قدر ایسا
کہ نہین حیز امکان مین کوئی آج مثل

تھے جو حیوان وہ انسان ہوئی خدمت سے
فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح بدل

وہ شکر ریزی لب ہی دہن شیرین مین
ہو گیا قصد سہی پھاے سخن تلخ عسل

خُلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیاد
کھیے اسکو سبق حضرت استاد ازل

ادب آموز فلاطون ہین مضامین خیال
ہر کنائی مین ارسطو کو ہے تعلیم عمل

ہر سخن منہ سے نکلتا ہے کرامت ہوکر
کیون نہو قوت ادراک منجم مین خلل

گرنہ آمیزش تجویز سے پائین ترتیب
حشر تک دفتر قلیہ ہو رہین سب مہمل

راست ہر کج ہو جو آداب حضوری پائے
چین جبینو نسے نکل جای سرزلف سے بل

خواب راحت کی مزی دامن شمشیر مین ہین
مدعی کے لیے آغوش اجل ہی مقتل

ضربت تیغ جو ناگاہ صدادی بیٹھے
قبر دشمن سی کہی آمرے آرام بغل

طول زخم تن اعدا یہ نداست بخشے
دیدہ سوزن جراح مین پیدا ہو سبل

روح دشمن کے ہو ہستی و عدم سے مردود
دو کشاکش مین رہی صورت اوتاد رمل

مختصر ہے دم ہمت جو ارادہ ہو جاے
طول محشر سے زیادہ ہو اگر طول امل

کور ہو دیدہ ممسک جو کرم کو دیکھے
ریزش ہفت خزائن ہی نظر مین خردل

شاہد ہمت پیشین ہین ابھی تک موجود
سینہ چرخ یہ ہی شمس و قمر کے ہیکل

بخشش چند نفس مین یہ ہون انبار بلند
جز زر و سیم نظر ای نہ اطراف جبل

نگہ فیض رسان کچھ جو اشارہ کر دے
سبز ہو جائین تسلی کے ہزارون جنگل

تیز بان لاکہ کرے توسن مضمون لیکن
طی نہو وسعت میدان کرم کا ادل

رخصت ای جوشش کہ ہی اور طرف اوج خیال
بچہ گیا فکر معلے کا فلک پر دنگل

جس مین آیا کہ نئی طرح کا مطلع پڑھیے
جسمین ترکیب مضامین ہو نظیر مجمل

مطلع

گیا ملے روی جہانتاب کے شاعر کو مثل
ایک خورشید سو وہ پیش نظر ہے مشعل

ته و بالا یه کرے دبدبهٔ شهرت حسن — چرخ اول کبھی ہفتم کبھی ہفتم اول
نظر آجائین اگر مصحف رخ کے جلوے — نرہے مخمصهٔ دہر مین اضداد ملل
طرهٔ فرق سے مشک ختنی شرمنده — جلوهٔ نور جبین قدرت صناع ازل
وه اثر حق نے دیا صفحهٔ پیشانی مین — درد سر کے لیے ہے جسکا تصور صندل
دی کمانسے کبھی نسبت کبھی سمجھا مین ہلال — راست کوئی بھی نبائی خم ابرو کی مثل
نظر آئے صف مژگان تو صفین ہون برہم — قصهٔ بیشتر چند سے ہے لیکن مجمل
آنکھ اسباب تحیر ہے اوسی کیا کہیے — قدرت حق کا تماشا ہے نه جادو نه عمل
شمع بینی مین ہی ایسا اثر یکتائے — که دوئی لا نسکے جسمین نگاه احول
دیکھ لے عارض تابان کے اگر کچھ جلوے — آئنه سمجھے اوسے آینهٔ زیر بغل
فاقه کش ہے دہن گو رہبت مدت سے — لب جان بخش کی کسطرح نه شائق ہو اجل
ہے دہن دولت شیرین سخنی سے لبریز — ایک کوزے مین ہی گنجایش دریای عسل
نام کیا صاف لکھون ترک ادب کا ہی لحاظ — کچھ اشارون مین بتا دیتا ہون مین طرز بدل
ہے ا مر کا اور ب ہی بنائی دولت — رہے رسم محبت ہی بہت خوب عمل
لطف ایجاب و علا ہے ا ثانی مین — ھ برائے ہنر آموز ہی اسباب دول
ی مین یاری ہی تو ہی م مین مکنت کا عروج — ہاتھ آئے جفری کے لیے ترکیب جمل
لکھنی تھی فیل سواری کی جو ہمکو تعریف — تا سحر دائرهٔ شب مین رہا دور زحل
کن سے لے تا دم برخیز ہوا مجمع شب — تب کہین قالب ہموار نے پائی ہیکل
وه بلندی ہی جو اونچی کبھی گردن ہو جاے — سر کا بوسه لیے فلک پاؤنکا بوسه دے جبل
دیکھے ہیئت کو جو او سکے تو کہے اسد سچ — بیضهٔ چرخ بنے آبلهٔ پاے زحل
دھیان دانتونکا جو آیا تو یه سوجھی تشبیه — صبح نے منه په لیا دامن شب کا آنچل
لکھیے کسطرح جسے چالاکی توسن کا حال — بیشتر عزم تصور سے گیا صاف نکل

آرزو مند صبا ہے کہ قدم تو دیکھے
نظر آتا نہیں وہ مثل اشارات ازل

اوسکو کیا دیکہ سکے کوئی جہان طائر شوق
ایک پرواز مین ہو ہمسفر قوت شل

تنگ وہ جانتا ہی وسعت میدان خیال
اوّل و آخر کونین ہی اک بعد اقل

بس زیادہ نہ بڑہ او شاعر مغرور نسیم
توہی خود رفتہ نہ آئی کہین ایمان مین خلل

پڑہ کچہ اشعار دعا ہی دم انجام کلام
تندرستی کا ہی مشتاق خیال مختل

اے خدا تا کہ رہین شمس و قمر کی جلوی
اے خدا تا کہ رہین آتے دن و سنبل

عزت و دولت و اقبال رہین سب ہمراہ
شوکت و شان و تجمل مین نہ پیدا ہو خلل

دوستونکی لیے جنگل مین ہو منگل ہر روز
دشمنونکے لیے منگل مین ہو سونا جنگل

ایضا

شوخیان کرتی ہی کیا کیا دم دیدار نظر
شرم کہتی ہی بچی گی مری عصمت کیونکر

آرزو دینی لگی پاس ادب کو طعنے
آپکو حضرت تقوی کا مبارک رہی گہر

جوش انفاس سی کرتا ہی خلش کے زرین
شوق آمادہ فریاد ہی کہولی ہوی سر

ٹمٹکے ہی دل مشتاق کی یون سوے بہار
جسطرح شائق آغوش عروسی شوہر

غفلت شوق سے کیا رنج فراموشی ہی
سیم و زر لینی لگے بوسہ دست زرگر

کشش حسن نے ہر چیز کو کہینچا ایسا
کہ نہین خاطر زاہد مین خدا کا کچہ ڈر

ہوس دید مین ہر جسم سے خالی ہی لباس
نے گلو اب نظر آتا ہی گریبان سحر

رغبتین گہو رہی ہین طرف بی ادبی
حوصلونکی نگہ غیظ سی لرزان ہی جگر

مستیان کیف سخن سی ہین تر باتمین پیدا
بات کرتی ہین سمجہتی نہین مطلب اکثر

بڑہ گئی ہمت گستاخی خاطر ایسے
رند واعظ سی یہ کہتے ہین اوٹھا لا ساغر

بارش گریہ مستانہ صدا دیتی ہے
ایک لرزش مین دو عالم کی بہگو دون دفتر

کروٹین حجلۂ خاطر مین بدلتی ہین خیال
بیقراری کے اشارے ہین اوٹھا دو بستر

منہ لعاب ہین ابر سی دہوتی ہی زمین — تا پہسلجای کسی جا نہ کبھی پای نظر
اشک دامن مین ٹپکتی ہین تو ہوتا ہی یقین — بہ گئے پہوٹ کے چند آبلۂ دیدۂ تر
ہے وہ موسم کہ ہوا گوشہ نشین ہر واعظ — دختر رز پردۂ خم سے نکل آئی باہر
پارسای سفری ہی طرف عالم قدس — توبہ رندان قدح نوش سی کرتی ہی حذر
چہیڑتے ہین رگ دل نشتر مضمون بلند — رکہتی ہی فکر رسا سوے ثنا قصد سفر
چاہتا ہون کہ لکہون مطلع روشن کوئی — فکر کے گوش مضامین مین پنہا دون گوہر

مطلع

حسن وہ دیکہ سکے ہی یہ کہان تاب نظر — نور پرور دہ عارض ہین تری شمس و قمر
ای جناب شرف الدولہ وزیر ذی جاہ — جان و دل میری فدا کیون نہ ہین شام و سحر
وہ کرم جسکے تصور مین نہین گنجایش — دامن و جیب ہین ہر فرد کے لبریز گہر
صدقے اس چشم حیا خیز کے اللہ اللہ — گٹہریان شرم کی غنچون نی کسین چہپ چہپ کر
واہ رے لطف کہ دشمن کے لیے جہانی — دب گئی ہمت بدخواہ تہ بارش زر
رفعت قصر کے جلوی کو نہ پوچہے ہرگز — بہر پرواز تصور کے جو پیدا ہون پر
ایک ساعت جو مقابل ہو تو پہر محشر تک — محو تمثال رہے آینۂ اسکندر
گر رہے حلم سے ٹہنڈی ہون جلانی والے — اوڑہ لین دامن خاکی کے ردائین اخگر
حد اوصاف بیان ہو نسکین گو ہر دم — فکر شاعر کی بدلتی رہے لاکہون پیکر
خلق وہ خلق کہ تسخیر مین عالم کے دل — کوئی جان حلقہ بگوشی سی نہین ہی باہر
فہم وہ مرضی صانع کی سمجہ لی باتین — مطلب اوس سی ہی جو منظور خدائی اکبر
مس کرین اوس رخ روشن کی اگر نظارے — رشک سی قلب ہو سیماب کی صورت مضطر
ہو میسر اگر اوس چہرۂ روشن کی ضیا — روح آجائے لبون پر پئے تعظیم نظر
آرزومند تصدق کو یہ ہو بینا سنے — دل بغل سی نکل آئی کبھی سینے سے جگر

دیکھہ آنا ہی جو اوس لوح جبین کے انوار
دل یہ کہتا ہے تصور سے ٹھہر جاو دم بھر

ہی وہ مقبول اگر اوسکی ثنا کچھ لکھین
ابر رحمت سے دھلین جرم و گنہ کی دفتر

نام آجای زبان پر تو یہ بخشے تاثیر
دیکھہ لین صورت اصلاح کو مزاج ابتر

یہ شرف عرض تمنا کو وہان ہو حاصل
مدعا سر کو جھکا دے پئے تسلیم آکر

ہمت ایسی کہ اجازت ہی یہ ہر سایل کو
مانگو اتنا کہ جو ہو وہم و گمان سے باہر

جرات ایسی کہ نہین خلق ہوی جسکی بنا
بیشتر قصد سے دشمن کی نہو تن پر سر

دیکھہ کر چشم غضب ناف عدو مین چھپ جاے
کثرت خوف سی ہو تیغ سمٹ کر خنجر

الغرض وصف سراپا مین تصور سے یاد
اب نہین عالم ایجاد مین اوسکا ہمسر

لکھیے اشعار دعا وقت دعا ہی یہ نسیم
مختصر کیجیے اظہار سخن کا دفتر

اے خدا تاکہ رہی مدح سرایکا رواج
اے خدا تاکہ رہی قدر فن و علم و ہنر

ہر زبان محو ثنا خوانی ممدوح رہے
نام سے اسکے ہو عالم مین سخن نام آور

ایضاً

برشتگی ہے نگہ مین یہ گرم ہے جوبن
فروغ عارض گل ہے فتیلہ روشن

بہت دنون مین قدم رنجگی بہار نی کی
کہ ہر طرف ہی گل افشان زبانہ گلخن

حجاب دیدہ سے ہوتے ہین منعقد غنچے
دکھا رہی ہے مزی نو عروسی گلشن

گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
جبین شاخ پہ گل کی کنول ہوی روشن

نہال جھوم رہے ہین وفور مستی مین
ہوای سرد کا ہر سمت گرم ہے توسن

پڑے ہین عکس جو رخسار گل کی ہر جانب
زمین باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدو سے
نصیب ہے سر بلبل کو آستان چمن

ہوائے خندہ بہم جو گدگداتے ہی
ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہے دہن

صبا نے سحر محبت سی کر لیا اشتیاق
امید وار ہی بوسونکا عارض گلشن

حدیث خود غلطے ہے قبول خاطر خلق
خراب پھرتا ہی واعظ لیی کتاب کہن

ہزار عزم ہین لیکن قدم نہین اوٹھتا
بسان چشم محبت ہی آرزو رہزن

اوٹھا مزاج سے ایسا لحاظ بی ادبے
کہ دے رہے ہین مری اشک بوسۂ دامن

لٹا رہا ہون برابر تراشۂ دل زار
بھری ہوی ہی لبالب کنار ہر دشمن

نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسے
چمن مین نالۂ بلبل ہی دلمین شور محن

اجل کشاکش امید مین پریشان ہے
کہ آجکل ہے فراموش عادت مرن

مزاج دان نہین ملتا ہین غ کیون خاموش
کسے دکھائیے ای ہمنفس نزاکت فن

وہ آفتاب ہون جسکو کبھی زوال نہو
اوٹھا کے ہاتھ دعائین کیا کرین دشمن

بس اب تہنیۂ خاطر ہی جانب اوصاف
خیال نو کو ہوئی احتیاج مشق کہن

زبان پاک ادا کر رہی ہی شرط بیان
فرشتہ خو شرف الدولہ اعتبار زمن

وہ باخدا ہے کہ فیض ضمیر روشن سے
رہے نہ روح کو باقی حجاب جامۂ تن

جو دیکھے شوخئ خاطر تو ہو حجاب ایسا
رہے عروس سخن کو سخن نقاب دہن

کہان ہی عارض شمس و قمر مین حسن ایسا
کہ وقت وصف کرون مین اوسی ثریاے سخن

نگاہ کا ہی یہ عالم کہ جب اوسے دیکھین
نصیب ہون جگر و دل کو سیکڑون روزن

وہ حلم ہی کہ فلک جسکی بوجہ سی پس جاے
وہ خلق ہے کہ فرشتے پکار اوٹھین احسن

فلک مقام و ملک طینت و ملک ہم بزم
سخی دہر و علو ہمت و شجاع زمن

زبان جود اگر آکے حوصلے دیکھین
زمین و چرخ کو ہو رنج تنگے دامن

وفور فیض سے بدخواہ بھی نہو محروم
زبان تیغ سے چاٹے لعاب ہر دشمن

مٹا ہی تیغ نگاہ غضب جو ہستئے خصم
سنائین روح کی آرام کو فسانۂ تن

لہو کو چاٹ کے ڈونے تن عدو مین جز تیغ
دکھاے جلوۂ مرجان ہر استخوان بدن

ہوئی ثنا سے یہ بالیدگی سخن مین مرے
کہ آفرین کے لیی تنگ ہی شگاف دہن

سُنا ہی عل جو سواری کی آمد آمد کا
رُکی ہوے ہین نگاہون کی طرف توسن

جمال پاک سے جذب نگاہ ہوتا ہے
عجب نہین کہ بڑہی شوق کو یقین و ظن

لکھون خطاب کی دو تین شعر اسجا بر
دکہاؤن اور طرح سے کلام جو بین

خدا کیو اسطے اب اجتناب سی باز آ
کہ پہر رہی ہی کئی دنسی آرزو و بدظن

ادب شعار ہون گستاخ ہو سکون کیونکر
ہزار طرح سے خاطر مین ہی لحاظ سخن

رہو نہین پرورش اضطراب مین کبتک
نگاہ لطف کوئی سطرف بہی حضرت من

امیدوار ملاقات ہون اجازت ہو
کہ پہر نہ پائیگا ایسا کبہی وحید زمن

نیا یا صاحب ہمت جہانمین کوئی
کہ مجھسے پوچہتا وہ یا دہی تجھے کیا فن

بشکل بلبل تصویر ہو گیا خاموش
سوا فغان کے نہ نکلا کبہی زبانسے سخن

کہا یہ علم و ہنر سے کہ جاؤ رخصت ہو
اب اختیار کرو جا کے گوشۂ مدفن

ملے گا کوئی سخن فہم تو بلا لین گے
نہین تو خیر جو کچہ مرضیے خدای زمن

نسیم شوکت خاطر دکہا چلے کیا کیا
سلام شوق لکھو دو زبان مین قفل دہن

ایضاً

کہان ہی ایک طرح پر یہ دور لیل و نہار
کبہی ہے شام مصیبت کبہی ہی صبح بہار

کشاکش نفس چند ہے پیام اجل
ہوای بی ادبی ہے تہیۂ بیکار

خیال جام عبث اشتیاق می بیجا
دکہا رہے ہین دم سرد گرمی بازار

بسان دیدۂ ممسک ہے تنگ فرصت عمر
لحد کشادہ دہن ہے بشوق بوس و کنار

طلسم عالم اسباب چند ساعت ہے
جو ہو سکے سو ابہی ہو وہان کہ زنہار

چھلک رہی ہین خم می بہک رہے ہین مزاج
ٹپک رہی ہی صراحی ہنوش لی ہے پکار

نوای مطرب خوش لہجہ ہی موثر دل
ہجوم بیخبرے سے ہے مختصر آزار

ہوای سرد سے بزم چمن ہوئی ہے گرم
شگفتہ گل ہین بسان دہن دم گفتار

دہک رہی ہین جو رخسار سرخ غنچوں کے
برنگ مشعل روشن ہے عالم گلزار

شراب حسن سے لالے کا جام ہی لبریز
سرور دیدہ سے کیفی ہے نرگس بیمار

زمین ہے سبزۂ خودرو سی فرش بوقلمون
بدل رہا ہی نئے رنگ چرخ مینا کار

بلند یونہہ دماغ برہنہ پائی ہے
طواف آبلہ کرتا ہے نشتر ہر خار

امید بادہ مین توبہ شکن ہین یون مصروف
کہ جسطرح پس پرہیز رغبت بیمار

حذر حذر کی صدادی رہی ہین صاحب ہوش
گھڑی گھڑی ہے زیادہ ترقی دیدار

امنڈ امنڈ کے ٹپکتا ہی ابر مستی مین
تڑپ تڑپ کی چمکتی ہین بجلیان ہر بار

ہوئے برہنہ تنون کو لباس کی حاجت
چھپے حیا سے زمین زیر دامن کہسار

نسیم لطف بہت خوب ہی جو جی چاہے
تو ایسے وقت مین لکہہ مدح خیر چند اشعار

کمال دہر کہین اک قدردان ہو ہی نصیب
بجا ہی گوہر مضمون اگر کرون اوسپہ نثار

ملک خصال فلک آستانہ عرش مکان
قمر خدم شرف الدولہ فخر عز و وقار

اگر نہ اوسکے عنایت کی ہو کچہہ آمیزش
نصیب اہل دول ہو نہ طالع بیدار

وفور جود سے زائید گی زمین کو ہی
نکالتی ہے جواہر شکم سے حاملہ وار

صدائے فیض و کرم سے عجب نہین ہی عجم ہو
ہجوم داغ دل خصم مجمع دینار

زمانہ خوان کرم سی ہے ریزہ چین لیکن
فقط یہ رنج کہ ہے ایک عمر سی بیکار

سرور عیش ہین یون پاسبان در اوسکے
کہ جیسے عاشق شیدا کے دیدۂ بیدار

کبھی نہ دیکہہ سکے انتہای بخشش کو
رہے جو تا دم محشر تسلسل انتظار

نباہے طول سخا مین وہ اختصار کبھی
ہزار بار اگر صبح ہو شب بیمار :

اوٹھے یہ درد حسد جوش بذل سی جو سکے
کہ استخوان عدو ہون جواب موسیقار

گرے ستارہ جو پاپوش سی زبان خرم
تو ہو وہ نیر اقبال منعم زردار

بشر تو کیا حشرات زمین پہ ہی یہ فیض
کہ نقرئی ہین نقاط سفید کفچہ مار

وہ دل کہ جس مین محبت ہی اوس سہی قد کی — بجا ہے کہیے اگر اوسکو مخزن اسرار
نگاہ طرۂ شکین فرق کو سمجھے — خطوط کاتب قدرت ہین دو سر پہ نثار
خمیر مردمک چشم سے بنی ہین وہ بال — تصور اونکی سی ہوتی ہے صیقل ابصار
جبین وہ لوح منور کہ آفتاب خجل — خیال وصف سی جسکے چمک گئی اشعار
بھوین ہین تیغ ہلالی مگر کشیدہ مزاج — ہزار مرتبہ جس پر عدو کی جان نثار
مژہ ہین یا کہ زبانین ہین کلک قدرت کے — کہ اپنے طرز کا مطلب سمجھ لے ہر ہشیار
عجیب قصۂ دلچسپ ہی فسانۂ چشم — کہ جسکے سُننے سے سب ہوی صاحب آزار
ہر اک اشارہ ہی اوسکا حیات کی بنیاد — بقای عمر خضر پائے طالب دیدار
صفای چہرہ سی پھسلا ہے آکے قطرۂ نور — کشیدہ بینی روشن یہ کرتی ہے اظہار
فروغ عارض تابان سی ہی یہ یرش نور — کہ محو جلوۂ ذاتے ہی سایۂ دیوار
دل و جگر کو مسافر بچا نہین سکتا — قدم قدم یہ ہین درگاہ عشق کے زوار
لبونکا دھیان جو آیا تو سمجھا مین گلبرگ — مگر وہ بے اثر اعجاز انمین عیسے وار
دہن وہ درج گہرہای حق شناسی ہے — زبان ہے حجت مقبول ناطق اسرار
شفا ہو دید سے حاصل جگر خراشونکو — دکھای سبزۂ خط لطف مرہم زنگار
ٹھہر ٹھہر کے ذرا چل نہ دوڑ او خامہ — کہ اور طرح کی لکھنے ہین کچھ ہمین اشعار
سوال کرتا ہے دل کچھ ضمیر حاضر سے — مزاج فکر معلے ہوا ہے شوخے یار
تو وہ جری ہی اگر تیغ ہاتھ مین لے لے — قدم یہ سر کو رکھے بیل چرخ بے تکرار
شکم مین نطفہ اعدا دو حصہ ہو جائے — سُنے جو حاملہ کچھ ذکر خنجر خونخوار
کبھی آئے روح بدنسے برای قربانی — پناہ تیغ کے ہو خصم کو پناہ مزار
پڑے جو آنکہ دم قہر خیل دشمن پر — ہزار طائر جان اک نگاہ مین ہون شکار
دیے خدا نے وہ قصر بلند رہنے کو — کہ مرغ روح نہ اوڑ کر پہنچ سکے زنہار

فلک کی پشت دوتا مین نہ خم رہی باقی
کجو نکو راست بنا دے بلندی دیوار

نسیم فکر رسا سے نکر زیادہ سوال
جو مل گیا سو ملا اب نچاہیے تکرار

جہان مین تا کہ رہی یہ بقای شمس و قمر
جہان مین تا کہ رہی رفت و خیز لیل و نہار

رہی وہ مسند دولت پہ جلوہ گر بازہ
حبیب خرم و شادان عدو ذلیل و خوار

ایضاً

دیکہ تو رفعت افسون تبان طرار
رشتۂ قوس کی پہنی ہی فلک نی زنار

زلف منہ دیکہتی ہے آینۂ عارض میز
رنگ کچہ لای گا یہ دائرۂ لیل و نہار

شوق کہتا ہی اوٹہا پاس ادب ہو گستاخ
شرم انگشت بدندان ہی کہ ای دل زنہار

کوئی شے جوشش سودا سے نہین ہی خالی
کہولتا ہی رگ سبزہ سر ہر نشتر خار

آرزو مائل مستی ہے حیا پا برکاب
اتقا گوشہ طلب ہی کہ نہ دیکہون یہ بہار

شیخ اندرز فراموش ہی و عظ محجوب
یاد آتا نہین غیر از سبق بوس و کنار

مہر بن سربستہ جو غنچو نپہ ہوئی تہین ٹوٹین
لٹ رہا ہی زر گل وقف ہی سارا گلزار

پائی جاروب کشی ہی جو صبا نی فرصت
چہچہے مرغ چمن کرنی لگے نذر بہار

قطرۂ می کی چمکنے لگے ہر سو تاری
گو دہرنے کو ہوی جام و صراحی تیار

بسکہ ہے برہنگی غفلت میخواری سے
چادر ریزش می کرتی ہی پردہ ہر بار

بیحجابی مین جو ہر بلبل و گل ہے مصروف
سرنگون شرم سی ہین صحن چمن مین اشجار

برہمی کی مجھے دیتی ہی اجازت خاطر
طرۂ زلف مضامین کے نظر آے بہار

جی مین ہی شاہد مضمون سی ہم آغوش ہون
تا کجا عشرت تاخیر پڑہون چند اشعار

لے کے پہر ہوش مین آئی قلم سینہ شگاف
جوش مین طبع معلے کی دکہا کچہ آثار

مین وہ یکتائی زمانہ ہون کہ ہمسر میرا
صوت حکم الٰہی ہے نہایت دشوار

ہون وہ خورشید جہانتاب نہین جسکو زوال
ایک سا جلوۂ آغاز ہے اور آخر کار

دوست اوس عارف بیجاہ سخن فہم کا ہان ۔ جسکا ایک لفظ نہین صورت معنی بیکار
ماہر علم و ہنر واقف اسرار سخن ۔ شرف الدولہ جہان حشم و عز و وقار
ادب اوج مراتب سی زمین پر ہر دم ۔ گرد پھرتا ہی فلک صورت پای پرکار
مائل عالم گلشن ہو جو وہ عالے جاہ ۔ نذر کو لای زر گل چمنستان مین بہار
پرتو افگن ہو اگر تیغ زمین پر اوسکے ۔ حشر تک صاعقہ نکلی عوض جوشش بخار
نگہ مہر سے دیکھے طرف ذرہ اگر ۔ چرخ صدقی کری خورشید کو ومین سے بار
لب جان بخش کی جنبش سی اجل ہو مایوس ۔ نہ ٹھلے حشر تلک ملک عدم کا بازار
تنگ ہی وسعت میدان تصور ہر دم ۔ کیا لکھون مین صفت تیزی گام رہوار
اس جہان سے صفت روح فرشتہ دم مین ۔ جا کے پھر آتا ہے صحرای ازل سے سو بار
رفعت قصر معلے ہی خدا کی قدرت ۔ انتہا جسکی ہے تخئیل ملک سی بیزار
دیکھے گر طالع بیدار کو چشم بد سے ۔ گھر کری دیدۂ دشمن مین سدا خواب فرار
اوسکا ہمسر ہون تو مین ہون مگر اتنا ہی فرق ۔ وہ شہ فہم ہے مین خسرو ملک اشعار
مختصر عالم اسباب ہی اوسکی آگے ۔ کیجیے فیض مطول کا کہان تک اظہار
حلم وہ حلم کہ دشمن کو ہو امید عطا ۔ خشم وہ خشم کہ ہے جسکو کبھی سی انکار
تا کجا طول سخن فرصت اندیشہ کہان ۔ ای تسلیم اب نفس چند مین تکلیف سی باز آ
پڑھیے اشعار دعا جسکو فرشتے سنکر ۔ چار سو عرش برین پر کہین آمین ہر بار
ای خدا جلوہ فراز زیر فلک ہین جبتک ۔ روز و شب صبح و مسا شمس و قمر کی آثار
شش جہت مین رہی ممدوح کو ہر دم حاصل ۔ عشرت و نام و نشان طرب و عز و وقار

ایضاً

بعد مدت فکر کا کرتے ہین ہم آج امتحان ۔ ایک ساعت ای فلک ہو جا خدارا مہربان
فکر صائب کے بدولت اصفہان ہی لکھنؤ ۔ ہے مری فیض سخن سی عزت ہندوستان

جی مین لہراتی ہین میدان تمنا کی گردشین
آبرو رکہنا خداوند زمین و آسمان

آرزو ہی گوہر مضمون کی لڑیان گوندہ کر
کیجیے آراستہ بازار معنی مین دکان

وہ متاع قیمتی ہون مشتری کر لے پسند
پوچھے گر قیمت کہون احسان بحال نیم جان

طعنے دیتی ہی مجھے میری پریشان خاطری
ڈہونڈہنے نکلا ہون اطراف جہان مین قدردان

مے سے توبہ کر چکا پرہیزگاری ہی مجھے
لا گلاب صاف ایسا ساقی کہ مین دہو لون زبان

ابر تر دکہلا رہا ہی بجلیونکی چشمکین
دل یہ کہتا ہی کہ لکہ اشعار وصف قدردان

ہی ہوس اک مطلع مستانہ ہو زیب قلم
جس سے امنڈی کیف مثل گوشہ چشم بتان

مطلع

صورت مینا ہین لبریز سخن کام و دہان
ریزش پیہم سے تر ہوتا ہی دامان بیان

کرتی ہین اٹکہیلیان مضمون خیال ما کسی
گدگدانے ہین مجھے الفاظ و معنی ہر زمان

تا کجا پاس ادب اظہار مطلب شرط ہی
روکتا ہی کیون دل مشتاق کو کہدے کہان

ای فلک شمس و قمر پر ناز کیا کرتا ہی تو
دیکہ میرا دل کہ اسمین کسکا جلوہ ہی نہان

حامیِ دین محمد عاشق نام خلیلؑ
آبرو بخش وزارت ناظم ہندوستان

بسکہ ہی راحت رسان خلق فرط خوف سے
ہو گیا بے زہر کام افعی زلف بتان

شوکت افزای ضعیفان ہو اگر دست کرم
مور کو تخت سلیمانی یہ ہو نقل مکان

ہر بشر کی آرزو یون شایق پابوس ہی
جس طرح اپنی ہوس کا بخت حاسد پاسبان

آرزوی مدح یون ہر دلمین کہتی ہی ہجوم
جیسے لبریز دعا ہو خانۂ بیچارگان

ہمت اقبال کی دیکہی جو ہر جانب عروج
آئے استقبال کو فریاد بخت دشمنان

مانع پیری ہے حیرت جلوۂ رخسار کی
دخل کیا ہی بڑہ سکے جو توسن عمر روان

چرخ چارم تک جمال پاک کا ہی تذکرہ
سورۂ والشمس ہے ہر صبح ورد قدسیان

دیکہکر بزم طرب ایسا دل حاسد جلی
روشنی دی شمع کے مانند مغز استخوان

نظم عالی سے وہ اطمینان سبکو ہو گیا
شانہ برہم کر نہین سکتا ہی گیسوے بتان

قصد خاطر سوی اعدا آئے گر دل شاد ہو
خون دشمن کی حنا بندی سے کھیل دوستان

فہم افلاطون سپند شعلہ ادراک ہی
کیا کہون کیا حال ہی عقل ارسطو کا یہان

ناز معشوقی نیاز عاشقی سب محو ہین
خلق والا کی زبان خلق پر ہی داستان

کونسا دل ہی نہین جو اوسکا پابند خیال
کون ہی جو خوان بخشش پر نہین ہی میہمان

یہ نہین ممکن لب سایل کو جنبش ہو سکے
قصد سی پہلے صدا آتی ہی لو آو یہان

لطف وہ پیدا کیا حسن سخاوجود نے
ہو گیا خالی فری سی گوشہ چشم بتان

حرص سایل دامن گردون اگر پیدا کرے
سیر ہو جائی زبان سے جب وہ فرما دے کہان

آرزوی مردہ جی اوٹھتی ہی فیض نام سی
کم نہین اعجاز عیسی سے سخاوت کا بیان

ٹھوکرین کھاتے ہین گوہر سائلونکی راہ مین
نصیب ہوتی ہین جواہر جای سنگ آستان

خامۂ قدرت نے لکھا لوح پر روز ازل
عرش رفعت ماہ طلعت آفتاب عز و شان

شادیون اہل غرض ہوتی ہین اوسکی نام سے
جسطرح ہر قالب بیجس مین آجاتی ہی جان

دست زر افشانکی جس جانب توجہ ہو ذرسی
بھول جائے خلق تکلیف جفای آسمان

جوش الفت دیکھی سمجھا رہا ہی ای نسیم
ہون قصیدے مین غزل کی کچھ ادا از نگینیان

مطلع

نور حق کا عارض روشن پہ ہوتا ہی گمان
آئی ہی سوی زمین ہر دم نگاہ قدسیان

گرد کھادے جلوہ رخسار کو ہٹکر نقاب
داغ سمجھے مہر کو سینے پر اپنی آسمان

وہ جبین یا چشمۂ خورشید جسکی روشنی
تیرہ بختونکے لیے ہی صبح صادق کا نشان

تھی جو کچھ آئینہ دلہای مشتاقان مین بال
سو فرہ ہوکر ہوی ہین زیر ابرو وہ عیان

جلوہ خط حلقہ آوروی تابان پر ہے یون
جسطرح ہالہ رہی انوار مہ کا پاسبان

اب نظر خوف ادب سے لغزشین کرنے لگی
ق چاہتی ہی عزت پابوس مثل عاشقان

کہ رہی ہی حسن ہے مانع پوچھیے کسطرح — تا قدم ہی شعلۂ روشن گذر جمکن کہان
کچہ نہین کہتے اگر آنکھین اوٹھا کر ایکدم — دیکہ تو لو حال ای خستہ دلونکی قدردان
اب تو وہ صورت ہی جو صورت کبھی ممکن نہ تھی — کیا تعجب ہے اگر ہو جاؤ تم بھی مہربان
مفلس ایسے ہین تمہاری بھی نظر پڑتی نہین — جانتی ہو سینہ خالی ہو چکا ہی دل کہان
آرزو گرم تقاضا ہی کہانتک انتظار — جی مین آتا ہی کہون لیکن ادب ہے پاسبان
صدقی جاؤن جو نہ غفلت مین نہایت چین تھا — دیکہ لو پھر اوس نظر سی ہچل جاؤن جہان
چاہتا ہون تم کہو اتنا کہ ہان پھر کیا ہوا — کہ رہا ہون یہ سہی مین اپنی دل کی داستان
مین تو آیا بھی نہین کسکو کہا چلدیجیے — کل سے کہنی کا ہوا اک روز پہلی امتحان
نام نامی سنکے کہتا ہون ہوس پابوس کے — ای وزیر خسروان ای آصف ہندوستان
کچہ نگاہ مہر کو رخصت ادہر بہی دیجیے — رات دن چکر مین ہون مانند دور آسمان
بس بہت کچہ ہرزہ پیمائی ہوئی چپ ہو نسیم — لکہ مضامین دعا جو دلمین رکہتا ہی نہان
فضل حق سے مسند دولت ہی زیر قدم — تا ظہور آفرینش تا قیام دو جہان
خضر کے صورت بقائی عمر ہو ہر دم نصیب — حشر تک یا رب رہی یہ نام ورد قدسیان

قصیدہ در مدح ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع المنزلہ نواب علی اصغر خان بہادر نا صر جنگ

کثرت عیش سے یہ بیخبری ہی ہر دم — کہ فراموش ہین جو یاد تھی گردون کو ستم
آج کل قوم بشر کے وہ بڑہی ہین اعزاز — کہ ملک کہاتی ہین آسایش انسان کی قسم
وسعت حوصلہ کی حد نہین ہوتی معلوم — ہر زیادہ نظر آتا ہی نگاہون مین کم
برہمی ایسی زمانے سی ہوی ہی معدوم — کہ پریشان نہین ہوتی کبھی گیسوی صنم
لفظ دشنام حسینونکی دہنمین ہی قید — لے رہی ہین لب عشاق یہ بوسے پیہم
کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی سب سے پاک — سیکڑون رنگ بدلتا ہی مزاج آدم

مژدہ دیتی ہے صبا پیرہن عاشق کو — کھا چکا دست جنون چاک گریبان کی قسم
ہو چکی چشم عقیمہ نہین مسکن آنسو — اوٹہ گئی عنصر ہر فرد سے پیدائش نم
وقت تحریر جو کی ضبن و رمل نے تکرار — صفت جاہل مغرور اٹکتا ہے قلم
کوئی دم اے دل بیتاب ٹہر جا توبھی — کہ مضامین ثنا خیر سنائین تجھے ہم

مطلع

مجمع خلق وحیا زینت قوم آدم — اے جناب ظفر الدولہ رئیس اعظم
صدقے اس طرۂ فرقی کی دل وجان بشر — کردیا سلسلۂ کن فیکون کو برہم
جلوۂ نور جبین سے وہ عطا کی حیرت — ہر طرف شعبہ ہی ہی نہین قابو مین ہم
شوق کہتا ہی کہ لون بوسۂ ابرو کیونکر — الحذر یہ تو کوئی تیغ کشیدہ ہی دودم
چاک کسطرح نہو تیغ نظر سے سینہ — تیر مژگان کی یہ ہٹ ہی کہ جگر دیکھین ہم
للہ الحمد کہ ہین شرم سے نیچی آنکھین — ورنہ ہوا ایک اشارے مین صفائے عالم
نظر آئی کشش حسن جو بینی سمجھا — چھٹ گیا ہاتھ سے استاد ازل کے یہ قلم
ماہ وخورشید سے بہتر ہین نہین رخسارے — ہے زوال انکو یہ تابندہ شب و روز ہم
سبزۂ خط لب جان بخش دہن کی تزئین — خضر و عیسے نظر آتے ہین کنار زمزم
ہی اسطرح ہر اک عضو مین کیفیت نور — گردن وسینہ سے تا آینۂ تحت قدم
زلف کہتی ہے دم حشر کرونگی فریاد — کردیا ایک نظر نے مجھے ایسا برہم
شانہ کہتا ہی کہ مین چاک جگر رکھتا ہون — کیا نہ پوچھیگا خداوند ازل حال ستم
کہ رہا ہے دل خستہ کہ الٰہی فریاد — جلوۂ حسن خداداد سے ہے یہ عالم
دادخواہی کے لیے بس ہی ہین تردامن — اشک خاموش یہ کہتی ہین کہ کہتی نہین ہم
نکل آتے ہین دم سرد جو آہونکی ساتھ — گرمی نالہ کی کہاتی ہین لب خشک قسم
کہ نہین ضبط سخن کا ہمین یارا باقی — کہ لین اب ہم بھی غنیمت ہی یہ فرصت کچھ دم

واقعی قدرت خالق کا نمونہ ہے تو
کامل علم سخن شاعر یکتائے زمان
خلق ہوتی نہ اگر طبع معلّی تیری
جلوہ دیتا نہ اگر نور مضامین خیال
گرنہ افسانہ افکار سُناتے اوسکو
خُلق ایسا کہ جہان رہن محبت ہوکر
آدمی کیا کہ ملک بہی کہین سبحان اللہ
وہ حیا غنچۂ سربستہ بہی شرما جائے
کثرت زر نی دکہائی ہی نئے یہ تاثیر
اثر فیض سے ہر شے مین یہ استغنا ہی
مژدۂ بیخبری لطف نے ایسا بخشا
کسقدر غلغلۂ جود نے رفعت پائی
نام آجائے زبان پر جو علی اصغر کا
ہیبت ایسی کہ دلیرونکی جگر ہون مضطر
رفعت حوصلہ کا حال اگر کچہ سے لکھے
حملہ آور ہو عدو پر تو کرے اتنا قتل
چار عنصر مین رہی خصم کی یون گردش خون
چاکِ دل دی خبر خواب لحد دشمن کو
شہرت قوت بازو جو ندامت بخشے
خوف تیر اورق دہر سنی کہودی ہر خوف
تیغ اس دست بلورین کی جو دشمن کہائے

علم مین حلم مین احسان مین کرم مین ہر دم
روح صدقی ہو جو اوصاف مضامین معین رقم
دفتر راز معانی نظر آتا برہم
میل کرتا نہ کبہی حسن سخن پر آدم
چاک دامن نظر آتا نہ گریبان عدم
مخلصے چاہی نہ تا عمر قدم ٹوئی دم
بیٹہین گر خدمت عالی مین وہ ہوکر باہم
وقت احسان نظر آئی جو بدن کا عالم
داغ ہو جاتا ہی ہر دامن مفلس مین درم
کہ نہین زخم جگر کو بہی ہوا سے مرہم
روح رفت نہین حالات بدلنسے محرم
حوصلہ کرتا ہی قربا نیے روح حاتم
کیون نہ آسان ہو انسان کے لیے کار اہم
نام سنکر تہ و بالا ہو مزار رستم
پونہچی شاعر کی تصور کا فلک پر پرچم
خون شمشیر سی ٹپکے صفت ابر کرم
جیسے اوزان رباعی پہ تصدق اخرم
خندۂ زخم سے پیدا ہو صدائے ماتم
پی لے دشمن عرق شرم سمجہکر زمزم
دہن افعی گیسو مین نہ باقی رہے سم
خون ٹپکے دہن زخم سے ہوکر شبنم

عفو تقصیر نہین جوش محبت سی خیال
کیا کیا خاطر بیتاب نے تفویض قلم

بخدا خادم صادق ہون نہین شک اسمین
یاد کرتا ہون تری جوش محبت کی قسم

ای نسیم جگر افگار نہ بک بیہودہ
آگیا پیش نظر حسن دعا کا عالم

ای خدا تا کہ رہے سلسلۂ چرخ و زمین
ہر دم و لحظہ ترقی پہ رہین ناز و نعم

ای خدا نے خلش غیر میسر ہوا ُسے
دولت و عمر ابد راحت آغوش صنم

رات دن محفل عشرت مین بسر ہوا وقات
خوار ہون حاسد و بدخواہ و احبا خرم

ایضا

یہ رفعت کلام کسی کے لیے کہان
ہر زادہ خیال ہے ہمراز آسمان

مانند ذات حق ہی تعلق سی فکر پاک
مضمون نہین دہن ہی نہ الفاظ مین زبان

روشن ہون ہر طرف صفت نور آفتاب
میری سخن کی فیض سے ممنون ہے جہان

مثل عروس حسن مضامین کو ہی حجاب
کیا دخل چھو سکے کسی نافہم کا گمان

بس او خیال اور طرف سیر چاہیے
موقوف کر یہ سلسلۂ ذکر این و آن

لکہ جلد ایک مطلع آغاز مدعا
جس سے اوٹھائی لطف سخن طبع قدردان

مطلع

ای خامہ ہوشیار کہ ہی وقت امتحان
مدت کے بعد آج طبیعت ہے مہربان

مضمون بشکل ابر کرم ریز شو نمین ہین
کہتی ہے مجھسے فکر مرے بار بار ہان

لا واسطے نثار کے کچہ گوہر سخن
ایسا ملے گا پھر نہ زمانے مین قدردان

خورشید منزلت ظفر الدولہ جسکو خلق
کہتے ہی دیکھکر شرف خلقت جہان

پونہچی جدہر نگاہ عنایت ہوا یہ حال
دامن مین زر زبان یہ عار جتو نمین جان

اللہ رے کرم کہ یہ عالم ہی ہر طرف
مسند و ہی ہوس صفت خواب پاسبان

ایسا ہی کون جسمین یہ اوصاف ہون بہم
حلم و حیا و خلق و وقار و عروج و شان

جوش سحاب فیض سی ٹھنڈی ہوئی جو دل
بدلے ہوا ی داہن الفاظ مدح خوان

ہر سر بلند پست ہے ہمت کو دیکھکر
حاسد کا دل جلا ہی تو دیتا نہیں دہوان

دیکھا ہے جو خلیق تو ہر دل کے آرزو
اٹکھیلیون نہین ہے صفت صبح بوستان

شرما رہی ہین عارض خوبان روزگار
تابان ہین ایک سطرح مگر گوش بندگان

کیا دخل مثل عمر گذشتہ پھر آسکے
وہ آرزو جو مہر قد سبکس ہو وہان

ابتک تو انتہا ی عنایت نہین ملے
مدت سے ہین خیال وگمان سب بے عنان

ہر جسم وجان پہ سایۂ دامان التفات
رہتا ہی مثل کثرت احسان مہربان

کہتے ہی کی دل کے بھید سراپا ضمیر صاف
رکھتے نہین بشکل سخن گو لبوں ہان

پایا نہ یہ جمال کسے مین وہ مثال
ڈہونڈا کیے خیال وتصور کہان کہان

حیرت سے رنگ جلوۂ عارض کی ہین خموش
غنچونکی لب گلونکی دہن برگ کی زبان

نطق زبان کو بسکہ درشتی سی عار ہے
رکھتا نہین ہی جسم سخن وہم استخوان

اوصاف بیشمار ہین پاتا نہین جو بس
بڑہتا ہی روز کچھ نکچھ اندازۂ گمان

حسرت فزا ہی صورت وقت گذشتہ شوق
جسکو نصیب دوری خدمت ہی یکزمان

جو باریاب بزم نہین ہی تعب اوسکی یاس
کیسے ہین کچھ نہین مگر اوقات رائیگان

تھے جتنے راستے وہ عنایت ادہر ہوے
اولٹا لکھا گیا ورق بخت دشمنان

اوصاف سے ملے وہ مجھی شوکت خیال
آغوش فکر مین نظر آتا ہے آسمان

طے ہو سکی نہ راہ تمنا جب کسیطرح
عاجز بشکل توبہ واعظ ہوا گمان

یارب بر آئین دلمین مرادین ہون جسقدر
تا انتہا ے عمر زمین اوج آسمان

قصیدہ در مدح نواب امیر الدولہ بہادر ابن نواب رکن الدولہ بہادر

تحریر کا وقت آگیا لکہ نام اقدس ای قلم
نواب امیر الدولہ عالی مرتبت والا ہمم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
ہی وہ سخی ہان سخی عالم مین ہی جو چاہیے
سرچشمۂ ہمت ہی وہ ہر دفتر رحمت ہی وہ
حال عنایت کیا لکھون تشبیہ کس کس شے سی دون
ہی زر کی کثرت ہر کہین آبادی وی زمین
دریای بخشش ہے روان ہر وقت ہی گوہر فشان
جو رنج مین ہو مبتلا جسکو ہو صدمہ ہر کا
قسمت ہو یاری پر اگر آجای جو پیش نظر
اللہ رے خلق و وفا اللہ ری جود و سخا
خالق نے بخشا وہ اثر حاصل ہو گر فیض نظر
قربان ہی رخ پر قمر لب پر فدا گلہای تر
دولت سے دامن کو بھرا جو منہ سی مانگا مل گیا
لفظ تنا تر ہو گئے آباد دفتر ہو گئے
بخشش یہ ہی وہ دسترس سنتی نہین آواز بس
ہر شی مین فیض اوسکا ملا دیتا ہون اک تازہ پتا
کیا شان ہین اوسکی کہی تعریف کیونکر ہو سکے
جو کوئی اوس در پر گیا بر آیا دل کا مدعا
فیض لب جان بخش سی حصہ کسیکو گر ملی
گر دیکھے لطف و فا یا ریزش دست سخا
ہی فضل حق سی وہ سخی گر لکھی افسانہ زر سے
غل الحذر کا ہو بپا آجای غصہ گر ذرا

بحر رجز کی دو رکن اشعار ہوتی ہین رقم
دنیا مین بخیل آدمی ہی اوسکا ممنون کرم
سرمایۂ دولت ہی وہ باعزت و جاہ و حشم
دے حوصلی سی وہ فزون ہر چند مانگی کوی کم
دنیا مین مثل اسکا نہین لکھتا ہون مضمونکی قسم
آتا نہین بس تا زبان اللہ ری جوش ہمم
ہو درپۂ اوسکی جبہ سا جاتی رہین درد و الم
بخشش سے یہانتک سیم و زر سب ہو لیے گردون کے ستم
اللہ ری لطف و عطا ہر لحظہ ہی جوش کرم
گلشن مین ہو ہر شاخ تر گلدستۂ باغ ارم
خامہ نے سلک گہر گر وصف دندان ہون رقم
جسطرح قسمت کا لکھا ہوتا نہین ہی بیش و کم
سب نقطی جوہر ہو گئے نیلم بنی اشک قلم
رکھتا ہے جینی کی ہوس ہر راہی ملک عدم
لالہ ہی کھلانی لگا گلشن مین تصویر درم
اکسیر سمجھی خلق اوسی حاصل ہو گر خاک قدم
اہل دول ہو یا گدا ہی سب پہ احسان کرم
ڈہر کا نہ مرنیکا رہی دیکھا کری حسن قدم
ہر فرد ہو محو دعا جبتک رہی سینی مین دم
حاتم کا عالم سی ابھی جاتا رہی سارا بھرم
ہو ہر عدو کا سر جدا کھینچے اگر تیغ دو دم

منظور ہو گر امتحان ہون اسقدر خونریز یان
دی کلک شاعر گر نشان رنگین ہو تحریر قلم

بس ای نسیم سحر ہی شوق مین اہی کہ ہر
شعر دعا لکہہ جلد تر دکہلا دی انجام رقم

مقصد ہو جو کچہ آپکا بر آئی از فضل خدا
خوش ہون عزیز و اقربا جبتک ہین مہر و مہہم

حامی سدا ہون پنجتن جبتک ہی بنیاد زمین
تازہ رہی سارا چمن مسدود ہو ہر رنج و غم

جبتک ہی کاخ آسمان جبتک ہے قوم انس و جان
جبتک ہی بنیاد جہان حاصل ہی عز و درم

قصیدہ در مدح وصی علی خان بہادر

ذرا تو چین دی او دل تجہی خدا کی قسم
کہ اور فکر مین ہے آج خاطر برہم

خیال صاف کو گلگشت باغ مضمون ہے
برس رہی ہے طبیعت بشکل ابر کرم

کہان عروس سخن ہی کوئی بلا لائے
کہ ہی ضرورت اشعار کچہ کہین گے ہم

مزاج کو سر مشاطگی معنے ہے
کہلین گے زلف کی مانند عقدہای اہم

نسیم اوٹہائو قلم وقت امتحان آیا
جمال شاہد تجویز مین ہو حسن رقم

خیال مدح رئیس زمانہ ہی دل کو
ادب کی جا ہی یہان گردن قلم ہو خم

جہکاؤ سر پے تسلیم عرض حال کرو
کہ ای امیر فلک مرتبہ جہان کرم

کمال مضطرب الحال تہا خوشا قسمت
نصیب مجکو ہوئی آج بوسہ ہای قدم

بس اب زمانہ تحریر نام اقدس ہی
گلاب و مشک سی ہوتی ہین ہمزبان قلم

الٰہی اپنا کرم رکہہ وصی علیخان پر
وہ ہی سپہر کرامت کا نیر اعظم

زمانہ کہتا ہے اوسکو کریم ابن کریم
وہ اپنی وقت کا ہی آج دوسرا حاتم

نگاہ فیض اثر سے جو سوی گل دیکہے
در خوش آب ہو ہر ایک دانہ شبنم

ہوای بزم طرب خیز کی یہ ہے تاثیر
نہ دیکہی چشم تصور ہی صورت ماتم

محبت پنجتن پاک ہی دل و جان سے
فدای نام بتول و رسول ہے ہر دم

یہ فیض تیغ ہے اوسکا پڑی جو اعدا پر
ہر ایک زخم مین پیدا ہون سو دہان باہم

وہ باخدا ہی جو نکلے زبان سی اقرار
بصورت خط تقدیر ہو نہ بیش و نہ کم

فروغ روی مبارک ہی آیت اسلام
بجا ہی کہیے اگر اوسکو قبلہ آدم

وہ آفتاب جہانتاب ہی اگر جا ہے
ہر ایک ذرہ مین پیدا ہو نور کا عالم

خلاف اوسکا جو چاہی تو ہو خلاف ایسا
مٹے مزاج عناصر سے اتحاد بہم

نہ روح جسم کو دیکھے نہ جسم صورت روح
کہ جس طرح سی قضا و قدر نہین توام

وہ برگزیدۂ حق ہے کہ وقت عزم عا
عجب نہین جو ہو تقدیر سے زیادہ رقم

نہین ہی یاد خدا سے وہ کوئی دم غافل
ہمیشہ ذاکر حق ہین لب و زبان باہم

صفای قلب سی کشف ضمیر حاصل ہی
نہین ہے آینۂ دل پہ زنگ ناز و نعم

کجون کو راست بنائی خیال شوق اوسکا
مٹے کشاکش شانہ سے زلف کا ہر خم

کہان نصیب جو لی بوسۂ رکاب اوسکا
ہزار بار اگر پشت آسمان ہو خم

لکھون مین وصف اگر لحیۂ جمال روشن کا
رہے زبان پری پر فسانۂ آدم

جبین وہ ہی کہ جسے لوح نور کہتے ہین
بھوین نہین پی دشمن کبھی ہی تیغ دو دم

مژہ مین نوک وہ ہی جسسی ہر حسین نشتر
دم نظارہ صفین کی صفین رہین برہم

نہین وہ چشم کنار حیا مین ہی معشوق
کہ جسکے رشک سی نرگس ہی سرنگون ہر دم

نہین ہی اپنی شفاف شمع نوری ہی
بجا ہی گر الف اللہ کا اوسی کہین ہم

لبون مین ہی اثر قم دم سوال و جواب
کہ زندہ کرتے ہین وہ لہای مردہ کو ہر دم

دہن نہین ہے وہ ہی درج ذکر الا اللہ
کہ جسسے ہی کلمہ حق کا بر زبان ہر دم

غرض نمونہ قدرت ہی سی تا ناخن
کہان مجال قلم ہی جو وصف سب ہون رقم

اب اور طرز کے اشعار چند لکھتا ہون
مزاج جوش مین آیا پھری عنان قلم

کریم وقت ہی تو ای امیر والا جاہ
ہزار گردن تسلیم تیرے در پہ ہو خم

نگاہ لطف سے مجھ خستہ حال کو بھی دیکھ
کہ بھول جاؤن فلک کی تمام جور و ستم

ثنا میں تیری کرون اور رہون قلیل و خراب
یہ شرط لطف نہین ای رئیس اہل کرم

اب اور کون ہی ایسا کہ جس سے حال کہون
سناؤن کسکو مین اپنا فسانۂ ماتم

غریب و بیکس و ناچار و مضطرب ہون مین
رئیس عیش ہو تم مین اسیر رنج و الم

فقط نگاہ عنایت کی آرزو ہی مجھے
زیادہ اس سے نہین چاہتا خدا کی قسم

نسیم طول سخن ہو چکا بس اب خاموش
خطر کی جا ہے مبادا مزاج ہو برہم

حضور قلب سے مانگو خدا سے جو چاہو
پڑھو دعا کی بھی اشعار چند سن لین ہم

الٰہی تا کہ رہین مہر و ماہ گردون پر
الٰہی تا کہ زمین پر ہو نور کا عالم

نصیب عمر خضر رتبۂ سلیمان ہو
رہے ستارۂ اقبال جلوہ بخش قدم

ایضاً

بہار آئی کھلی ہین غنچون نے مردہ ہی چمن کا سامان
وظیفۂ گل ہی اندنون مین ترانۂ عندلیب نالان

فسردہ خاطر ہوئی ہین جو غلط ہجوم سودا امنگ پر ہے
بھڑکی ہین یہ جلوہ پیرہن کی کہ ہر گریبان انیس دامان

فسانۂ غم نی بعد مدت اثر دکھایا ہی غفلتون کا
ہوئی ہین مصروف چارہ سازی دل طبیبان خاطر پریشان

کھلے جو سنبل کی زلف پر خم مزاج از خود ہوئے ہین برہم
طواف مین ہی نگاہ پیہم نثار ہوتی ہین تحفۂ جان

سبو و ساغر چھلک رہی ہین بہک رہے ہین زبان ہین میخوار
سر رمی سے ہی لغزشون پر بڑہی ہین افتادگی کی احسان

لباس سے تن کو مخلصے ہی مٹا دی دیوانگی نی جھگڑے
ہوئی تعلق سے پاک دامن نہین رہی تہمت گریبان

صدا یہ دیتا ہی کوس گردون ترانۂ صبح عید سنیے
جگا رہا ہی خیال تازہ کو خواب غفلت سے غزل خوان

نسیم خستہ جگر بھی پیہم سنا رہا ہی نوید مضمون
نہین ہر و بہار ہی زندگی کا رہین گے یہ یادگار دوران

زمانہ فیض سخن سے میری بشکل عرش برین ہے روشن
بلند ہونے پر ہی فکر عالی جہا نہین ہون آفتاب تابان

مزاج مشتاق گفتگو ہی خیال مصروف جستجو ہی
پڑھون وہ مطلع کہ جسکی عظمت میں ہو گی کانی برائے خندان

مطلع

پہر باد وہیاراں شوکت فروشی خورشید و مہ اسمان
وہی عالیجان وہی عالیجان وہی عالیجان وہی عالیجان

ترقی ہو سہری تجکو ہمیشہ ہر یک تخت ونشن مین و دشمن تیرے
جہان مین ایسا ہی کوئی باقی نہین جو جوان کرم پیمان

بہت شہر و دیار مین ہم نظر سی گذرا تمام عالم
نپایا ایسا رئیس اعظم کہ جسکو لکہتی امیر دوران

نہال بے برگ تہا جہانمین کیا ہی اسکو ہرم کرم نے تیری
بشکل شمشاد سایہ گستر بنگ شاخ چمن گل افشان

شمیم اخلاق ہی مثل سی ہمت کے رہ رہ گئے ہین غنچے
حیا سے ہر گل کا سر فرو ہی بدل گئی ہی صورت گلستان

ہزار سایل جو در پہ آئین نجا ہی محروم ایک اونمین
رہے ہے تیرا دست گوہر فشان ہمیشہ مانند ابر نیسان

دعای طول حیات مین گر کسیو نکو تکلیف مدعا ہو
دہان سائل مین کیا عجب ہے لعاب ہو جائے آب حیوان

جو دیکہی آیات مصحف رخ تو ہو ایت کفر سرنگون ہو
رہے نہ بنیاد ضلالت و غی ہر ایک کافر بنی مسلمان

نہین زمانی مین کوئی ایسا کہ جسکو شوق قدم نہین ہے
نہان ہین ہر دلمین آرزوئین کہ جیسے ہی مومن کا نور ایمان

زبان تیغ و سنان سے سن لی جو تو وہ مرگ نا گہانی
تن عدو پر جراحتین ہین بصورت غنچہہای خندان

دعا مین تاثیر تم نکیون ہو قبول خالق ہر ایک سخن ہی
حیات فرمان پذیر اسکے اجل ہی کون سو کشیدہ دامان

نگہ ہین لاکہون کرامتین ہین زبانمین عجایبتین ہین
ہزار ان ہی شہادتین مین کریگا تعریف کیا سخندان

زبان سے تیری جو حکم نکلی تو دو اثر دہ کلام بخشی
ملے احبا کو عمر و دولت عدو کو ہو بھی قضا کا فرمان

دیا اثر ہی خدا نے تجکو روای حاجات دینوی کا
شفای امراض کو مجرب ہے نام تیرا بجای درمان

جو مانگی حق سے تو اے مکرم مطیع فرمان ہو سارا عالم
ہوا و جن و طیور ہمسب تجہی سلیمان بس سلیمان

قصیدہ در مدح نواب حضور محل صاحبہ دام اقبالہا

مانند شانہ ہے خلش نیر جو روزگار
حاصل ہے مثل زلف مجہے طول انتشار

امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
یارب دکہا جمال تمنا پہر ایکبار

آغوش مین مراد ہو لب پر ہون قہقہے
چہلکون بسان ساغر لبریز بار بار

بڑہتا رہون بصورت وصف مدیح مین
گہٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار

دکھا کرین حسین جہان جوش شوق مین
پیدا ہو مجہہ مین صورت دلہای داغدار

لپٹون بشکل پنجہ ساقی سبو سے روز
چہٹون بسان دامن جانان ہزار بار

گردن جہکاؤن مثل قلم التماس مین
چہرہ دکہاؤن صورت مضمون آبدار

الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کی دون خبر جو زبانسی ہون آشکار

خاطر مین آ کی قصد ہون منہہ مین جا کی بات
پونہچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

ای خامہ بس تہیہ تمہید تا کجا
لکہہ جلد کوئی مطلع مضمون آبدار

مطلع

تا آسمان خطاب علی کی سے ہے پکار
بانوی شہ حضور محل صاحب وقار

ہمت وہ دی خدانی کہ شاعر کی ہی زبان
قاصر ہی جسکی وصف مین با عجز و انکسار

ازبسکہ ہے سخا و مروت مزاج مین
مقبول بارگاہ الٰہی ہین جملہ کار

خورشید حسن نور خدا روی پاک ہے
باتون پہ ہی کرامت صادق کا اعتبار

آنکھو نہین ہے لحاظ نگاہون مین احتیاط
ممکن نہین خلاف شریعت ہ[illegible]

جو جسکی آرزو ہی وہی ہی زبان پہ
پیدا ہی قلب صاف مین پنہان و آشکار

عصمت وہ ہے کہ خامہ نقاش کائنات
بس کر سکا نہ کھینچ کے تصویر بدار

شبنم کے بدلی برسین مگر آسمان سی
خواہش دعائی ہو جو بدرگاہ کردگار

ہی حب اہلبیت کا اسدرجہ دلمین جوش
حورین جنان مین کرتی ہین تحسین ہزار بار

خرسند فاطمہؓ ہین علیؓ خوش رسولؐ شاد
راضی حسن حسینؑ سمجھتی ہین دوستدار

مدنظر ہے آٹھ پہر سب کی پرورش
محظوظ ہی ہر ایک رفیق اور اہل کار

مین بھی ہون جبہ سا بامید نگاہ لطف
ای بانوی عفیفہ و خاتون باوقار

پونہچا یہ حال اور گزارش مین کیا کرون
روتے ہی بیکسی مری قسمت پہ بار بار

ایفای وعدہ مین نہ کمی کیجیے حضور
فضل خدا سے آج توفیق اسے ہے روزگار

صد شکر سرخرو مین ہوا اب جناب سے
جو کچھ کہا تھا دیکھ لیا بعد انتظار

واجب ہے پرورش کہ بہت بیقرار ہون
افلاس کی خراش سے دل ہے شگافدار

بخشے ہین برہمی نے ہزارون طرحکی پیچ
شاید کہ اپنی زلف سمجھتا ہے روزگار

مثل مزاج یار ہے مصروف اتہام
کیا کیا گمان بد ہین بحال نحیف و زار

ہنستا ہون مثل خندۂ زخم جگر اگر
سیتا ہے بخیہ گر دہن و لب ہزار بار

اظہار مدعا سے پشیمانیان ہوئین
کھو بیٹھے اپنے ہاتھ سے سامان اعتبار

ارزان ہوا ہون طعنۂ معشوق کی طرح
گر مفت بھی بکون تو نہین کوئی خواستگار

اب کون جز حضور ہے ایسا جہان مین
جسکو ہو رحم جانب دلہاے بیقرار

بس اے نسیم روک زبان و قلم کو تو
دے نذر دیکھ قدرت خلاق روزگار

وقت دعا ہے عرض تمنا مین دیر کیون
قسمت دکھا رہی ہے ہنگام لطف کردگار

یارب ہین باغ دہر مین جبتک دو رنگیان
دور خزان کبھی ہے کبھی ہے موسم بہار

دشمن برنگ برگ خزانی ہو زرد رو
احباب پھولون مین بس ہین صورت ہزار

تمت

رباعی

تن آتش غم سے نے جلائے نہ ہون
سینے کو کباب نے بنائے نہ ہون
وہ لذت عشق مین سے نے چکھے ہی نسیم
سو دل ہون تو یار نے لگائے نہ ہون

ایضاً

انسان کا جو کذب پر شعار آتا ہے
خاطر پہ ہر ایک کی غبار آتا ہے
پر وعدۂ یار کچھ عجب شی ہے نسیم
گر جھوٹ بھی ہو تو اعتبار آتا ہے

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

الحمد لله والمنة که درین زمان فرخی توامان دیوان بلاغت بنیان ... مسمی بہ دفتر شگرف معروف بہ

... از تصنیف اوستاد زمان مستند دوران عندلیب گلزار رنگین بیانی طوطی ...

حسب فرمایش مہر سپہر اقبال ماہ اوج اجلال نواب محمد تقی خان بہادر متخلص بہ افسر دام اقباله

در مطبع مصطفائی ۱۲۸۲ مصطفا محمد خان صاحب طبع گردید

حرف ... سخن بلاغت بنیاد
زخم ...
سخن ہو ...
طعنہ معشوق مطلع
رہی ایسا جہان
زبان

واہ کیا رتبہ ہی فکرِ طبعِ آگاہ کا
خوب ہی آزاد رہنا مردِ حق آگاہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقونکی آہ کا
گھٹ نہین سکتا گھٹانے سی بھی کامل کا کمال
چاہتا ہون دید تیری عالمِ ایجاد مین
گر نہوتا او نہین شامل عکسِ نورانی ترا
سب مین اور سب سے الگ ہی یہ یکدانی تری
جسطرح قالب مین جان ہی اسطرح ہر جا نہین تو
کیا ملی وہ زخمِ ازل سے جسکو تو بخشے فراق
کیا غرض عشاق کو اعمالِ خوب و زشت سے
تیری صد صدقے امتحان کر کچھ تو او پردہ نشین
کجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
دل کسی صورت تو بہلے کیونکر تم ازردہ ہوے

سایہ ہی بالای مطلع چترِ بسم اللہ کا
کھینچیے قشقہ جبین پر مدِّ بسم اللہ کا
اوّل و آخر مین جسکے حرف ہی اللہ کا
بے الف معنی ہی کب خالی ہی لفظ اللہ کا
مین نہین خواہان ہون ای پیاری کمال وجاہ کا
جلوہ خوش آتا کسے تصویرِ مہر و ماہ کا
بعد ملنی کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا
یہ فقط دہوکا سا ہی نام گدا و شاہ کا
خامہ کر سکتا نہین بخیہ شگافِ آہ کا
ہم نہین رکھتے بھروسا توشہ ہمراہ کا
حوصلہ دیکھ اپنی مشتاقِ اجازت خواہ کا
خوب دیکھا ہار ہی انجام اولٹی راہ کا
شورِ بیتابی نہین ہی زمزمہ ہی آہ کا

۲	مین تو او سکے روی روشن کا ہون دیوانہ نسیم ننگ ہی جسکو نقاب حسن جلوہ ماہ کا	۱۵

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا	غل نالۂ زنجیر مین ہی صل علے کا
بیہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجکو	جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دوسرا کا
صدقے تری اوشلقع روح و تن عاشق	وہ غیظ مین اب وقت ہی وعدے کی وفا کا
تو بیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش	اب ہاتھ نہ احسان اوٹھائینگے دعا کا
دو رخ کو بجہادون عرق شرم سی اپنی	ایما ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا
مرنے پہ بہی لائی نہ تری نکہت گیسو	احسان نہ ہوا روح پہ بہی باد صبا کا
جز بیخودی شوق نہ گریہ ہے نہ فریاد	لی دوست چھٹتا ہمسے تعلق رفقا کا
کیا فکر عذاب لحدی مردہ دلون کو	ہی اور ہی جھگڑا تری مفتون لقا کا
خاموش زبان شرم سی آنکھین سوزانو	مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ	ہر زخم جگر لفظ بنا صل علے کا
عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکہ کی گزرجا	بوسہ ہی ملے کوئی عذار کف پا کا
قربان اوٹھا عارض پرنور سی پردہ	مرجاؤن نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا
مدت سی ہی یہ ہن تری کوچی مین بنی قبر	ہو اوج پہ اقبال مرے بخت رسا کا
مطلب ہی مرا عارض پرنور کا جلوہ	عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا

۳	اعمال نسیم اپنی بُری ہین کہ بھلی ہین لیکن ہی بھروسا ہمین محبوب خدا کا	۲۱

بزم غمکو دیکھکر	ل خوش ہوا جلاد کا	شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
قید مین آنا	ط دشوار ہی آزاد کا	غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
خود فراموشی	گا دین کسی کی یاد کا	دل دکہانا خاص شیوہ ہی مری فریاد کا

ہاتھ آنا غیر ممکن طائرِ آزاد کا
دیکھتا ہی دور ہی قابو نہین صیاد کا

قبر پر آیا ہی دینی کو مبارکباد مرگ
یہ نیا ایجاد ہی تیرے ستم ایجاد کا

واہ کیا رعب جنون ہے اپنی صدقے جائیے
ہاتھ کیسا کانپتا ہی جسم بھی فصاد کا

پاؤن جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سے روح
بیکسی نے رو دیا منہ دیکھکر شداد کا

ایک کیا دو چار بوسون سے تو خوش کر لین ہمیں
سہل سمجھے شاد کرنا وہ دلِ ناشاد کا

یاد آئین بیڑیان اور وہ گرانی طوق کی
کم ہوا سودا مرا منہ دیکھکر حداد کا

وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیی
وہ دہن چومی مرا مین بوسہ لون فریاد کا

اوسکے کانو تک گئی ممنون احسان ہم ہے
آج اپنی جی مین ہی منہ چومیے فریاد کا

جب چھٹا تیر نظر آیا مری دل کی طرف
تھر ہوتا ہی نشان بھی خانۂ آباد کا

کہتے کہتے رہ گئے ہنگامِ استفسارِ حشر
کچھ محبت آگئی منہ دیکھکر جلاد کا

روزِ جورِ تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان
دیکھیے ایجاد کب تک اوس ستم ایجاد کا

مجکو بھی تجدیدِ عادت مین ہے کرتی ہی فلک
جسطرح پہلو بدلتا ہی تری بیداد کا

با وفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال
رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا

دیکھ لیتا ہی جو اوسنے آنکھ سی دیکھا نہین
شوق تیرا نورِ دل ہی کور مادر زاد کا

کیون نہ خنجر لوٹ جائے آ کی تیری ہاتھ مین
حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا

حُبِّ دنیا الفتِ زر دسی دم بھر کم نہین
اسیر آزاد ہے ارادہ ہی خدا کی یاد کا

بعد آزادی بھی مدت تک چھوڑا ہمسے گھر
آگئی شرمِ وفا منہ دیکھکر صیاد کا

۴
حقِ خدمت چاہتا ہی جلتی رہیی اے نسیم
مدتوں سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا
۲۲

منظور رہے تاہینا الم کا
پیمانہ بنائیے جستی سر کا

تہا شام سے دغدغہ سحر کا
دہڑکا ہی لگا رہا الجبر کا

مزہ

سینے مین سے کچہ آئی آواز
ہوتا کوے آبلہ جگر کا

آنسو پونچھین گے کب تک احباب
ٹپکا نہ رکے گا چشم تر کا

دل ہی تو ہے کیا عجب بہل جاے
کچہ ذکر کرو ادہر ادہر کا

کیون زلف دراز کھولتے ہو
کیا خوف تمہین نہین کمر کا

کچہ بے ادبی ہوے مقرر
سینہ بہیدا ہا گیا گھر کا

تنہا نہین گوشۂ قفس بھی
جھگڑا ہے ساتہ بال و پر کا

محتاج کفن نہین ہے بلبل
پردہ کافی ہے بال و پر کا

رہتے نہین ایکدم کسی جا
بتلائین نشان خاک گھر کا

کیا کیا ہمنے نہ خاک اوڑائی
پایا نہ غبار تیرے در کا

ہو آپ کے کان تک رسائی
اللہ یہ مرتبہ گہر کا

اے دل کنج مزار دیکھا
پہلا یہ مقام ہے سفر کا

یاقوت کہان مرے دہن مین
ٹکڑا ہوگا کوئی جگر کا

رخصت رخصت جو کہہ رہے ہو
اے جان خیال ہے کدہر کا

جبتک ہے کچہ حیات باقی
رستا دیکھین گے نامہ بر کا

آنکھون مین خیال او رہی ہی
جلوہ کیا دیکھیے قمر کا

آرام کہان نصیب ہمکو
کھٹکا درپیش ہے سفر کا

پونہچی مرے ہاتہ تک تو فصاد
منہ لال کرونگا نیشتر کا

دوڑے لینے قدم اجل کے
دہوکا ہوا یار کی خبر کا

ٹھہرو لاشہ اوٹھے تو جانا
جھگڑا ہے اور دو پہر کا

۵	کیون آئے نسیم نیند ہمکو سرکہ کے زمین پہ یار سر کا	۶

صد چاک ہی مانند کتان چاک جگر کا
دامن کے یہ قدرت ہے کہ اس جوش کو روکے
شرم آتی ہی اک پردہ نشین کا ہون مین
رخصت ہی تن زار سے اب جان حزین کے
ہم عاشق مشتاق سخی تجکو کہین گے

آنکھون مین تصور ہی جو اک رشک قمر کا
امڈا ہوا دریا ہی مرے دیدۂ تر کا
منہ دیکھے گا جراح مرے زخم جگر کا
ملجاؤ گلے سے کہ زمانہ ہے سفر کا
بوسہ ہمین دے ای گل تر اس لب تر کا

٦	مجکو سبب مرگ ہی نظارۂ ابرو کشتہ ہون نسیم اوسکی اسی تیغ دو سر کا	۱۱

تم تک مجھی لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
دشمن کو ہٹاتے ہین اب مجکو بلاتی ہین
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین سودا ہین
اک عمر کا قصا ہی برسون ہی کا جھگڑا ہے
البتہ شگون ہی صرصر کی سی آمد ہی
مشتاق رہی برسون وعدی ہی ہوئے لاکھون
ناحق کو جلاتی ہو کیون ہمکو بلاتی ہو
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سی بالا ہی
مفلس ہین کہان سامان تو آکہ نہ آ یجان
اب دلمین نہ اپنے ڈر تو شوق سے یا کر

اب جاؤن کہان ستا معلوم نہین گھر کا
لو اور نئی سوجھی منہ دیکھ کے خنجر کا
کیا تجسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
سنتے وہ اسے کبتک طومار ہی دفتر کا
گبھرا ئی نہ کیون بلبل منہ دیکھ گل تر کا
لیکن نملا بوسہ ایجان لب تر کا
دشمن تو ابھی تک ہی پہلو سی نہین سرکا
حاجت نہین کچہ رکھتا محتاج ترے در کا
ارمان بہت کچہ ہین توڑا نہین یان زر کا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا

٧	اوسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا تلوون سے لگا پہرون سر میرے کبوتر کا	۱۵

تنگ کرتا ہی بدل جانا یہ سو سو بار کا
ایک دم فرصت نہین کیا اثر دہام خلق ہی

رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
رخنۂ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا

حد نہین معلوم ہوتی پڑچکی کیا کیا نظر
طول ہی زخمونکی دامن مین شبِ بیمار کا

عادت بے سود کھو دیتی ہی آنکھونسے قرار
کچھ اثر رکھتا نہین خندہ لبِ سوفار کا

اب تو ہر زخمِ جگر ہی دامنِ ابرِ بخیل
تر نہین ہوتا ہی سو برسون سے لبِ سوفار کا

جذبِ وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھہ سے
آبلونکے منہ مین آجانا زبانِ خار کا

ایک نقطہ دیکے خامی نے پتا بتلادیا
آج ثابت ہوگیا ہونا دہانِ یار کا

روی روشن کے حرارت سے پہکا جاتا ہی دل
آج سمجھے نور مین بھی خاصہ ہے نار کا

رہگیا ہی کچھ جو کانٹونمین الجھہ کر جابجا
تارِ دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا

دشمنونکو طعنونکی گذر ہین بات کو دشنام تلخ
کیا پسند آیا مکان انکو دہانِ یار کا

کسطرح آگی بڑہون مانع ہی کچھہ پاسِ ادب
آنہ جائی زیرِ پا سایہ تری دیوار کا

آسمان پر کچھہ شفق پہولی نظر آنے لگی
عکس جا پونہچا تمہاری دامنِ گلنار کا

شغل افغانکے لیے بلبل کریگی اعتکاف
باغبان گوشہ بتادی دامنِ گلزار کا

جو ابھی سنتا ہے پھر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہوگیا بیمار کا

۸

چشمِ عاشق بنگیا ہون آئینے مین اسلیے ای نسیم
شاید آجائے نظر جلوہ جمالِ یار کا

١١

بند کی شب آنکہ دہیان آیا جو روی یار کا
ہوگیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

وای قسمت ایکصورت پر نہین جب دیکھی
خاصہ پیدا کیا دل نے مزاجِ یار کا

اس تمنا پر فقط مرتی ہین ایجانِ جہان
حشر کو دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایکساعت مین بدل جاتی ہی سو بار یہ
خاصہ تقدیر مین ہے پہلوِ دلدار کا

دوست کی امید سے دشمن کبھی خالی نہین
سایۂ پا ڈہونڈہتا رہتا ہی سر ہر خار کا

اسقدر لطفِ تلون سے دوستی ہر شی مین ہی
بڑہ کی گھٹ جاتا ہی سایہ بھی ترے دیوار کا

ادا بھی چندی ٹھہرا ہی صدمۂ دردِ فراق
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطرِ غمخوار کا

کسطرح آرام سے نہین کہ بعد از چند روز | پیش ہے ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا
اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہوگئی | کسکو آتا ہے یقین ظالم تری اقرار کا
آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین | امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہربار کا

۹ | دیکھیے کسطور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا | ۱۷

پھر غلغلہ ہے آمدِ فصلِ بہار کا | بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا
آرام کی ہوس دلِ بیتاب ابھین کیون | کیا پہلوِ مزار بھی پہلو ہے یار کا
بوسے فریب سے جو لبِ یار کے لئے | برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور | بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائی گی برخیز حشر کی | احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو | کھٹکا نجائیگا مژۂ آبدار کا
اے چرخ بس تھئیے تکلیف اب نکر | احسان اوٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
وصلت کی راحتو نسے شبِ غم نہ بھولنا | اے دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر | میرا سا ابتو حال ہوا روزگار کا
جب دیکھیے کجی کی سو راستی نہین | بل لے لیا مزاج نے کچھ زلفِ یار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین | شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایکبار کا
تیرے ستم عدو کے دعا نے کیا اثر | بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
ہان تو اگر بلائی تو آؤن ہین ہر طرح | ہے تجکو اختیار مرے اختیار کا
آتے نہین مہ ہائی یہان حال غیر ہی | اقبال اوج پر ہے شبِ انتظار کا
پابوس آسمان سی شرف ہوتی ہین نصیب | پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا
ہوجائی ہمسے پرسشِ اعمال ابھی تو خوب | وعدہ بہت دراز ہی روزِ شمار کا

۱۰ — وحشت مین بھی ترک محبت ہوا نسیم / منہ آبلون نے چوم لیا نوکِ خار کا — ۱۶

سنگ تربت لال ہی میرے تنِ محرور کا ‏ ‏ پھول کھلاتا نہین گرکر چراغ گور کا
حشر کی گنتی ہی دن منہ تاک رہے ہی صور کا ‏ ‏ حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے مجھ رنجور کا
گھل گیا تھا جسم اسدرجہ تری رنجور کا ‏ ‏ ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ دہانِ مور کا
اہل جنت کو رہا کرتی ہی اکثر آرزو ‏ ‏ میرا افسانہ بھی ہی شاید سراپا حور کا
دیکھیی کچھ دن ہوا مین اسکو آہ سرد کی ‏ ‏ جوشِ خونِ گرم سے منہ آگیا ناسور کا
صاعقی دو چار جا پلٹے جو میرے آہ کے ‏ ‏ روشنی دینے لگا دامن شبِ دیجور کا
دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسی کو تھے ‏ ‏ دلمین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا
ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہی قانع کی لیے ‏ ‏ بند ہو کر منہ نہین کھلتا دوبارہ گور کا
جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئی خال ‏ ‏ آبلہ رکھتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا
کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمانسے یار کو ‏ ‏ پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا
کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی بھی ہے ‏ ‏ شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گھر زنبور کا
کم حقیقت کی لیے پرسش کبھی ہوتی نہین ‏ ‏ کون استفسار کرتا ہی تردد مور کا
مین نہین کچھ بادہ کش کیون گھورتا ہے محتسب ‏ ‏ آبلے ہین دل کی یہ خوشہ نہین انگور کا
ہای کیا دیکھا کہ مجکو دیکھنی آتی ہین لوگ ‏ ‏ تھرلایا یاد آنا قامتِ مستور کا
حالِ دل چھیڑا تو بولی اور کچھ فرمائیے ‏ ‏ ذکر خوش آتا ہی کسکو قصہ مشہور کا

۱۱ — کون سن سکتا ہے کسکو اتنی طاقت ای نسیم / اپنا ہر نالہ ہی پروردہ کنارِ صور کا — ۱۲

بسکہ ہون محو تصور شاہد مستور کا ‏ ‏ دل مین عالم ہی مری فانوسِ شمعِ طور کا
مختصر تھا اسقدر لاشہ تری رنجور کا ‏ ‏ گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا

میری ہستی اک صدا ہی جو نہ آئی کان تک
شور پنہان ہون سو وہ بھی خندۂ ناسور کا

مر گئے لیکن ہوای شوق ہی جھلکی ہوئی
دوڑتا ہی ہر طرف شعلہ چراغ گور کا

کسقدر لطف خموشی ہی طبیعت کو پسند
ہم نشانتک بھی نہین کہتی مہانِ گور کا

کھینچ لائی اونکو تاثیرِ دعا آغوش مین
شکر ہوے عیش سی حق رہگیا مزدور کا

ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے
مرچلواتی ہی حرص قند ہر زنبور کا

تلخ طینت کی لیی شیرین زبانی ہی ضرور
دیکھتی ہین شہد سے لبریز منہ زنبور کا

سوز پنہان نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کر دیا
آتش غم نے اثر پیدا کیا ہے نور کا

گھر بنائے اسقدر کثرت سی رنج و یاس نے
دل مرے سینے مین چھتا ہو گیا زنبور کا

ہیبت فریاد سی میری نکل سکتا نہین
صور مین پوشیدہ ہی نالہ دہانِ صور کا

۱۲	مصرعِ ناسخ پسندِ طبع والا ہے نسیم ماہ ہی اک خال رخسارِ شب دیجور کا	۱۷

ہر گھڑی کرتی ہی غل محرومیِ تقدیر کا
اشک تر کسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا دایہ سی مائل شیر کا
نوک پستان نے مزا بخشا سنانِ تیر کا

درد کی لذت نہین باقی دہانِ زخم مین
لے لیا کسنے مزا ظالم زبانِ تیر کا

حوصلی پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

بھید قاتل کا کھلے کیونکر زبان کہتا نہین
ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا

شوخیان وحشت دکھاتی ہی نئے انداز سے
چشم آہو بنگیا حلقہ مرے زنجیر کا

رات دن اِتو گذرتی ہی بڑی آرام سی
تیر احسان ہی مری فریاد بی تاثیر کا

بعد مردن کیا سبک ساری مجھی حاصل ہوئے
بوجہ بالای لحد ہی چادرِ تنویر کا

جب وہ سنتے بیٹھتے ہین آنکہ مین آتی ہی نیند
کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا

مرگیا مین رنج سے پہلی وہ رحمت دست تھا
کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

لفظ بے معنی کی صورت کچہ اثر رکھتا نہین
خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل با وفا تہا مین کہ بر سحن ہو چلے
قطرۂ خون بنگیا چھالہ لب شمشیر کا

جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ
حوصلہ باقی ہی پہر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتی ہین وہ ہی سفید ہی
رات اک رنگ خضابی ہی سپہر پیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا ناحق مین ہے
مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تہا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے
آکے جم جاتا تہا میرے منہ مین قطرہ شیر کا

۱۳ | دیدۂ و دانستہ دل اپنا پہسا بیٹھے نسیم
حلقۂ گیسوی پیچان دام تہا تزویر کا | ۱۳

کم نہین وحشت مین بھی رتبہ مری توقیر کا
پاؤن میرا مردمک ہی دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت ہی جو سا ہی دل مجروح نے
نطق تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا

راستی ممکن نہین کج طینتونکی واسطے
خم نہین جاتا کسے سے ابروی شمشیر کا

ہے پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین
خواب سے پہلی اثر پیدا ہوا تعبیر کا

وای قسمت حسن کے دولت کو لوٹین تیرہ روز
طرہ ہای شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا

مجکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا ہوتے تھے
خون ہو جاتا تہا قطرہ میرے منہ مین شیر کا

لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بجتا نہین
آفتاب ایک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا

بول اوٹھا گوسالۂ زر ایک ہی افسون مین واہ
سامری نے سحر سیکھا تہا تری تقریر کا

شب کو اوٹھتی ہین جو مین سینے سی آہ سرد کے
دنکو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک دہن مین کلک قدرت نے سخن ہی کیا کیا
صاف ہی کاغذ ہماری نامۂ تقدیر کا

تہا وہ سوز استخوان چنگاریان اونکے لگین
آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا

اسکو بھی تعلیم ہی شاید تمہاری شرم ہے
کوئی کچہ پوچھے مگر چپ ہے دہن تصویر کا

۱۴ | زیب کی حاجت حسینونکو نہین ہوتی نسیم
پیرہن بے بخیہ ہی خورشید کی تنویر کا | ۱۱

نکل آیا وہ گھبرا کر دل اوسکا اسقدر ڈر کا
صدا بجلی کی دی نالے نے جب منہ سے ہی مرکا

ٹھہر کچھ دن ہین دست انداز یونکا وقت آئیگا
نہال نو دمیدہ ہون بھروسا کیا مرے جڑ کا

ہمیشہ خاک، و خون مین مجکو بیتابی بٹہایا کی
بشکل مرغ بسمل کونسے پہلو نہین پھڑکا

خیال عارض روشن ہین صبح و شام یکسان ہے
یہان آنکھون پہ ہر دم پیش نظر ہی نور کا تڑکا

یہ سچ ہی وقت پیری رونقی بہتی کم ہوتی ہے
نہال خشک کے کہٹکا نہین ہوتا ہے پت جھڑ کا

نہ کیون پنہان رکھون آہن مین اسکو کم نگاہی سے
سمجھتا ہون مین اپنا اشک گلگون لال گودڑ کا

گزرتا ہی سلامت واقف انجام مطلب سے
نہین رستا کھٹکتا آنکہ مین ہمقا نکی بیہڑ کا

لیے ہین گل کے بوسے آج کس چوری سے بلبل نے
پڑا سویا کیا گلچین کوئی پتا نہین کھڑ کا

چھپایا پردہ فانوس ہنکر جسم عریان نے
درون استخوان ہی جس گھڑی شعلہ کوئی بھڑکا

بجز ایما کلام عشق مطلب سے معرا ہے
کسیے پر راز کھل سکتا نہین مجذوب کے بڑ کا

۱۷	فصاحت کے خلاف آئی نظر سب قافیے ہمکو نسیم ایسی زمین پر کیجیے اطلاق بحر کا	۱۵

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشا نوش کا

بات کر سکتا نہین دیوار کی بھی سامنے
دیکھکر زرون گمان ہوتا ہی مجکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
خود بخود بو دینی لگتا ہی دہن مینوش کا

کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال چلکر یو چھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تہا شب کو ای پری
ہر ستارہ روکش خورشید ہی پاپوش کا

تنگ آکر دوست اوٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب وہان زخم بھی منہ ہو گیا مینوش کا

ہاتھ اوٹھا کر دوست کرتی ہین دعائین بار دل
تیرا آنا ہو گیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا

نالہ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہی مجکو گل کی گوش کا

مثل خم اوبلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف
غیر ممکن ہے سنبھلنا خاطر پر جوش کا

اور بڑا احسان قاتل کی کہانتک شکر ہو
بعد مدت آج اُترا بار میری دوش کا

پھر سُبو اُبلی چھلکے شیشے ہوی لبریز جام
رخصت اے زاہد زمانہ ہی وداعِ ہوش کا

صبر کر سکتا نہیں ملتا ہی سب کچھ گو ابھی
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق و نوش کا

ایک جیب پر ہنسنے سے لاکھون رستین موجود ہین
مٹ گئی جھگڑے ہوا احسان لبِ خاموش کا

بے ارادی بھی ہوا کرتی ہین اکثر زینتین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہکتا ہی کبھی ساقی مجھی
خم اوٹھا پھر دیکھنا دل مجھی دریانوش کا

مین بیچ کیا ہون کا روانکی کاروان ہونگی اسیر
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

١٦	بیخبر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت اے نسیم مدتین گذرین نہین ہے کہتا تعلق ہوش کا	١٧

اسد رجہ تھا قلق سے مجھے ردِ سوال کا
دریا بہا کیا عرقِ انفعال کا

اللہ ری تردد خاطر کے کثرتین
تودہ بنا دیا مجھے گردِ ملال کا

ایسے سبھے کہ اور کو سہنا محال ہی
افسانہ لکھنا چاہیی ہی میرے حال کا

ممکن نہین کہ چشم تصور سی دیکھیے
کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا

کیون مجہ شکستہ حال کی مٹی بلا می تھی
ثابت رہا نہ ایک بھی کوزہ کلال کا

بوسہ رقیب کو نملا صد ہزار شکر
دہوکا ہوا کیا اونہین میرے سوال کا

بی پیرہن نہین ہی پس از مرگ میری روح
دامن سپہر کا ہی گریبان ہلال کا

کیا کبھی اونکی بید ہنی خود جواب ہی
ناحق کو حوصلہ ہی بتو نسے سوال کا

کیا کیا ٹٹولتا ہی جگر دل ادہر ادہر
استاد ہی خدنگ نظر دیکہ بھال کا

چکر کیا کیا طپش دل سے مدتون
لوہا ہوا گداز جو تیرون کے بھال کا

کیا اس حرام خور کو جز مردہ ہی نصیب
آیا نہ منہ مین گور کے لقمہ حلال کا

شعلون مین آفتاب مین انجم مین ماہ مین
جلوہ کہان کہان ہی تمہاری جمال کا

تکرار ایک بوسے مین تمکو نجا ہیے
دل توڑتے ہو عاشقِ آشفتہ حال کا

جلوہ یہ وہ نہین جو نظر آسے آنکہ کو
خورشید عکس ہی تری نورِ جمال کا

روئے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین
مرنے کی بعد لطف ملا ہی وصال کا

حیرت یکسطرح سے تصور کو ہو مرے
آئینہ سامنے ہی کسی کے جمال کا

۱۷ | سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم
عاشق ہوا ہون ایک بتِ خرد سال کا | ۲

حرفون کے ملے جوڑ بڑہا حسن رقم کا
ہر لفظ کے پیوند مین بخیہ ہی قلم کا

کیا طاعت کا ہش ہی کہ اوٹھتی نہین گردن
جب دیکھیے سر کو مری سجدہ ہی قدم کا

عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا
جو داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا

آنکھونکو سکہا دیجیی بیداری کا حل
احسان اوٹھا ئینگے نہ ہم خوابِ عدم کا

سولین گے یہ خاک جہپک جائینگی آنکہین
آجائیگا جہونکا جو کوئی خوابِ عدم کا

آنکھونکے تقاطر سے خبردار ہو دامن
کچہ اور ارادہ ہی مرے ابرِ کرم کا

ہم خوب سمجھتے ہین یہ ایجاد تمہاری
ضبطِ لبِ خاموش اشارہ ہی تبسم کا

مرنے کی بھی امید نہین خوبیِ تقدیر
پہلے ہی لہو خشک ہوا تیغِ دو دم کا

یہاں ئیکے ہٹا لیتے ہی داغِ دلِ سوزان
تارے کی طرح سے شبِ تاریک مین چمکا

۱۸ | رہتے ہین نسیم اوس رخِ گلگون کے نظاری
جلوہ ہی مری آنکھ مین گلزارِ ارم کا | ۱۷

اوٹھانا بارِ منت عشاق تہا پیراہن تن کا
ہوئی خشک آنکہ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

مزی مستی کی بوسون مین ہی کار بخیہ گیتی میز
کہ از خود لب سے لب لپٹا ہوا ہی چاکِ دامن کا

یہانتک لاغری دیوانگی نی مجکو بخشی ہے
اوتر کر پاؤنکی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مری بیتابی فریاد کی جب زور کرتی ہین
کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوسِ برہمن کا

مدد سے غیر کے فریاد کرتی ہین جرس مجھسے — کہ روحِ قالبِ ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سپردِ دامِ کس ہی — کہ آنکھین بند ہین منہ تک نہین دیکھا ہی گلشن کا

وہ دورِ مشتِ ساقی ہین یہ زنجیرونکی حلقی ہین — ہماری پاؤنکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل مین دلنی ٹوٹ جانیکی — سحر کو دستِ گلچین نی جو توڑا پہول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خونِ گرم نے دیکھو — کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغِ زیست اپنا بعد مردن ہے — رولاتا ہی ہمین ہنسکر شرارہ سنگِ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیرِ خنجر ہل سکون کیونکر — مری بالائے گردن بوجہ ہی دیوارِ آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو — لہو چاٹا جو اسی کافر مسلمانونکی گردن کا

نگہبانِ دلِ نالان بڑی مدت مین ہم سوئے — بلا لیتے ہین اب انکو ارادہ ہو کی دشمن کا

جہکے جاتی تہی گردن نیند کی جہونکون سے محشر مین — تعلق تہا جو کچہ آنکھونمین باقی خوابِ مدفن کا

مبارکباد کا انجام ہی آغازِ ماتم ہے — چہری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تہا گلشن کا

زبان سے حسرتِ پیری کی باتین کیون سناتی ہے — ابہی تو نوجوانی ہی دکہاؤ دل کو جوبن کا

۱۹	نسیم ایسی غزل لکہی تصدق روحِ سامع ہے بشکلِ مہر چمکا نورِ مضمون طبعِ پرفن کا	۱۳

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسمِ بیجان کا — نہین دیتا لہو تک زخم نو چاکِ گریبان کا

جنونکی تیز دستی سے نہ فرق آیا ہی عصمت مین — عجب کیا چاک دامن تک ہی بوسے لے گریبان کا

جنونکی فصلِ مژدہ چاکِ پیراہن کا دیتی ہے — گلے ملنی کو آیا اسلیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائشِ دامانِ مادر سی تعلق کیا — کہ پروردہ ہون طفلی سی مین آغوشِ بیابانکا

گلون کے زخم بو دینی لگی اوٹہ باغبان جلدی — پڑا ہی جلوۂ رخسار کس ماہِ درخشان کا

کسے صورت کو استقلال دم بھر بھی نہین ہوتا — اثر باقی ہی آنکھونمین مری خوابِ پریشان کا

لحد مین بھی نہ پہیلا پاؤن تک احسان ظالم سی — مزا بخشا مزارِ تنگ نے آغوشِ زندان کا

کسیکو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
کدورت سے تعلق کیا انہین جو پاک طینت ہین
جو آزاد ازل ہین قید سے انکو تنفر ہے
بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
نظر آتا ہون زندہ مرکی اک طفل پریرو پر

نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا
نہین ممکن جدا ہو کبھی خار سے دامن بیابان کا
جدھر سے چاہیے موجود رستا بیابانکا
اثر ہی وعدہ دلدار مین خواب پریشان کا
اثر بخشا ہی مجکو عشق نی مرگ سلیمان کا

٢٠

نکیونکر بلبلین چہکین فور گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا

١٠

اونہین ہست سے تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا انہین پانکا
بتاتی ہی وہ اپنا لطف مین ممنون قہر انکا
بہت یاد آونگا جس روز رخصت ہوگیا جوبن
نہین لگتی پلک اڈی ہوی ہین حسن کے جلوی
نہ کہنا تم مبارکباد مجھسی اپنی آنے کی
وہ بہلی پہلے بوسہ لے لیا اپنی جو عارض کا
ندامت کیا بری شے ہے وہ پہلو سی جو ہٹ بیٹھے
مین ڈرتا ہون تمہاری خوف سے جو یہان آتا ہے
ہٹا و ابر گیسو جلوہ عارض مین فرق آیا

وہان دامن نہین یان صاف تھا مطلع گریبان کا
اجل سے سامنا ہی آج اک ظالم کی احسانکا
تمہین بھی ایکدن ارمان ہوگا میرے ارمان کا
نگاہون مین چمکتا ہی تصور روی جانان کا
سہارا ٹوٹ جائیگا مری شبہای ہجران کا
ندامت سے عجب عالم ہوا اوس توبہ پشیمان کا
نہین منہ دیکھنے کے قابل امید پشیمان کا
مزا دیتی ہی حسرت ہے مجھے خواب پریشان کا
نقاب شام سی منہ چھپ گیا صبح گلستان کا

٢١

نسیم اک طرز پر رہنا نہین اچھا کہ ہر لحظہ
بدلتا ہی نیا انداز الفاظ غزلخوان کا

١٥

عروس فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا
بلا ٹلتی ہے بخشش سی یہان ای چشم تر آنسو
کھلا قرآن تو وہ سمجھی مری شکونکا دفتر ہی

شگاف خامہ شانہ بنگیا زلف مضامین کا
ملے کچھ دامن خالی کو صدقہ روح غمگین کا
اوٹھی شرمائی بالین سے جب آیا وقت یسین کا

بہار آئی جھکائی سر گلون نے کیفِ مستی ہی
پڑا ہی گردنِ ہر شاخ تر مین بلہ گلچین کا

سیاہی جم گئی مضمون آہ سر دلکہنی ہی
ہوا پیوند ہر قطرہ شگافِ کلکِ رنگین کا

بشکلِ مرغِ بسمل اور تڑہ جاتی ہی بیتابی
دلِ مضطر کو طعنہ ہو گیا ہی نام تسکین کا

عجب کیفیتین دیتی ہین اپنی داغ پیراہن
گمان ہی دامنِ گلرنگ پر آغوشِ گلچین کا

جگایا خواب سے سوتے ہوؤنکو میرے نالون نے
ہلا یا آسمان پر جائی بازو مرغِ زرین کا

لگا دی ہاتہ تو تختِ سلیمان ہوگئے اوڑہ جائے
جنازہ بہی ہمارا ای پری خواہان ہی تمکین کا

ادہجتی ہی زبانِ کلک مثلِ شانہ لفظون سے
گمان ہر سطر پر ہی دامنِ گیسوی پرچین کا

درشتی جہو نہین سکتی او نہین جز نرم طینت مین
تہی ہی استخوان سی جسم میرے شمعِ بالین کا

وہ سرعت ہے دعا کو مطلبِ بیتاب نے میرے
کہ برسون قافلہ ڈہونڈا کیا فریادِ آمین کا

سپندِ نقطہ کرتا ہی قلم پہلے سی لفظون پر
نہین کچہ خوف مضمونِ غزل کو چشمِ بدبین کا

نہ پڑہا ہی شعر ہرگز کچہ سبکدوشی ہی بہتر ہی
اوٹہائی کون احسان دوستونکے شورِ تحسین کا

۲۲	نسیم اب قدر دانی اشتیاقِ سامعین پر ہے دکھایا لطف ہمنے ہر طرح سے طبعِ رنگین کا	۱۷

ماتم بہت رہا مجہی اشکِ چکیدہ کا
آخر کو پاس آ ہی گیا نورِ دیدہ کا

نامِ فراق پہر نہ لیا مینے عمر بہر
تہا ذائقہ زبان پہ عذابِ چشیدہ کا

اب وہ مزا نہین لبِ شیرین کے قند مین
چوسا ہوا ہی پہ کسی خدمت رسیدہ کا

ای چرخ پیر زور جوانی سے درگذر
اب پاس چاہیے تجہی پشتِ خمیدہ کا

ابرو مین خم جبین مین شکن آنکہ مین غضب
کیا مدعا ہے قاتلِ خنجر کشیدہ کا

دولت غرض نہ تہی جو دعا سی ہو حصول
تہا اور مدعا مرے دستِ کشیدہ کا

ای ساکنانِ چرخ معلی بچو بچو
طوفان ہوا بلند مرے آبِ دیدہ کا

وہ ناتوانیان ہین کہ جسمِ ضعیف پر
جامہ ہی عنکبوت کے دامِ تنیدہ کا

سبے دید وید مین نہین آتے کسیطرح
گم آشیان ہی طائرِ رنگِ پریدہ کا

اوڑتے ہین ہوش تو بھی بھلا کسطرح سنے
افسانہ تیرے وحشیِ از خود رمیدہ کا

او گل خیال ہے عرقِ جسم کا ترے
شیشہ ہی دل ہمارا گلابِ چکیدہ کا

یادِ نگاہِ مست سے ہی دل کو انتشار
پیمانہ ہی خراب شرابِ چکیدہ کا

قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تا کجا
نالہ نہ سن کسیکے گلوی بریدہ کا

مستی کے ولولونکا جوانی مین لطف ہے
پیری مین جو ہیان چاہیی قدِ خمیدہ کا

جلوے دکھا رہا ہی یہ فرش زمردین
سبزہ مزار پر ہی گیاہِ دمیدہ کا

چڑہتی ہی روز چادرِ گل جلتی ہین چراغ
یہ ڈھیر ہے ضرور کسی برگزیدہ کا

۲۳

بالونکو ای نسیم رنگوگے خضاب سے
کسکو عصا بناوگے پشتِ خمیدہ کا

۲۲

جو عاشق ہو تو کچہ سمجھے یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدہ مین ہمکو جبہ سائی کا

نہین از خود فراموشی کو ہی گھونٹا وہی ساقی
کہ ہیکدم ہی رہا ہی درد دردِ آشنائی کا

نہین ہے ایکدم فرصت بھلا دم لی سکین کیونکر
کہ ہر دم مین ہمارے دم ہی افسونِ آشنائی کا

عبث حرف تکلم ہی لبِ خاموش پر میرے
دہانِ تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا

اذیت شست و شوئی پاک طینت کب اوٹھاتی ہین
مصفا ہر کدورت سے ہی خرقہ آشنائی کا

غرض ہیالی سے کیا اصلِ فقیری ترکِ دنیا ہی
ہمارا ہاتہ کیا کم ہی ہمین کاسہ گدائی کا

فقیرونکے لیے دنیا و دین دونو مہیا ہین
کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا

وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنی سی سمجھتا ہی
ہمارا دل ہی آئینہ ہی تیری خودنمائی کا

جھکے زاہد کے سر پاہی صنم پر سجدہ کرنے کو
خدا کی شان بت کرنی لگی دعوی خدائی کا

مذاقِ خدمتِ صیاد مدت مین ملا ہمکو
مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑہی رہائی کا

نہین غم طرزِ وفا صیاد تنہا چھوڑ جاوین مین
کہ طعنہ دینگے ہم صحبت ہی مجکو رہائی کا

قفس م قدِ اجل صیاد مرغِ روح پر بستہ
رہا روزِ قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا

تصور تجکو ای حجلہ نشین کسطرح سی دیکھی
کہ دامن پاک ہی لوثِ نظر سی پارسائی کا

نہین لکھا وصال شمع پروانی کی قسمت مین
حریصونکو جلا دیتا ہی شعلہ پارسائی کا

ہوا ہی کل سی جزو اور نہ جزو کل ہونا مقرر ہے
یہ چند یکیے لیے کچہ تماشا ہی خدائی کا

لباس عاریت ہی ہر حسین و زشت مین پیدا
نہین ہے کوئی شی جسمین نہین جلوہ خدائی کا

نہ آئی وہ کبھی ہم تک بسر کی عمر فرقت مین
اثر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نارسائی کا

کہانکا وصل کسکا عیش کیسا لطف او غافل
قریب آیا زمانہ روح و قالب کی جدائی کا

حدیث نالہ میری آرزو سن سن کے روتی ہے
لباسِ ماتمی پہنا ہے شبہای جدائی کا

رگِ شمشیر منہ پہر پہر گیا قاتل کے خنجر کا
قریب آیا زمانہ جب مری مشکل کشائی کا

فروغ حسن مین خورشید تیرا ایک ذرہ ہے
قمر اک عکس ہے رخسارِ روشن کی صفائی کا

۲۴ — کلامِ آتشِ مرحوم سے بھی نالہ پیدا ہی
نسیم آگاہ تہا کچہ وہ بھی دردِ آشنائی کا — ۵

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارا ہو سکے رہجاتا ہی ہمپر مہربانی کا

نہین سنتا وہ سے اب دل لگا کر کوئی رغبت سے
مزا محفل مین تیری لٹ گیا میری کہانی کا

خیالِ وعدہ ہے امید آنکھین بند کیا ہونگی
نجائیگا نگاہونسی تعلق پاسبانی کا

نگاہون مین سبک ہو حسن اوسکی بیحجابی سے ظالم
لہو ہلکا ہوا ایسا مزا دیتا ہی پانی کا

۲۵ — خیالِ وعدہ اونکا گو تسلی بخش ہی لیکن
نسیم ابتک وہی عالم ہی اشکونکی روانی کا — ۱۵

سامنا ہوتی نہ پائی ای خدا برسات کا
بے صنم بہاتا ہی کسکو دیکہنا برسات کا

فصل کوئی ہو مگر رونا ہمارا کم نہین
رہتا ہی بارہ مہینے سامنا برسات کا

جوشِ گریہ تا فلک پونہچا ہجیم رنج سے
اشک تر ایسے بڑہی رتبہ گھٹا برسات کا

بے صنم بھاتی ہی کب ہے اے دل یہ فصل برشگال — قہر ہے آفت ہی ہمکو دیکھنا برسات کا
وہ نہ آئی کسقدر ہم راستا دیکھا کیے — اس ہوا مین ہو گیا عالم ہوا برسات کا
کسکا دل ایسا دکھایا ہی کسی بیدرد نے — ہے جو اشک تر سی عالم جا بجا برسات کا
اسقدر آنسو بہائے ہمنے جل تھل بھر گئے — لوگ کہتے ہین مہینا تو نہ تھا برسات کا
وہ مہینونکا تقاطر ان ہین برسونکی جھڑی — رنگ اشکون کے مقابل کب جما برسات کا
چشم گریان کو اجازت دیکی ہجر یار مین — دیکھلین گے ایکدن ہم حوصلا برسات کا
غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم — ابر تر برسے کسے ہی دغدغا برسات کا
مسے ملتی ہین جو چمکی دانت لیوس مغرور کے — آگیا مجکو نظر اک صاعقا برسات کا
چشم ترکی ولولی ہین چار دونکی واسطے — ای صنم رہتا نہین موسم سدا برسات کا
ہو گیا لبریز صحرا گر گئی لاکھو نکے گھر — زور ابکی تو نہایت بڑھ گیا برسات کا
پھر وہی جھولین وہی اٹھکھیلیان ہون یار سے — جلد آجائے مہینا ای خدا برسات کا

٢٦	کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانس بھرتا ہون نسیم فصل سردی کی آئی ہوی موسم گیا برسات کا	١٨

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا — وہ قسم ہون جو یار کہا نہ سکا
اسقدر ضعف تھا کہ تیرا ناز — تھی تمنا اگر اوٹھا نہ سکا
مرکے ٹھنڈا کہین نہ ہو جائے — اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا
بخل دیکھو تو میری تربت پر — ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
اوٹھ نہ جاسے رقیب محفل سے — مجکو پہلو مین وہ بٹھا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر مین — دیدۂ تر بھی مجھے بھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا — ابر گیسو بھی جسے چھپا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہے — کوسے اپنا قدم جما نہ سکا

نلا کوے وقت تنہا ئے ۔۔۔ حالِ دل یار کو سُنا نہ سکا
جانتا تہا پڑے رہین سگے وہین ۔۔۔ اس لیے یار گہر بتا نہ سکا
نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا ۔۔۔ ایسے بگڑے کہ پہر بنا نہ سکا
دیکہکر بد دماغیان اونکے ۔۔۔ نامہ بر خط مرا پڑہا نہ سکا
کسطرح عرض مدعا کرتا ۔۔۔ غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا
آرزومند رہ گیا مجنون ۔۔۔ میرے آگے فروغ پا نہ سکا
کینہ شوقِ رقیب تہا یدوست ۔۔۔ کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
کیا ندامت ہوی ہی قاتل سے ۔۔۔ نازِ خنجر گلوا و ٹہا نہ سکا
خوف تہا غش اونہین نہ آجائے ۔۔۔ مین شگافِ جگر دکہا نہ سکا

۲۷ ۔۔۔ ناتوان تہا قسیم اسد رجب ۔۔۔ کہ وہ زنجیر پا ہلا نہ سکا ۔۔۔ ۱۷

آباد غم و دردسی ویرانہ ہے اوسکا ۔۔۔ ٹوٹا ہوا جو دل ہی وہ کاشانہ ہی اوسکا
جس دل مین کہ ہی شوق وہ پیمانہ ہی اوسکا ۔۔۔ جس آنکہ مین ہے کیف وہ میخانہ ہی اوسکا
جب دیکہیے کہتا ہی وہی ذکر سنا و ۔۔۔ معلوم ہوا شوق ہی دیوانہ ہی اوسکا
بیہوش اگر مین ہون تو با ہوش تہا ن ہے ۔۔۔ جو خلق ہے اس دہر مین دیوانہ ہی اوسکا
ذرات ہی یہ مسکنِ انوار تصور ۔۔۔ سینہ جسے کہتے ہین پریخانہ ہی اوسکا
جو بن کی صفائی سے پہسلتی ہین نگاہین ۔۔۔ پڑتی ہے جدہر آنکہ پریخانہ ہی اوسکا
اے دل ہوسِ وصل سے مشتاق ہین محروم ۔۔۔ جانِ اولِ دیدار مین بیعانہ ہی اوسکا
جو سینہ روشن ہی وہ ہی منزلِ الفت ۔۔۔ جو دل صفتِ شمع ہی پروانہ ہی اوسکا
کہتے ہین جسے حسن وہ ہی شمع جہانتاب ۔۔۔ کہتے ہین جسے عشق وہ پروانہ ہی اوسکا
جب فصلِ گل آتی ہی صدا دیتی ہی وحشت ۔۔۔ زنجیر کا غل نالہ مستانہ ہے اوسکا

دیکھا تو سفر روح کو ہوتا ہی اوسی سی
گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کی ہین آنسو
گر گوش حقیقت شنو لے ہے تو سمجھ لے
کچھ رتبۂ عاشق سے ہے ایجان ہو خبردار
منہ عاشق صادق کی نہ چڑھ وعظ ملکا
آگاہ نہیں قصۂ منصور سے اے دل

کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہے اوسکا
دامن مین ہی معشوق کی جو دانہ ہی اوسکا
جو شور ہی اس دہر مین افسانہ ہی اوسکا
سامان کئی روز سے شاہانہ ہی اوسکا
ہر حال مین جو حال ہے رندانہ ہی اوسکا
دشمن ہون زن و مرد وہ یارانہ ہی اوسکا

۲۸
کیا پوچھتی ہو حال نسیم جگر افگار
دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہی اوسکا
۵

بگڑے وہ لاکھ طرح مگر غل نہو سکا
گو ہچکیان رہین مجھی بینائی یاد مین
ممکن نہیں مرا دل پژمردہ شاد ہو
اللہ رے جوش آپکی بخشش کی بعد ہے

ہین اپنے صدقے یان ہی تامل نہو سکا
لیکن ادا ترانۂ قلقل نہو سکا
کھلا گیا جو غنچہ وہ پھر گل نہو سکا
اشکو نسنے میری ترک تسلسل نہو سکا

۲۹
بگڑا ہوا مزاج سنبھلتا نہیں نسیم
طعنو نکا اونکے مجھسے تحمل نہو سکا
۱۳

ہی رخصت جان حال مین تلا نہیں سکتا
وہ ضعف ہے ایجان کہ گھر مین جا نہیں سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنارِ لحد تنگ
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر ناداں
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگیِ شوق
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ تری دل کا
سیاح عدم قید تعلق سی ہین آزاد

رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہیں سکتا
مین عمر گذشتہ کیطرح آ نہیں سکتا
آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہیں سکتا
سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہیں سکتا
لطفِ چمنستان مجھی بھلا نہیں سکتا
ڈھونڈی بھی اگر کوئی مجھے پا نہیں سکتا
دامِ رگِ تن روح کو اولجھا نہیں سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کی شعلے
ہیہات کوئی تازخم جگر آ نہین سکتا

تقصیر شبِ وصل ہے شکوہ بھی تمہارا
شرم آتی ہی تا نوک زبان لا نہین سکتا

لاکھون گرہین ہین دلِ عاشق کیطرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا

رکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھیرا نہین سکتا

رکھتے نہین گوش شنوا عاشقِ جانباز
دیوانے کو تیری کوئی سمجھا نہین سکتا

۳۰ مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین
کھوئی ہوئے آرام شبر پا نہین سکتا ۱۷

مختصر ہونے مین ای یار جو قابو ہوتا
خال ہنگام مین ترا نقطۂ ابرو ہوتا

تیرہ بختی مجھے گر افعی پہچان کرتے
جب ہے ای یار تیرا سایۂ گیسو ہوتا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار و نپر
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

خوب ہی پہر تو سمجھتا مین دل دشمن سے
ایک ساعت مرے پہلو مین اگر تو ہوتا

اور چندے نظر آتا نہ اگر روے سحر
طول شب سلسلۂ دامن گیسو ہوتا

خوب پہلو مین سلاتا تجھے بی کھٹکے مین
گر مرے پاس جگا یا ہوا جادو ہوتا

واہ کیا خوب گذرتی نفس چند ای دل
ہم بغل مجھسے جو وہ یار پری رو ہوتا

نقطۂ مار سیہ کا مجھے رہتا دہوکا
ذرہ افشانکا جو ہم صحبتِ گیسو ہوتا

ڈہنگ آتا جو اسے روز بدل جانیکا
میرا نالہ بھی مزاجِ بت بدخو ہوتا

جب سمجھتے تجھے ہم صاحب تاثیر ای دل
زیبِ آغوش جو وہ دلبر مہ رو ہوتا

دل نہ اٹکا کسی بے رحم سے ورنہ ہر دم
سامنے آنکھ کے آئینۂ زانو ہوتا

پہر تو بی آب ہزاروں کی گلے کٹ جاتے
خم شمشیر جو ہم صورتِ ابرو ہوتا

کچھ نہ کچھ صورت امید نظر آجاتے
دہیان قاتل کا مری طرح جو یکسو ہوتا

سچ تو یہ ہے نہ پڑا بار محبت ورنہ
خم مرلطرح سے ہر ہر ولب جو ہوتا

بعد مردن بھی دکھاتی مری وحشت تاثیر — خاک ہو کر بھی ہین گرد رم آہو ہوتا
یہ ستم کاہی کو سہتے بت ظالم کی کبھی — ہمکو اپنے دل مضطر پہ جو قابو ہوتا

۳۱ — جابجا شوخیِ خاطر نظر آتی ہے نسیم
کونسے شعر مین تیری نہین پہلو ہوتا — ۱۰

چھپ چھپ کے وہ پردیسے نظارا نہین ہوتا — مدت ہوئی ایجان اشارا نہین ہوتا
کب جاتی ہین ہم دولتِ دشنام سے خالی — کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا
دربان گھرکتی ہین خفا ہوتی ہین اغیار — کس کسکا تری در پہ جارا نہین ہوتا
فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم — آتے ہین احبا تو کنارا نہین ہوتا
اتنا تو کہو حشر مین دکھلائین گے صورت — مرجاتا ہے انسان جو سہارا نہین ہوتا
رکھتے نہین دم بھر بھی اوسے سینۂ عشاق — وہ دل جو تری سر سے اوتارا نہین ہوتا
دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان — لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا
کیون کھینچ کے شمشیر لگاتی نہین اک ہاتھ — مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا
بر سو نسے سسکتے ہین کہان صحبتِ آرام — مدفن مین بھی اپنا تو اوتارا نہین ہوتا

۳۲ — آتی ہین نسیم ایسے وہ گھر پہ ہماری
گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا — ۸

شکوا ہے نہ غصا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا — کیون آپکو دھڑکا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
چپ رہنے دو دم بھر مجھے للہ نچھیڑو — اب اس سے تمہین کیا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
اوس لطف زبانی کو ذرا سوچیے دلمین — یہ عذر تو بیجا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
منہ میرا نہ کھلواو کہ ہوجائینگے لب بند — دیکھو یہی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
ڈرتا نہین جو دلمین ہو دشمن کی لگائے — اونپر یہ ہویدا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
کیون رکتے ہو دعا سے ہون مجبور وگرنہ — کچھ آپسے پروا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

اب وہ بھی یہ سمجھا کہ یہ سمجھا میری کہا مین ۔۔۔ اسبات سی ڈرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

۳۳ ۔۔۔ ہر روز نئی دہہنگ مین خاطر سے نسیم آہ
کل ہی بہی سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا ۔۔۔ ۱۲

گو طوق پڑا بوجہ مگر تن نہین رکھتا ۔۔۔ کیا خوب گریبان ہی کہ دامن نہین رکھتا
مین سوسۂ رشتۂ سوزن نہین رکھتا ۔۔۔ یہ اشک وہ موتی ہی کہ روزن نہین رکھتا
وہ رنج اوٹھائی ہین کہ فردای قیامت ۔۔۔ جینے کی تمنا پس مردن نہین رکھتا
گلشن کیطرح داغ مین رکھتا ہون ہزارون ۔۔۔ پر میرے سینے داغ ایک بہی گلشن نہین رکھتا
ہوجاتی ہین آنسو مری آغوش مین دریا ۔۔۔ دامن کی تمنا ہو وہ خرمن نہین رکھتا
بنکر کمر یار نہان ہون مین نظر سے ۔۔۔ تکلیف کے امید بہی دشمن نہین رکھتا
اب کام پڑا اوس دل بیدرد سے ہمکو ۔۔۔ بہولے سے بہی جو رغبت شیون نہین رکھتا
صحبت کو اثر ہی یہ یقین شیخجی کیونکر ۔۔۔ خاصیت بت ایک برہمن نہین رکھتا
ہر لحظہ ہی اک گردش تو مثل تصور ۔۔۔ مین ایک جگہ صورت مسکن نہین رکھتا
کب سینۂ سوزان مین بہڑکتی نہین شعلے ۔۔۔ اُس روز مین کیفیت گلخن نہین رکھتا
ظلمت کدۂ دہر مین کیونکر نہو ممتاز ۔۔۔ جز شمع کوئی قامت روشن نہین رکھتا

۳۴ ۔۔۔ کروٹ بہی بدلنی کی نہین جا ہی نسیم آہ
مرکر بہی مین آسایش مدفن نہین رکھتا ۔۔۔ ۷

کوئی شیشہ نہین ای رونق محفل ٹوٹا ۔۔۔ آہ کی ٹہیس نہ لگے آبلۂ دل ٹوٹا
لیچلا دام مین صیاد رہائی معلوم ۔۔۔ باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا
گہورتا ہی نگہ قہر سے کیون پہر پہر کر ۔۔۔ کیا مری ذبح مین خنجر کوئی قاتل ٹوٹا
قطرۂ زلف نہانی مین جو ٹپکا سر سے ۔۔۔ مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو ۔۔۔ ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہے		دوڑ نا خیر نہین ہای کہین دل ٹوٹا
۳۵	امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ نسیم شکر صد شکر کہ تنکا بہے مشکل ٹوٹا	۱۳

وہ شعلے ہین ہجوم آہ آتشناک سی پیدا	صدای الحذر ہی گنبد افلاک سی پیدا
ہوی مضمون اعلی میری طبع پاک سی پیدا	ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سی پیدا
جھکے شیشے کھلے آغوش ساغر دختر رز چمکی	اوٹھو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سی پیدا
لگا نا منہ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہی	تمنا ہی زبان ریشۂ مسواک سی پیدا
بجا نا آپکو دیکھو خلاف داب عصمت ہی	کہ چشم آرزو ہی حلقۂ فتراک سی پیدا
پس مردن جو دیکھا اوّل و آخر برابر ہی	وہی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سی پیدا
ہوای دولت منعم نہین ہی خاکسارونکو	کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباس خاک سی پیدا
نکیون ہو جلوہ ہای نو عروسی لف مضمونمین	جو شانہ ہو ہماری پنجۂ ادراک سی پیدا
نہ پونہچی نکہت گل برق کو سون پیچہے رہجاتے	وہ تیزی ہی تمہاری توسن چالاک سی پیدا
ڈر وانکا سی دیکھو ابھی ہی تیر ہو سو نیر	نہون کچہ اور تکلفین دل بیباک سی پیدا
نگہ کی لوٹ سی آنکھو نمین کیفیت نشے کی ہی	یہ دانہ خال کا ہی یار کس تریاک سی پیدا
محیط موج خیز حسن سے ڈوبی نہین ملتا	کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سی پیدا

۳۶	نسیم اب سینہ سی چمکا فروغ داغ بیتابی طلوع مہر سی صبح گریبان چاک سی پیدا	۱۵

خدا جانے ہوا کس تفتہ دلکے خاک سنی پیدا	کہ خوشے آبلو نکے ہین نہال تاک سی پیدا
بحد برابر با یوتی ہوا اخلاک سی پیدا	بھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سی پیدا
غضب کے لذتین تیر نگہ نی تیری بخشی ہین	کہ لا کہون جسیر تن ہین بستۂ فتراک سی پیدا
وہ جلوہ ایک ہے دیکھی اگر چشم حقیقت سی	کہین ہے نور ہین ظاہر کہین ہی خاک سی پیدا

تعشق مین خیال فہم سب بیکار ہوتی ہین
محبت سے وہ ہو جو کچھ نہو ادراک سی پیدا

مقرر دل ہوا خون آہ نہ نکلنے سے اشک گلگون مین
خبر ہی جا بجا منزل بمنزل ڈاک سی پیدا

حلاوت ہی کلام تلخ مین شیرین زبانی کی
مزا کیا کیا ہی دشنام بت چالاک سی پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتون کو کام آتا ہی
کہ زینت روح کی ہی جسم کی پوشاک سی پیدا

دو بیے دو چار کو زلفین تری عالم کی سائل ہین
کہان تھی سانپ ایسی شانہ ضحاک سی پیدا

نہین قوس الفت سے کسی طفل برہمن کی
نشان رشتہ زنار ہی افلاک سی پیدا

ادب آموز ہون بدت سی طرز بیحجابی مین
مری کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سی پیدا

اثر تہا گردش پیہم کا ایسا میری مٹی مین
ہوا دور تسلسل کاسہ گر کی چاک سی پیدا

سخن نافہم سی تکلیف تحسین نامناسب ہے
نہو یہ مرتبہ بیگانہ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہی سمجھ مین کچھ نہین آتا
کہ پیدا تاک دانی سی ہی دانہ تاک سی پیدا

۳۷

نسیم اپنی سخن کی خوف سی حاسد پگھلتی ہین
یہ رتبہ ہی ثنای صاحب لولاک سی پیدا

۵

دل ہی تھا قابو مین نہین زور چلی کیا میرا
آج پر خاش پہ ہی مجھسی ارادا میرا

کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور
آج جھگڑا ہی سٹا جاتا ہی تیرا میرا

نہ اوڑھا منہ ہی کفن لوگ سمجھ جائین گے
ہای رہنی دی پس مرگ تو پردا میرا

حسرتین دید کی جنبش نہین کرنی دیتین
روکنی آئی ہین دشمن مری رستا میرا

ہای مرنے سے بھی راضی نہوا جی افسوس
حوصلہ کوئی نہی تمنے تو نہ دیکھا میرا

۳۸

ولہ

۱۶

وصل کیواسطے کل کہہ گیا جانان میرا
آج کیا حال کرے گی شب ہجران میرا

بوسے دینے نہ لیے گو کہ اجازت ہی ملی
آپکا مجھ پہ کرم آپ پر احسان میرا

ہای کیا تھہرہی کچھ میری طرح اب یہ بھی
سنہ چھپا لیتا ہی دل ہین ہی ارمان میرا

خوف تکلیف تن مرکا ہی اپنا کیونکر
روز شرماتا ہی آکر مجھی احسان میرا

ناتوانی سے کے اجازت نہ ملی گرچند ہی
ہاتہ ہوجائیگا پیوند گریبان میرا

مجکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہی اوس بت بدکیش کے ایمان میرا

آنکہ کو دہیان ہے زلفونکی کہان ہی صحبت
ساتہ رہتا ہی ہمی خوابِ پریشان میرا

سوئون کیا ساتہ عدو کے تجھے پھر دیکھونکا
ڈر کے دیتا ہی مجھی خوابِ پریشان میرا

خبرِ وصل ہے سنکر یہ نہین خوش ہوتا
اسقدر یار سی آزردہ ہی ارمان میرا

چاہون جب چاک گریبان کو کرون قالب ہون
روح کیطرح مری ساتہ ہی احسان میرا

کب مجھی وصل پر یروئی خوشی تہی غم
کیون مکدر رہی مزاجِ شبِ ہجران میرا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہای منہ دیکھی گا اگر وہ مسلمان میرا

ہای اس پاس مروت نے گرانبار کیا
پھر گلے آکے پڑا میرے گریبان میرا

چارہ گر رکہ نہ کسی داغ جگر پر پہاہا
کیون بجھاتا ہی چراغ تہِ دامان میرا

بوسے لیتے ہین لبون کی گلۂ بدعہدی کے
روز منہ چومتی ہین شکوۂ جانان میرا

۳۹ کثرتِ گریۂ الفت سی یہ عالم ہی نسیم
کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا ۱۵

مبدل بے سبب کب ہے احبار نگ رو میرا
کسی کی جستجو مین ہے دل پرآرزو میرا

پریشانی کی پہلو مین دل افگار کی شکلین ہین
خبر کچہ اور دیتا ہی یہ لطفِ گفتگو میرا

مہیا ہی مجھی سامان ہردم بادہ نوشی کا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچہ ممکن نہو مرجانی والون کو
لبِ خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا

امید بخیہ سی عاشق ہمیشہ پاکدامن ہین
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بی رفو میرا

ہوا ہون پاکدامن وس ستمگر کی محبت سے
یقین ہی دوست ہوجائیگا شرماکر عدو میرا

جسے سمجھی تہی اپنا لو اوسیکو مدعی پایا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا

انہیں رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوشِ آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقو ہنسی ہمیٹ نہین سکتا
جدا ہو نہین ملجاتا ہی خنجر سے گلا میرا

ندیکھین آنکھ اوٹھا کر اس طلسمِ چند روزہ کو
کسیکی کیا رہی پروا اگر حامی ہو تو میرا

اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سی قتل کر لیکن
مناسب ہے رہی قاتل خیالِ آبرو میرا

کہے جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
انہین یاد آئیگا برسون یہ حسنِ گفتگو میرا

نچہوٹے گا چہڑائی سی ہزارون صبح تین بدلی
بہارِ دامنِ جلاد دیکھی گا لہو میرا

تشفی کی لیی احباب کہدیتی ہین خاطر سی
نہ لے گا نام ہو لے سے بہی یارِ خوبرو میرا

١٠	نسیم اس سی بہی اب مجہی ثابت یہ ہوتا ہے بہت ابتر کریگی حال زلفِ مشکبو میرا	٤٠

حشر کے روز اگر دادِ طلب دل ہوگا
لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

ہاتہ پڑ جائینگے لاکہو نکی دم حشر بدیل
چاک زخمونکی طرح دامنِ قاتل ہوگا

حشر کو کاغذِ اعمال و کہلائینگے جب
میرے ہاتہون مین فقط آبلہ دل ہوگا

کیا عجب چونک پڑے سی خوابِ گران سے ہر گل
نالہ کرنے مین بہی احسانِ عنادل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لبِ یار کی لی لیتا تہا
ساقیا جام نہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرین گے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سرِ منزل ہوگا

ہو گئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصد قاتل کیطرح شوق بہی باطل ہوگا

دلوسے ہین نفس چند کی تا فرصتِ عمر
کچہ دنو نہین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا

آج غنچون سے صدائین جو نہین ہین شاید
کچہ صبا کو ادبِ خوابِ عنادل ہوگا

١٨	قدر رہنی کی نہین بات جو بگڑی کی نسیم قدحِ مہر بہی اک کاسۂ سائل ہوگا	٤١

اس سے مرنا مجہے اپنا قلقِ جان ہوگا
کہ ندیکہے گا مجہے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپکے انکار رہیں گے تا صبح
وصل کی شب پہ گمان شب ہجران ہوگا

تو سلامت ہی تو عالم کو کری گا مجسا
ہای پہر کون مری حال کا پرسان ہوگا

ہای میرا یہ ہوا حال کہ تجسا بے درد
خاص اسواسطے آتا ہی کہ پرسان ہوگا

مین تمہا عاشق ہون غلط آپسے لوگون نے کہا
شکوہ اوسکو نہ سمجھی کوی ارمان ہوگا

ایکدل او ہمین ہوس ستم کستم سی افزون
یہ وہ آئینہ ہی تو دیکھ کے حیران ہوگا

دم تو نکلا ہی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
یہ بھی شاید اوسی پر رحم کا ارمان ہوگا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بھی کوی کوچۂ جانان ہوگا

زندگی ہی نہین مشکل شب تنہائی مین
بی تری مجکو تو مرنا بہی نہ آسان ہوگا

کیا سبب اٹھ دی قیس تو مجہ پر ترجیح
آدمی مین بھی ہون وہ بھی تو کوی انسان ہوگا

تم بھری بیٹھی ہو بگڑوگی کہون یا نہ کہون
ابتو جو نکلی گا منہ سی مری ارمان ہوگا

قتل کر رحم کے بدلی کہین حل ہو مشکل
مجکو اس جینے سی مرنا بہت آسان ہوگا

مین تو مرتا ہون فقط حشر مین جینی کی لیے
کہ مری ہاتہ مین وان آپکا دامان ہوگا

دینگی کیون رخصت خبر ست تمہاری آنکھین
جو یہان آئیگا وہ آپکا مہمان ہوگا

سخت جانون کیلیے موت کہان او ظالم
سم بھی دیگا تو مری حق مین وہ درمان ہوگا

بیٹھنے دیگی نہ کونی مین بھی وحشت مجکو
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا

دیکھین کیا اوسپہ گزرتی ہی خدا رحم کرے
ہای وہ اشک جو میری تہ دامان ہوگا

۴۲	کثرت داغ جدائی جو یہی ہی تو نسیم ابتو اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا	۱۱

زمانے مین کوئے ایسا نہو گا
جو تیرے حسن پر شیدا نہو گا

ازل سے ہی ہوئے قسمت تابی
کسی نے آپ کو دیکھا نہو گا

اوٹھاتا ہے ندامت کس لیے تو
یہ دردا ہی چارہ گر اچھا نہو گا

ہزاروں مر گئے لیکن نہ دیکھا / کوے تمسا بہی بے پروا نہو گا

کبھے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین / کہ بالاے زمین کیا کیا نہو گا

وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا / کہ اوس رستے مین پہر رستا نہو گا

قیامت جسکو کہتے ہین وہی ہجر / کنارِ قبر مین مردا نہو گا

اگر خادم کو سے جنت مین پونہچا / دہان کیا آپکا چرچا نہو گا

سنئے دہمکی ہے یہ تو بندہ پرور / نہ دوگے دل تو پہر اچھا نہو گا

بناکر حضرتِ واعظ کو نافہم / نہ سمجھو یہ کہ کچہ سمجھا نہو گا

۴۲ — نسیم اب اونکی باتون پر نجاؤ / بہلا کل وعدۂ فردا نہو گا — ۱۱

ہمپہ جو جو کچہ ہوا سب آپ پر کہل جائیگا / بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پہ آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا / کسکو رحم آئیگا مجبر کون اونہین سمجہائیگا

تیغ زنگ آلودہ خنجر کند بازو ناتوان / مجکو مرنے کی لئے جلاد بہی ترسائیگا

فاتحہ پڑہی کہ رکہی کا نہین تیر نگاہ / اونکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا

کیون نہ صدقے ہو نہین اپنی جرم بی تقصیر کے / قتل کے بعد ایک مدت تک انہین شرمائیگا

منہہ پہ گلگونہ لہو کا میری بلکہ شرم سے / دیدۂ جوہر نیام تیغ مین چہپ جائیگا

پاکدامن فیضِ ابرِ تیغ کر سکتا نہین / رنگ خونِ قاتل کی پیراہن سے کیونکر جائیگا

صدقی اوس دشنام کی جو آپکے منہہ مین ہے / ایسے جای مختصر کوئی کہان سے پائیگا

جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہو مین / اونکا زانو تو بہلا سینے پہ میری آئیگا

گو تقاضای اجل سی جان لب پہ ہے مگر / اور بہی کچہ دن ہمین وعدہ ترا ٹہرائیگا

۴۴ — تار تک رکہتی نہین دامن کہان ہی ای نسیم / اشک آکر آنکہ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا — ۱۱

قصۂ روزِ گذشتہ آنکھ کو شرمائیگا
ہمکو لیجاتے ہو کیون اونکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سُنکے بولی فکر کرنی کیا ضرور
نالی کرتے کرتے اکدن آپ ہی مرجائیگا

ہاتھ گردن مین اگر ہونگی تو سر آغوش مین
میرا مرنا بھی تجھی قاتل مُری کہلائیگا

تنگ ہین اطرافِ عالم جو صلی نکلینگے کیا
فکر ہی عاشق ترا دامن کہان پہیلائیگا

یہ بلا کے پیچ ہین مشکل ہی انسی نخلصے
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی ہجائیگا

شکوہ ایسا ہو کہ شرماکر اوسی کر لون پسند
ورنہ ناصح کی طرح مُسی بہی دل پہرجائیگا

یار کی انداز رہتی ہین مری پیشِ نظر
اشک گیسو کی طرح بڑہکر قدم تک آئیگا

فصل گل آئی جنونکی بڑہ چلی ہین ولولے
دل دہڑکتا ہی کہ ناصح آکی پہر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہٹ کرتی ہو لا کہون بار تم
اسقدر کثرت سی دل کوئی کہان سے لائیگا

میری افسانی مین شکوہ عمر کا بہی ہی شریک
دوستو کہتی ہو کیون غصہ انہین آجائیگا

۲۰	دیکھکر تر دامنی گہبرا گیا کیون ای نسیم دیدۂ پر آب دریا سیکڑون برسائیگا	۴۵

ہاتھون مین آجکی شب مہندی لگائیگا
سمجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیگا

یہ شوخیان تمہاری لکھی ہوئی ہین لیبر
آخر کبھی تو میری قابو مین آئیگا

پہر مین سے کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو
پہر منہ چھپا کے مجھسے آنسو بہائیگا

ذاتِ شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون
طوفان اور کوئی مجھپر اوٹھائیگا

ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہو
بڑہ جاونگا جہانتک مجکو گہٹائیگا

امیدوار باقی کچھ اور رہ گئی ہین
پہر بھی نقابِ گیسو منہ سی ہٹائیگا

بیوجہ یہ نہین ہی انداز گفتگو کا
پہر کل کیطرح ایجان باتین سُنائیگا

مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خوف مجھسے
جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کہائیگا

یہ کیون ہی نا امیدی درگاہ کبریا سے
جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیگا

مشتاق نی تو جان دی گلگون لباس کیون ہو — یہ رنگ نو عروس سے کس کو دکھائیے گا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے — کیا منہ اب آپکا ہی جو منہ چھپائیے گا

ہم خوب جانتی ہین استادیان تمہاری — محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین ملائیے گا

آخر کچھ انتہا بھی ہی بیرحمیونکی صاحب — کبھی تو عاشقونکو کبتک ستائیے گا

ممکن نہین جو نیت بدلی تمہاری ایجان — کیا پھر آج کی شب ہمپر نہ لائیے گا

کچھ لحظہ اور ٹھہرو تا روح تن سی نکلے — آئینگے اور آفت گر آپ جائیے گا

سمجھے ہوی ہین جو کچھ دلمین بے بھر ہوی ہے — کاہیکو آئیے گا کلہ ہمیکو آئیے گا

آو تو جلد آؤ دم بھر کی بعد ایجان — مجکو نہ پائیے گا مجکو نہ پائیے گا

سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی — فرصت ہو گر ہمیشہ دم بھر کو آئیے گا

کچھ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی — مانند دل مجھی بھی پہلو مین پائیے گا

۴۶	ٹھنڈی کبھی نہو نگی کیا گرمیان تمہاری آخر نسیم دل کبتک جلائیے گا	۷

بڑھتی بڑھتی لاغری پنہان بدن ہو جائیگا — تن گمان ہوگا گمان آخر کو تن ہو جائیگا

گر یہی ہی ناتوانی فکر عریانی ہی کیا — دامن نظارہ تن پر پیرہن ہو جائیگا

ایک چادر خاک کی ہی اک ردائے آسمان — اس تن عریان کا بی منت کفن ہو جائیگا

لذت تکلیف تازہ سی نہو نگی سیر ہم — زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا

اشک دیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانی سے گلہ — گر پڑی جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا

خار ہونگی نخل گل ہوگا حنا ہر برگ کا — اشک خونین سی ہر صحرا چمن ہو جائیگا

۴۷	بسکہ ہی مضمون نازک تیغ کا الٰہی نسیم شہرۂ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائیگا	۱۰

چار دن کے بعد فرق درمیان ہو جائیگا — دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور او قاتل عیان ہو جائیگا
تیر اگر زخم کی منہ مین زبان ہو جائیگا

کسقدر شوقِ شہادت سے ندامت ہی مجھی
یہ نہ سمجھا تہا کہ قاتل مہربان ہو جائیگا

سینۂ سوزان پر اشک آتین تو آنی دیجیی
جلتے جلتے اگ پر پانی دہوان ہو جائیگا

گر خدنگِ نالہ کر دینگی مشبک غم نہین
دود دل پیوند زخم آسمان ہو جائیگا

میری تلوونکا لہو چکہی تو ہر ہر خارِ دشت
توبہ کرنیکے لیے مثلِ زبان ہو جائیگا

آرزو جنت کی مین کرتا نہین اسواسطی
نام سنکر حور کا وہ بدگمان ہو جائیگا

آب ہو جاتا ہی آہن وہ اثر نالو نمین ہے
دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہو جائیگا

یا کمر جانین گے تیری یا دہن سمجھین گے ہم
جو نشان آنکہون سی آگی سی نہان ہو جائیگا

۴۸	شعر مضمون تر ا کہی جارہ نہ افسردہ نسیم ایکدن تو کوئی نہ کوئی قدردان ہو جائیگا	۸

رنگ کیا کیا نہ سئے چرخِ جفا جو بدلا
ہان مگر او دلِ بیتاب نہین تو بدلا

کنجِ مدفن مین یہ تہا چین کہ جبسے سوئے
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذتِ ذبح زبانسے نہ گئی برسون تک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رنگتی کو نسے منت جو نہین کے لیکن
نہ کسی طرح مزاج بتِ بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنونکو ہی ترقی ہر روز
ڈہنگ وحشی کا تری کچہ نہ پریرو بدلا

وسمہ و آب حنا سی نہین ہوتا ہی شباب
جب ہوسے پیر تو رنگِ سرِ ہر مو بدلا

ایک سا حال ہی خونابۂ دل کا میرے
آج تک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا

۴۹	کم ہوا جوش جنون کچہ اطبا سی نسیم آبِ نارنج کبہی شربتِ آلو بدلا	۱۴

مزا دیوانگی کا زیرِ شمشیر دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا بنکر مری سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلی پر آپ تک آتی
نہ بل زلفو نمین کم پایا نہ کچھ ابرو ہی خم نکلا

بڑی ثابت قدم یاران ایذا دوست ہوتے ہین
کہ اشک دیدہ ہی لخت جگر ہوکر بہم نکلا

پتا ملتا نہین یہان بھی یہان ہار کیا ہی سے
یہی کہتا ہوا ہر قافلہ سوی عدم نکلا

نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
بہت سمجھی تھی لیس سا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرمرا تیری
جسے ہم لطف سمجھی تھی وہ آخر کو ستم نکلا

ابھی تک بھی ہی سودا تری اُس گیسو کا
طبیعت کو نہین سیر عجب مرغوب سم نکلا

پکارا مجکو وہان اوسکو ہوی منظور جب صد جا
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا

نہین سبے برہین اولی آسمان نسبے ہی پہوے ہین
مگر چرخ ستم پیشہ بھی پامال ستم نکلا

ہوا ہی شغلہ یاد خدا اسی عہد پیری مین
گیا دل سے تو نکلا وہیان کعبی صنم نکلا

وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ کے
کمان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نچھوڑا خاک کی حرخاک کچہ اونکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابھی پردہ مین ہو جسپر پیام مرگ آتی ہین
قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا

۵۰	زمانہ ممسکو نسے ای نسیم آباد ہی ابتو بہت ڈہونڈہا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا	۱۱

ہوس یہ رہ گیئی دل مین کہ مدعا نہ ملا
بہت جہان مین ڈہونڈہا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہی کونسا معشوق با وفا اے دل
گلہ عبث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تھی شب فراق مین ہم
کمال ڈہونڈ پھرے خانہ قضا نہ ملا

ندی تو ہانہ سی ہون ضعف سے مین رنگ حنا
ہوا ہی شوق فنا مین جہان اوڑا نہ ملا

جواب دیگی بھلا روز باز پرس تو کیا
اوٹھا اوڑا کی ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتہ نگہ قہر تھا کہ محشر مین
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کے ہوی کشتی
بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا

کمال عیش و جوانی و ملک و مال طرب
یہ سب ملے ہمین پر یار با وفا نہ ملا

عجیب جوشِ جنون مین ہوئی تھی پامالی		کہ ایک آبلہ تک دستدارِ پا نہ ملا
چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ بی کھٹکے		کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا
۵۱	بہت سی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت پر اپنے بلبلِ دلکو نسیم سا نہ ملا	۹
ساغر پلا کے بیخبرِ دوجہان بنا		اوس پیر میفروش سے مین بھی جوان بنا
اللہ ری درازیِ آغازِ مدعا		نکلا جو حرف منہ سے میری داستان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا		گر کچھ نہ تھا تو کاہی سے سارا جہان بنا
اوٹھا مرا غبار جو تعظیمِ یار کو		ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
وہ بی نشان تھا مین کہ یہانتک ہوا پسند		مجھسے دہانِ یار بنا لامکان بنا
لیل و نہار گیسو و رخسارِ یار مین		جی چاہتا ہی بیٹھ رہین اک جہان بنا
ہستی کا بس مری وہین طلاق ہو گیا		جسجا کہین کسی کی قدم سی نشان بنا
عشاق جان فروش کی دیکھو تو حوصلے		مقتل تمام معرکہ امتحان بنا
۵۲	بیکار تھی نہ خاک نہ دودِ جگر نسیم اوس سے زمین اوس سی ہر اک آسمان بنا	۱۰
پوشیدہ ہی یہان سی ہر اک زخمِ تن اپنا		پامال خزان آپ کیا ہی چمن اپنا
مصروفِ تبسم ہین یہ شیدائی اجل کے		رکھتی ہین کھلا زخمِ جگر تک دہن اپنا
ہین وہم فراموش پتا کچھ نہین ملتا		مسکن ہے تسیجا نہ کہین ہی وطن اپنا
اللہ ری بیتابیِ دل بعدِ فنا بھی		سو جاسی مشبک ہے مزار کہن اپنا
ہم گریہ گلرنگ سی یادِ گلِ تر مین		صیاد بنا لین گی قفس مین چمن اپنا
اک دل تھا سو وہ بھی نرہا پاس صد افسوس		پایا نہ کسیکو ہے شریکِ محن اپنا
اے غم ہمین اسدرجہ کھلا دی تری صدقے		ہمہ بار احبا نہ خیالِ کفن اپنا

ساقی وہ پلا می کہ دو عالم ہو فراموش		ہو جای خدائی سے نرالا چلن اپنا
وہ اشک تھی جو آنکھ سی ڈہلتی ہی ہوی خشک		دم بھر نہ ہو آگوشہ دامن وطن اپنا
۵۲	خاموش نسیم اب نہ بکو چپ ہو بس بس بیہودہ سناؤ نہ کسیکو سخن اپنا	۱۰
کسے صورت تو دلکو شاد کرنا		ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قیدی زلف		جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتہ		نہ مجبر رحم اوجلاد کرنا
مسیحا سے دکھانا بعد مردن		جو دل چاہے تو کچہ ارشاد کرنا
اوڑا دو خاک میری ٹھوکرو نسے		اگر منظور رہی برباد کرنا
ادب سیکہے نہین ہون نو گرفتار		بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیون مین		اوسے بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہی ان سنگین دلونسے		خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اوٹہ چکے میرا تو تم بھی		ادا رسم مبارکباد کرنا
۵۴	نسیم خستہ دل نی جان دیدی غضب لایا ترا بیداد کرنا	۹
اونکی آنکھے بصر وہی پر جو شادان دل ہوا		زندگی خوش ہی کہ اب مرنا مجھی مشکل ہوا
راحت مرگ محبت اوس سی پوچھا چاہیے		جو یہ سمجھی اپنی جی مین مین بھی اس قابل ہوا
موت بھی قسمت سے کھوئی کیا بری شی ہی امید		جب ہلی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا
مہربانی مجھپہ کیون کی تھی کبھو تونی کہ ہائے		مین ہا زندہ وہ میرے واسطے بسمل ہوا
بل بی ظالم جو نیوچھی یہ بھی تیر ناز سے		کسطرف کوئی ہوا کس جا کوئی بسمل ہوا
نوجوانی کا برا ہو اوسکو ہرجائی کیا		جی ہٹا جاتا ہی جب وہ پیار کی قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی — جو تمہارے بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا
بیمروت تندخو نا آشنا برہم مزاج — رو ئیے اوس بخت پر جو تجھسی کچھ سائل ہوا

۵۵ — گھیری ہتی ہین عزیز و اقربا اونکی آہین
ای نسیم اب دیکھنا بہی یار کا مشکل ہوا — ۷

پھیرا جو سینے یار کو سب مین خجل ہوا — اے جوش شوق آج تو تو ہی مخل ہوا
تدبیر نیک دیتی ہی آخر کو آبرو — شیشے مین آئی قطرۂ مئی مثل دل ہوا
حاصل تہا وہ فروغ چراغ فراق کو — خورشید داغ سینہ سی میری خجل ہوا
ہر استخوان بدن مین مری خاک ہوگیا — شعلہ تپ فراق کا جب مشتعل ہوا
رخسار کے جو وصف مین مضمون ہوے رقم — عارض کا نقطہ صفحۂ کاغذ پہ تل ہوا
اظہار آرزو سے ندامت ہوی مجھی — سُنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا

۵۶ — پھر سامنے مصیبت سابق ہی ای نسیم
پھر اندنون فریفتہ اک بت پہ دل ہوا — ۱۷

یہانتک اوج جنون مین مجھی کمال ہوا — خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا
عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا — کہ آفتاب بھی اک نقطۂ جمال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بہی اب وہ حال ہوا — دعا کو ہاتہ اوٹھے آپکو خیال ہوا
نہ گھوری مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا — رقیب دلمین سمجھ لو اگر ملال ہوا
فروغ زیست ہوا سر کٹا کی صورت شمع — حیات بعد ہوے پہلے انتقال ہوا
خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین — وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا
مرا فسانہ ہی مانند مژدۂ دشنام — کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا
مزار مین نظر آتی ہی خاک تک رنگین — غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا
نہین ہی حرص سی خالی کبہی آل بشر — اوٹھا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا

تری کمر تو نہ تہا مین جو موت کو نملا
شب فراق مین مرنا ہی کیون محال ہوا

بسانِ آخرِ روز و بشکلِ اوّلِ شام
وہی عروج ہی میرا کہ جب زوال ہوا

برہنگی کی ندامت رہی یہ تن کی ساتہ
کہ بعد مرگ بہی مزدورِ انفعال ہوا

درازیٔ شبِ غم کا وہ ایک لمحہ ہی
جسے زمانی مین کہتی ہین دو رسال ہوا

کہلا یہ عقدہ قدمبوسِ زلف سی ہمکو
چڑہا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا

کنارِ قبر سے لاشے نی میری مس نکیا
ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا

گہلا گہلا کے گہٹا یا یہ سوزِ پنہان نے
گلو مین طوق گران صورتِ ہلال ہوا

۵۷	بصورتِ ورقِ گل خزان سے ابتر ہی نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا	۹

مین وہ ایذا دوست تہا راحت سے مجکو غم ہوا
زخم کو ناخن سی چہیڑا درد دل جب کم ہوا

موسم پیری مین اپنا کچہ عجب عالم ہوا
جسقدر رتبہ بڑہتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا

شب گہٹی ہر پردہ دارِ عشق محوِ غم ہوا
رک گئین آپین مزاج آرزو برہم ہوا

جان لی یا دلبِ شیرین نے تیری ای صنم
میری حق مین التفات انگبین بہی سم ہوا

رات بہر دیکہا تماشا ہمنے برق و ابر کا
آہ کی شعلو نسے جب دودِ جگر باہم ہوا

درد دل زخم جگر گو انسے ایذا تہی مگر
ترک صحبت جسنے کی آخر کو اوسکا غم ہوا

زخم پڑ کر کہل گئے سینون پہ اہل بزم کے
تہا جو شادی مرگ منہس منہس کر مرا ماتم ہوا

پہر وہی سامان ہوا رہتا تہا جسکا ہمکو خوف
پہر مزاج زلف جانان اندنون برہم ہوا

۵۸	عمر کاٹی آرزوی وصل جانان مین نسیم کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا	۱۱

خون ٹپک کر آنکہ سی پہر اشک تر پیدا ہوا
معدنِ لعل بدخشان مین گہر پیدا ہوا

دہر مین بی سایہ کب جسمِ بشر پیدا ہوا
ہر بدن کی ساتہ اوسکا ہم سفر پیدا ہوا

سر ترا اوٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئے
ماہ نو کا ہیکو ہے زخم جگر پیدا ہوا

خود بخود زنجیر کہچ آئی تعجب ہے مجہے
سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا

جس زمین پر پڑ گیا عکس لب شیرین ترا
تخم جو دہقان نے بویا نیشکر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوی تار نظر اپنا وہ تہا
جانتی تہی جسکو ہم ہوی کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتی ہین پتہر ایکدم فرصت نہین
وہ شجر دیوانہ ہی جسمین ثمر پیدا ہوا

کچہ نہین ثابت کہان تہی کیا ہین کیا ہو جائین گے
آدمی ہستی سی اپنے بیخبر پیدا ہوا

عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچہ کم نہین
بی کمر تو ہی تو مین بہی بی جگہ پیدا ہوا

کیا غضب ہے جسم خاکی کی قفس مین جان ہو قید
یہ وہ طائر ہی جو بام عرش پر پیدا ہوا

٥٩	پیس ڈالا آسیای چرخ نی اوسکو نسیم جب زمانی مین کوی صاحب ہنر پیدا ہوا	١١

عاشقو نمین کون مجسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بہی میری دہن سی بی فغان پیدا ہوا

بی نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہی کہ جسکی آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بی رحم کی منظور تہی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کے آدمین دشمن کا بہی مژدہ سا نہ تہا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اسکا بہی مثل یار ناممکن رہا
شوق اپنی دلکا آنکھو نسی نہان پیدا ہوا

وای قسمت اہل دنیا ہوتی ہین مردہ پسند
اوٹہ گئی جب جسم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہای اوج کو پستی بہی ہوتی ہی ضرور
دیکہ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال
جب ہوی ہستی مجہی نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تہی نظر آئی نہ صاف
آنکہ جب اوٹہی نگاہو نمین دہوان پیدا ہوا

٦٠	روز اک آفت ہی سر پر اسکی شیدایی نسیم خاک کا پتلا برای امتحان پیدا ہوا	١٧

ہر حرف سی پیدا اثرِ جوشِ بلا تھا — نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا
کسطرح نہ بگڑون کہ یہ انداز نیا تھا — ایسا نہ ہوا تھا کبھی ایسا نہ کہا تھا
عادت سے مین واقف ہون مگر جو کہ گئی تم — راضی ہوئے بوسے پہ خدا جانی یہ کیا تھا
کیون جی وہی پھر ہرزہ خیالی کی سمائے — کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا
اب آئی تو آئے وہ تمنا نہین باقی — آتے شبِ ہجران مین تو احسان قضا تھا
دیکھا جو گیا روزِ جزا نامۂ اعمال — جس لفظ کو پڑہتی تھی تمہارا ہی گلا تھا
گرمی وہ دکھائی نفسِ سرد نے مجکو — اولی کیطرح آنکہ مین ہر اشک جما تھا
شکوہ بھی وہ کرتا ہون کہ جو یاد نہین ہے، — کہتا ہون مجھی رنج مین کیا تمنی کہا تھا
نالونکی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت — تا صبح اسی طرح فراق رفقا تھا
آنسو کی ٹپکنے سے نہو کیون مجھی ماتم — ہتی مین بلا ہی جو آنکھو نہین رہا تھا
بیتاب ہوا یار تو سو بار بولا یا + — تکلیف کا باعث مجھی احسان و عا تھا
افشای محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک — آنکھو نہین نہان تہا تو ہی دامن مین چھپا تھا
اب وہ دلِ جگر ہو کی نکلتا ہی دہن سی — وہ جوش جو برسون مری سینی مین بپا تھا
کیا قوت بازو تھی رہی ہمتِ قاتل — دیکھا تو کبھی کوس گروہ شہدا تھا
بخشا دمِ قسمت مجھی قسامِ ازل نی — وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تھا
بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتی ہین لائق — یہ بھی وہی افسون ہی جو خادم پہ ہوا تھا

٦١	سیکھا یہ تسیم اونسی فریب ستم آمیز ہر زخم رولانیکے لیے میری ہنسا تھا	ے

خلش نا آشنا گو ہر عدو تھا — نگہ ہمکو خیال گفتگو تھا
مجھے حیرت ہی یہ کیا ہو گیا آج — ابھی کل تک مری پہلو مین تو تھا
خفا ہو ہو کے دلمین رہ گئی کیون — تمہین کسکا خیال آبرو تھا

جدا تمنے کیے کیون میرے اعضا — اجی کیا ہین سبہے لفظ آرزو تہا
مرا داغ جگر کیا اوسکو بہاتا — کہ وہ گل تہا مگر محتاج بو تہا
نچھوٹا آجتک دامن سے تیری — یہ کیسا داغ تہا کسکا لہو تہا

۶۲ قصور اپنی نظر کا تہا نسیم آہ — وگرنہ اوسکا جلوہ چارسو تہا ۸

کہل گئے ہر ہر کڑی مجکو وہ فسون یاد تہا — خندۂ زنجیر سامان مبارکباد تہا
آپ کو آزاد دکہلا کر کیا اونکو قید — ہین وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تہا
کم نہ تہی زخم جگر سے ایکدم خندیدگی — خاطر دشمن کیصورت بی سبب ہے شاد تہا
مدتون تک اپنی ہجنسون سی بھی ڈرتا رہا — طائر جان حزین اک مرغ نو آزاد تہا
اس لیے مرتا ہون بہاتا ہی مجکو انفعال — جو ترے خاطر ہین اپنی ظالم یہی یاد تہا
جب قریب نخل آیا ڈر سے پہر پرواز کے — طائر خایف کیصورت آشیان برباد تہا
خشکی اعضا نے دونو کو برابر کردیا — ہین ادہر محجوب شرمندہ ادہر فصاد تہا

۶۳ خاک گلزار جہان ہین جی بہلتا اپنی نسیم
دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تہا ۱۰

بل بے تیری کاوشین جینا مجھی دشوار تہا — اجی مری درد جگر تو بہی مزاج یار تہا
جب ہین بیتابی سی گہبرایا تشفی آپنی کی — مونس جان حزین شب بہر ترا اقرار تہا
دل کی گہبراہٹ سی جب تڑپا شب فرقت ہین — تیری سی متصل اپنے پس دیوار تہا
رات بہر سنتا رہا اب غدر لا علمی نکر — بے سبب آہین تہین آخر کوی بیمار تہا
ہائی ہین نی تو بہت چاہا کہ ایجان جائین — مجکو مرنا بہی شب غم ہین ترا دیدار تہا
داستان شوق میری ہو نہ چکیتی عمر بہر — خاک سنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تہا
یہ تو مضمون گذشتہ کچہ وفا آمیز ہے — کیا نصیب دشمنان تو بہی کسیکا یار تہا
اپنی محرومی گوارا کی نکی لیکن خبر — جی دہل جاتا ترا وہ حال سرا زار تہا

غیر نے تیری سوا پائی نہ آنکھوں مین جگہ
پاسبان خواب راحت دیدہ بیدار تھا

۶۴ | ۱۸

صدقی مین اس سرعت تیر نظر کی اے نسیم
اُف بہی ہم کہنے نہ پائی وہ جگر کے پار تھا

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تہا
ہوا سے خاک کو بر سون پریدہ ہونا تہا

اگر تہی دامن جانان کی آرزو اے دل
تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تہا

کسیکے چہرے پہ ہوتا کسیکے دامن مین
مجھے بھی آنکہ کا اشک چکیدہ ہونا تہا

کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا
وہ ہاتہ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تہا

کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتی ہین
ہمین سے اے قد جانان کشیدہ ہونا تہا

اگر تہی لذت پامال کی ہوس اے دل
بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہونا تہا

کجی سے میری دکہاتی بہار لاکہو نکو
بشکل ابرو جانان خمیدہ ہونا تہا

عجب نہ تہا کہ اوسے رحم کچہ نہ کچہ آتا
مری امید سے تجہے ابر دیدہ ہونا تہا

نہ برگ و گل نہ ثمر سب سے پا کدامن ہون
مری نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تہا

بہانہ موت کا تہا جسم ور وحکو ورنہ
ہر اک کو اپنی طرح پر جریدہ ہونا تہا

امید راحت آغوش یار تہی جو مجھے
بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تہا

کمال ربط مین ہوتے ہین سیکڑون باتین
نہ اسقدر تمہین ہمسے کشیدہ ہونا تہا

زبان قطع نہ کام آے سرکشی اے سرو
نہ جانتا تہا کہ آخر خمیدہ ہونا تہا

خفا نہو جو ٹپک نکلے آنکہ سے آنسو
یہ ابر عشق ہی اسکے چکیدہ ہونا تہا

یقین تہا کہ وہ دلمین کمال خوش ہوتے
کچہ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تہا

وہ آبلہ ہون نہ تہا جسکو نیشتر ہی نصیب
درون قلب مین مجکو تپیدہ ہونا تہا

ترا جمال بنا مین کبھی کبھی احسان
غرض یہ تہی کہ مجھے برگزیدہ ہونا تہا

بہار صحبت رندانہ بہاتی اے واعظ
تجہے بہی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تہا

۱۵	کہلے اب آنکہ تو کیا فائدہ نسیم افسوس نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہونا تہا	۶۵

لب بستگی سے لطف عروسی سخن مین تہا
مثل زبان کلام حجاب دہن مین تہا

جبتک کہ تہا خیال رہا دل مین یار کے
ظاہر ہوا تو مثل سخن انجمن مین تہا

مانند روزگار بدلتا رہا ہون رنگ
صحرا مین سبزہ تہا تو گل تر چمن مین تہا

مثل رقیب روح کو اوس سے خلش رہی
جبتک کہ درد میری حجاب بدن مین تہا

اے اضطراب شوق تری عمر ہو دراز
راحت سفر مین ہے نہ تحمل وطن مین تہا

بیہوشیان نصیب رہین سامعین کو
کیف شراب ناب مری ہر سخن مین تہا

دن کو زبان خلق پہ ہوگا مرا مقام
وہ ذکر ہون جو شب کو تری انجمن مین تہا

ہرگز مرا فریب نہ ثابت ہوا تجہے
دشنام بن کی یار مین تیری دہن مین تہا

دیکہا گیا جو لاشۂ عاشق تو بعد مرگ
اک ڈہیر استخوان کا حجاب کفن مین تہا

دل اوسکو جانتا ہی زبانسے مین کیا کہون
جو کچہ مزا فراق کی رنج و محن مین تہا

جلتا رہا ہون رشک عدو سے تمام رات
مین مثل شمع شب کو تری انجمن مین تہا

گر تہی حلب مین آئنۂ روکی تیری ہوس
شہرۂ شمیم زلف کا ملک ختن مین تہا

بیوجہ اوسنی پانون نہین ہاتہ سے چہوے
اوبت خیال اور دل برہمن مین تہا

کیون آتش غضب سے جلایا کہ باغبان
وہ دنکو آشیانۂ بلبل چمن مین تہا

۱۰	کیا سرگذشت دہر کی مجکو خبر نسیم مین تو خیال دلبر گل پیرہن مین تہا	۶۶

بعد از فراغ روح بہی قید عدو مین تہا
مین صورت نوالہ لحد کے گلو مین تہا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تہا
خنجر زبان نکالے ہوی آرزو مین تہا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اوبجہ گئے
بل مثل ہوی زلف جو تار رفو مین تہا

بادہ کوئی عزیز بس ہی ساقی کہ رات بہر — ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تہا
افسانہ نیر اکیون نہ سراپا فریب ہو — یہ بارعا وہ ہی جو ترے گفتگو مین تہا
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو — آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو مین تہا
دشمن سے بہی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد — مانند دست یار میان عدو مین تہا
تہا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکر — اتنی تو آبرو تہی کہ مین آبرو مین تہا
مطلب کی بات کہ نسکے انسے رات بہر — معنی بہی منہ چہپای ہوی گفتگو مین تہا

۶۷	منظور تہی جو شہرت حسن سخن نسیم مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تہا	۷

کچہ خون مین ترے تیر نظر تہا کہ نہین تہا — کیون جی مری سینی مین جگر تہا کہ نہین تہا
دو روز بہی بیٹہا نہ گیا آپ سی گہر مین — کیون جذب محبت مین اثر تہا کہ نہین تہا
دو بوسی تو دیتی جو نہو سکتی تہی بس پانچ — آخر تمہین کچہ مد نظر تہا کہ نہین تہا
اس درجہ ستم عاشق بیچارہ پر اے جان — کچہ بہی تمہین اللہ کا ڈر تہا کہ نہین تہا
کیون دیکہ لیا جاکے ہوی اب تو تسلی — بیمار ترا شمع سحر تہا کہ نہین تہا
لو دیکہ چکے اب تو تشفی ہوی کہیے — پیوند جگر تیر دو سر تہا کہ نہین تہا

۶۸	بہولی رہی کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ آخر یہ کبہی در پیش سفر تہا کہ نہین تہا	۹

لو مسلمان سمجہے وہ طفل برہمن سمجہا — دوست نے خوبی تقدیر سی دشمن سمجہا
بیشتر مینے خس و خاک سی آنسو پوچہے — اڑ کے جو چہرے پر آیا اوسی دامن سمجہا
وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکہا — آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجہا
منہ چہپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا — مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجہا
دل سے آتی تہین جو بوئین ہوس مردہ کی — رخنۂ سینہ کو مین روزن مدفن سمجہا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرایا ظالم
آئنہ پھینک دیا ہاتھ سے ناگن سمجھا

مدتون خون سے مری پرورش خنجر کی
ہای اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

۱۱	جابجا خون سے ہر دہبی نظر آئی جو نسیم گوشہ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا	۶۹

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسونکا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو مین نہین کچہ مجکو بیہوشی سی ہی
ڈہونڈتا ہون یہ نہین معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت مین نکلا منتو نسی موت کی
ابتو تیرا بہی وہ احسان جفا جاتا رہا

اسقدر آنکہین ملین مین نی ہجوم شوق مین
پاؤ نسے اوس شوخ کی رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچہ یاد وہ باتین کرو
مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہ کی تم کچہ رہ گئے سمجہون اسی کیا خاک مین
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجہی میری بیتابی مین بہکی گفتگو
ہای عرض شوق سی بہی مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ مین اونسے لپٹا از دیاد شوق مین
یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبونسی ملی ہمنے بہی دل بہلا لیا
اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلا اسکا خلاف وضع دونو ہو گئی
ضبط مجھسے تمسے انداز وفا جاتا رہا

۸	عالم پیری مبارک باد مدفن ہی نسیم ولولے ٹہنڈے ہوی سب حوصلہ جاتا رہا	۷۰

کب مین فارغ قید وحشت سی اٹہکر بن رہا
پاؤن مین زنجیر پہنی طوق گردن مین رہا

دل پریشان تہا سو آنسو بہی پریشان ہو گئے
ایک ٹہیر آنکہ مین تو ایک دامن مین رہا

آتے آتے تا گلو سوز نفس سی جل گیا
ایکدم بہی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

رنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپکے
پردہ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گہٹتے گہٹتے تن بسان رشتہ باریک تہا
مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوی		بعد صیقل مورچہ ویسا ہی آہن مین رہا فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا
۷۱	ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا	۱۱
بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا بشکل اشک ہون با قدر و بیقدر نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام سرشک چشم کوئی آبلہ تھا وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح نہ اوٹھا اگر کے آنسو کی طرح سے ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار مزا جوش محبت نے یہ بخشا ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے		ستانے کے لیے ہمکو بنایا وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا جو نشتر نوک مژگان نے لگایا گلے سے مجکو خنجر نے لگایا عدم کا لطف ہستی مین دکھایا جو ایسا تیرے آنکھون مین سمایا گلہ بھی شکر ہوکر لب پر آیا خوشا قسمت مین اونکو یاد آیا کہ بیٹھا آپ اور مجکو اوٹھایا
۷۲	نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس مرگ ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	۲۰
کب یہان ہین خلش غیر سی دل شاد آیا حشر مین جبکہ دم پرسش بیداد آیا صدمۂ قید تعلق جو مجھے یاد آیا موج می جام و صراحی مین نہ ٹھیری دم بھر دہن زخم سی ہنس ہنس کی نکل جابی گی جگر		ساتھ قالب کی مری سایہ ہمزاد آیا آپ کو گلگ بنا کر وہ پری زاد آیا الف وصل کے مانند مین آزاد آیا تیری آنکھو مین جو رہنی کا مزا یاد آیا گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے
کوئی طعنہ تو نہ تہا مین جو تجہی یاد آیا

ایک نی ہی نہ سنا روز جزا صد افسوس
شکوۂ یار جو بنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تو نی تو دشمن ہی نچہوڑا چرخ
اب وہ دہر کا نہ رہا دلمین کہ صیاد آیا

گلۂ یار مین مصروف ہوئے ہین روحین
کیا فلک پر ہی کوئی عالم ایجاد آیا

بل بے غفلت کہ رقیبونکی گلی سی کچہ کچہ
اپنی ہستی کا مجہی آج نشان یاد آیا

تہا خیال لب شیرین جو دم نزع مجہے
مینے سمجہا ملک الموت کو فرہاد آیا

روح قالب مین نہ ٹہیری کہ ہوا غیر کا دخل
رشک تہا جسم مین کیون نشتر فصّاد آیا

مردہ و زندہ زمین سی نہین باہر کوئی
ایک آغوش مین کیا مجمع اجساد آیا

خانہ ناد دل بیتاب ہی کچہ غیر نہین
نہ ذرر و لب پر اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اوس نگہ مست نی مجکو غافل
آج آنکہونمین مرے خواب خداداد آیا

جب اٹہتا ہی مری سینہ سو نالہ بطلن
آسمان اوسکو سمجہتا ہی کہ ہمزاد آیا

صورت جام ہون آغوش کشادہ ہر وقت
دہیان رہتا ہی کہ اب کوئی پریزاد آیا

بدمزاجی نکر اسدر جہ دم مرگ ای روح
تجہ مین ہی کیا اثر خاطر ناشاد آیا

ذبح کے وقت جو بیرحمی قاتل دیکہی
اپنے مرجانی پر احسان قضا یاد آیا

۷۳

نذر کیا دیجیی اوس قاتل عالم کو نسیم
ایک سر تہا سو بہ خنجر جلاد آیا

۱۹

ہوئین جب بند آنکہین خوف پرسش کا یقین آیا
ہوی بیدار ہم جب وقت خواب واپسین آیا

اوٹہی شعلی درون سینہ سے تعظیم فرقت مین
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

تڑپ کر رات کاٹی ہی مگر افسوس ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تہا محروم راحت ہین جو مقبول جفا تہا مین
کہ ایذا ڈہونڈہنی کو جو کوئی آیا یہین آیا

نیا پایا کوئی لہجہ سنا ہی زبان شاید زبانی مین
کہ ناصح سرزنش کرنیکو جب آیا یہین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہمنی توبہ کی محبت ہے
نہین عصمت کا دہیان آیا ہمین پاس دین آیا

ملا اعلی سی اعلی پست بستی سے ہوا ہاہم
فلک پر روح جا پونہچی بدن زیر زمین آیا

نڈالی آنکہ مینی اسقدر تیرا تصور تہا
فرشتہ موت کا سو طرح بنکر حسین آیا

کہانتک شکر ہو ادصید افگن تیری اسلکا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
بہار اپنی دکہائی کونسا خلوت نشین آیا

نہین تن جای آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل
ہوا اک روز راہی اسکا نہین جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہانسے جانی والونکو
وہی کچہ لیگیا دولت جسی کچہ پاس دین آیا

ادب او نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑہجانا
ٹہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نرکہی اور کا کیا حال بتلاتی
ہدف ہوکر گیا اوس کوچی مین جب شانہ مین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سہی پیاسی
اگر لب تک چہلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست ہے ہرچند لیکن دل بہلتا ہے
سبب کیا ہی ابہی تک تا صبح مشفق نہین آیا

پہر آئی فصل گل اٹہکمیلیان کرتی ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودای زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکہتی
گیا محروم ہوکر جب کوی یہان نکتہ چین آیا

۲۴	نسیم اک اور بہی رنگین غزل اس طرح مین ہے پڑہے کہ ابتک جوش مضمونکا طبیعت مین نہین آیا	۲۱

غرض کیا ہی ہی پہر ساقی جو دیکہ شش نہین آیا
پہپولے ڈالنے کو دلمین آب آتشین آیا

فغان بی صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
اوٹہے دلسے جو تیرا ذکر چشم شرمگین آیا

دورنگی ابلق ایام کے طرفہ تماشا ہے
جسنے بالای زین دیکہا وہی زیر زمین آیا

حیات چند روزہ پر غرور اتنا نکر غافل
کہ مرغ روح اوڑکر آشیانتک پہر نہین آیا

ابہی سے فکر کر انجام مین آغاز عقبے کے
کہ پہر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا

بہت مدت مین دیکہا آج تجکو یار دیرینہ
کہان تہا کسطرف سے ایدل اندوہگین آیا

ہوا ہی روح سے منظور پردہ جسم خاکی کو — مگر کاشانہ دل مین کوئی خلوت نشین آیا
یہ رغبت ہے تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین — کہ خود صیاد آہو کی بہی پہن کر پوستین آیا
اثر جذب محبت نی بڑی مدت مین دکھلایا — کہ جاتا تہا کہین وہ اور گہبرا کر یہین آیا
زبان تیغ دل ہر گز نپایا اوسکی سینے مین — ہدف تیر نظر کا ہو گئی جو آہوی چین آیا
ہمین تک ویرہ دیوانگی کی یادگار ہے تھے — ہماری بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا
مقرر ظالمونکو بہی پسند آتا ہی جہک جانا — خم شمشیر قاتل دیکہ کر ہمکو یقین آیا
ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر ہو نو عالم ہین — تمنا مین تری سی دنیا مین یوسف سا حسین آیا
لحد مین آکے دم بہر بہی نہ ہم الجہی سینی کی — نہ کوئی دوستیان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا
سمجہ لینگے قیامت کو نظر ہی اوسکی حسرت ہے — لگا یا جام مے منہ سے بغل مین مہ جبین آیا
دعا مستونکی بر آئی او نڈیلی تو نی مے ساقی — غنیمت ہے سبو تک تیرا دست نازنین آیا
غنیمت جان مہلت زیست کی یہ چند روزہ ہے — کہ پہر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا
لگی کسوقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے — گریبان کونسا دن تہا جو دامن تک نہین آیا
وہ ہیبت ہے کہ جسپر آنکہ ڈالی روح گہبرائی — اجل مشتاق بہی قاتل کے آگی ہمگین آیا
یہ سچ ہی خلقت اصلی بنائی سی بگڑتی ہے — صفائی پہر کہان جب نام کی نیچی نگین آیا

۷۰

نسیم ایسی غزل لکہی کرامت جس سے ہی پیدا ہے
ہوئی شرمندہ حاسد سنکر و نکو اب یقین آیا

۱۱

مجہکو احسان نظر یاد آیا — جب ترا موئے کمر یاد آیا
جب نظر جانب خورشید گئی — جلوہ داغ جگر یاد آیا
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا — مجہکو ہنگام سفر یاد آیا
کہینچ لائی کشش دل اونکو — بعد مدت یہ اثر یاد آیا
کیون لگا دی ہی جہڑی برسون کی — کیا تجہے دیدہ تر یاد آیا

خلد مین جا کے نہ ٹھہرا دم بھر +	اپنا ٹوٹا ہوا گھر یاد آیا
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر	تھا فراموش مگر یاد آیا
کیا قیامت ہے یہ جلدی تیرے	بات تک کی نہین گھر یاد آیا
دل ہوا چاک کتان کی صورت	پھر کوئے رشک قمر یاد آیا
ہمسے رخصت طلبی کا باعث +	کیا کسے اور کا گھر یاد آیا

۷۶	برہمی پھر نظر آتی ہی نسیم طرۂ زلف دوسر یاد آیا	۱۲

پر یونکا پس و پیش جو سامان نظر آیا	تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا مین اوسے عاشق دیوانہ تمہارا	جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے	دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند	مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہین در نہ کہین صورت دیوار	گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزائش وحشت سے رہا حال یہ پرسون	جب آنکہ کہلی مجکو بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم	ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمہاری	پہلو مین پریشان کی پریشان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بھی ہی طرۂ گیسو +	جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکہ سے خون دل مجروح	ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد	کچہ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

۷۷	افسوس نسیم جگر افگار محبت پھر زلف کی مانند پریشان نظر آیا	۷

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا	خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا

ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا — رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے — ای یار جدہر آنکہ پڑے تو نظر آیا
میزان عدالت ہین مرے دیدۂ پرآب — ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
سمجھا ہین ہم بدر و ہلال ای فلک حسن — رخ پر جو تمہارے خم ابرو نظر آیا
قاتل او سب ذبح سکھایا کیا ہر روز — برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا
سرمی کا جو دنبالہ تری آنکہ مین دیکھا — اک ناوک پران پس آہو نظر آیا

۷۸ — ولہ — ۷

گلی مین بخت کی اونکا بہی کچہ قصہ نکل آیا — ہوی تہی صلح کس مشکل سی پہر جھگڑا نکل آیا
مین اپنی شور کی صدقی کہ دیکھا آج تو او سکو — بہرا غصے مین گھر سی شوخ بی پروا نکل آیا
ندامت جو ہوی ین گالیان افسانہ گو یو نکو — وہ سنتی تہی کہانی ذکر کچہ میرا نکل آیا
کسیکا گھر نہین یہ تو گلی ہی سوچ او ظالم — گہر کتا کس لیی ہے بہولکر اسجا نکل آیا
مری تقدیر بدلی ضعف سی آواز کیا بدلے — وہ اپنی دل مین دشمن کے صدا سمجہا نکل آیا
جو سچ پوچھو تو صدقے مین تمہارے عکس عارض کے — کنول پہولے دلو نکی رنگ غنچو نکا نکل آیا

۷۹ — نسیم اونکو جو اپنا جذب خاطر اسطرف لایا — گلی بلبل کی روئی حوصلہ دلکا نکل آیا — ۱۲

قلق سے دم لبو پر خواہش دیدار مین آیا — وہ آیا بہی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا
رقیبو نکو جلایا آئنہ کی دید بازی نے — دل عاشق نئی صورت سی بزم یار مین آیا
سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سی — صحیفہ سو سمجھ گل کا خط گلزار مین آیا
برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نی — وہ ملک حسن مین من عشق کی سرکار مین آیا
ہمارا بہی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اترا تو — وہ کافر ہی جسی شک رحمت غفار مین آیا
مجھے حیرت ہی حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کے — کہ ہر دو ان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہے رہنا پاکدامن لعنت دنیا سے
اوبجہ کر رہگیا جو وادی پر خار مین آیا

برہمن مر کو راہی ہوا اور شیخ کعبی کو
نکل کر اس دو راہی سی مین کوی بازار مین آیا

خط عنبر رنگ نی آکر مٹائی حسن کی قیمت
خبر بہی ہی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوار و انکا
خلاف وضع ہی گر فرق کچہ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچہ رند بد مشرب
بنی گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گرے جاتی ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے
الٰہی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

٨٠	وله	١٥

بہلا کیا خاک زیر خاک پایا +
گریبان کفن تک چاک پایا

ملا کیا اور رونے سے مگر اشک
حجاب دیدۂ نمناک پایا

مزا بخشا تری صید افگنی نے
کہ مر کر گوشۂ فتراک پایا

کہلی گر آنکہ بہی تو کچہ نہ دیکہا
کہ سر بر سایۂ افلاک پایا

دم خلقت جو ہستے پر نظر کے
بشر کو ایک مشت خاک پایا

لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر +
نہایت آپ کو چالاک پایا

زمانے مین زبان یار تہا مین
کہ جب پایا مجہے بیباک پایا

کہان خوان ریزہ عالم اور ایسا
غنیمت تجبکو او سفاک پایا

نہا کچہ زلف برہم ایجنون مین
جو یون ہر تار دامن چاک پایا

دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے
کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا

دم مستی نہالان چمن کو
بہت تاکا تو نخل تاک پایا

ٹہہرا ے حسرت دل اور تجبکو
انیس خاطر غمناک پایا

اثر زا تہا وہ حال وحشت دل
قلم کے بہی جگر کو چاک پایا

وہ گرمی تہی تب سوز نہان سی
ہما نے استخوان کو خاک پایا

۱۴	محبت مین نسیم دہلوی کو غلام سرور لولاک پایا	۸۱

یقین کو اپنی عاشق نے ہمیشہ بی خلل پایا
تصور جب ہوا صادق تجہی زیر بغل پایا

مقام ناز کیا ہی سینۂ عاشق مین آنی نہ
جناب عشق نی لوٹا ہوا دل کا محل پایا

فراغت کب میسر آی روحونکی کشاکش سے
نہین خالی مشقت سی کبہی دست اجل پایا

نہ غم ہی رنج اوٹھانیکا نہ کھٹکا ہی جگانے کا
نہایت بی تردد آنکہ نی خواب اجل پایا

دم طفلی سی جانین سیکڑون قربان ہوتے ہین
تمہاری مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا

نہین ہوتے ہو وہ سیدہے جنکو قسمت پیچ دیتی ہی
ہمیشہ طرہ ہائے لف مین شانی نی بل پایا

اسیکے مہربانی سی یہ تکلیفین اوٹھاتی ہین
دل مضطر کو ہمنے دشمن زیر بغل پایا

پسند طبع ہوتا ہی جو معشوقونکو مرجانا
ہمیشہ روح کو عاشق کی مشتاق اجل پایا

حقیقت مین پسند طبع صانع بی لباسی ہے
کہ جانے تن کو تن نی جان کو عریان ازل پایا

مفر صحبت ناجنس سی توقیر گھٹتی ہے
ملے جب نقرۂ و مس رتبۂ سیم دغل پایا

خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہی
فنا ہو کر بقا کی لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے
کسیکو آج حاصل ہی کسینے رہ کی کل پایا

الٰہی روز سو جائی یو ہین فتنۂ عالم
مزا بوسونکا ہمنے آج بی ردوبدل پایا

۱۶	نسیم اطراف مضمون کسقدر ہیر سبز ہین دیکھو زمین شعر مین جس روز سے ہمنی عمل پایا	۸۲

جہانمین نقص پر پسے سفر ظالم نی کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا

مکان ہو تو مکین ہوتی ہین ازخود غیب سے پیدا
کہ چشم مردہ کو بہی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایکصورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبہی دیکہا دل ممسک کبہی ابر کرم پایا

کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نی
مرے آنکھونکو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور دنکی تسلسل مین
بشکل عاشق و معشوق دونونکو بہم پایا

کہلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنیکے
اوسے بالا سی کو دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجکو اسقدر باقی
مین دوڑا مرنے لینی کو جسے تیر ستم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکہتا ہی
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دودم پایا

ہزار ونیتین کین بر خلاف اوسکی نہین دیکہا
تمہاری ہٹ کو بہی ایجان جان ہمنی قسم پایا

جہان سینی مین دل ہی آرزو بہی ہی ہر اوسکے
ہمیشہ دو لبونکی طرح دونو کو بہم پایا

جہکا دیتی ہی حاجت بیشتر عالی مزاجون کو
سدا اپنی سر مضمونکو پابوس قلم پایا

نکل جائینگے دلمین جو صلے جو جو کہ آئین گے
کہ گردش کو مری مضمون نی میدان قلم پایا

تصور میرا جسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے
کہ جب ہمنی اسے دیکہا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
ہجوم خواب کو بہی ہمنی سامان عدم پایا

تصدق جائیے سو طرح تقدیر عاشق کے
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا

۸۳ نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا
ملی ہمکو اجازت لطف پہلوی صنم پایا ۶

مقام شکر ہی جلاد سے گر زخم تن پایا
نہ مدفن بہی ہمینی کے لیی ہمنی دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچہ اس دل افسردہ کی باعث
نہ راحت دشت مین دیکہی نہ لطف انجمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہے
یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جبتک دم رہا باقی
نہ کچہ لطف سفر دیکہا نہ راحت در وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نے اپنے خاکی پیرہن پایا

۸۴ نسیم اب تک وہی خم دم مین پیری مین جوانی کی
کسی من نہیں ہمنی تمہارا بانکپن پایا ۷

افتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا
نقش قدم سمجہ کے ہر اک نی مٹا دیا

پر درد اسقدر تھی مری داستان غم
دریا بہا دیا جسے قصہ سُنا دیا

احسان بڑا یہ تو نی کیا ہم پہ اے صبا
اک مشت خاک تھی سو وہی بھی اوڑا دیا

سمجھا وہ کھیل کار قضا و مسیح کو ٭
مارا جو چشم سے تو لبو نسے جلا دیا

ہین عندلیب نالہ کی زور دن پہ چھچھے
داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا

یہ حسن تھا کہ آنکہ ہماری جھپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

۱۰	گم گشتگی نصیب کے دیکھو تو ای نسیم قاتل نی یاد کرکے مجھی پھر بھولا دیا	۸۵

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا
خوب کیا آپ نے اچھا کیا

آج حیا آنکہ کی کچہ اور ہے
چاہنے والا کوی پیدا کیا

ہای رے پیمان شکنی کی مزے
جب مین گیا وعدۂ فردا کیا

کچہ تو کسی نے انہین سمجھا دیا
ہم جو گئے آج تو پردا کیا

گو کہ نہ تھا میری طرف منہ مگر
ترچھی نگاہو نسے وہ دیکھا کیا

آہ کے تقصیر نہین ہے مگر ٭
بے اثری نے مجھے رسوا کیا

کہہ کے لے آتی ہین تمہین ہوشیار
یہ نہ کیا ہمنے تو پھر کیا کیا

موت کے صدقی کہ یہ کہتی تھی وہ
آج نہ او سنے کوی پھیرا کیا

آپکی احسان کی تعریف ہے
مینے اگر شکوۂ اعدا کیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا

قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین ٭
کیا کہون کیا آپ کو سمجھا کیا

مینے تو ایجان جہان جان دی
تمنے ادا حق وفا کیا کیا

پھر وہ نہائے عرق شرم مین
کسنے مری عشق کا چرچا کیا

مین دل صد چاک کا کہتا تھا حال
شانہ عبث زلف سے اولجھا کیا

۸۶	اوسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم مجھسے مرے شوق نے یہ کیا کیا	۱۷

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا — نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا

نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون — نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا

بہت اچھی نہایت خوب گذری — اجی آفت زدونکا پوچھنا کیا

ندو مجھکو مبارک باد بے سود — بُری تقدیر والونکا بھلا کیا

یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی — بھلا مینے قصور ایسا کیا کیا

کب اوس کوچے مین ٹھیریگی مری خاک — نہوگا کوئی احسان ہوا کیا

امید اوس سے غلط سمجھا یہ اودل — ستمگر سے تمنائے وفا کیا

بڑھا کر ہاتھ لین اونکو یہ مشکل — نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا

نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو — ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کبتک پارسائی عاشقونسے — محبت ہی تو پھر ہمسے حیا کیا

جگہ باقی ہے صدمونسے لہو دل — مرے سینے مین او ظالم رہا کیا

کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم — کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا

نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے — وہ مین کیا اور میرے التجا کیا

معاذ اللہ گر ہے نوجوانی — رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا

کہان ہی درد دل مین جو کہا ہی — مزا دیگا ہمارا ماجرا کیا

کسے دیکھا کہ بھولا آپکو بھی — تعجب ہی یہ مجھکو ہوگیا کیا

۸۷	نسیم آؤ ذرا تم بھی سُنو تو یہ چرچا ہو رہا ہے جابجا کیا	۹

رحم سوئے خاطر ناشاد کیا — مہربان بھولے ہوؤن کی یاد کیا

کب وہ آتی تھے کہ مین راضی ہوا		مُنہ دکھائے گی مجھے فریاد کیا
راحتین ہونگی نصیب دشمنان		مجھپر احسان مبارک باد کیا
کس ستم سے تیرسے پھیرا ہمنے منہ		کہ رہا ہے او ستم ایجاد کیا
قتل ہی کرتا نہین اتنا تو کہ		آرزو ہے تجکو او جلاد کیا
چاہتے تھے جنکو اونکی لو خبر		پھر رہے ہو اپنی گھر مین شاد کیا
ہاے وہ حسرت جو میری ملین ہی		اوسکی پرسش او ستم ایجاد کیا
یہ وہ لذت ہے کہ جو آسئے نہ یاد		بھول جائینگے تری بیداد کیا
٨٨	لکھہ بطرز خود غزل کوئی نسیم امتحان خاطر آزاد کیا	٧

وہ نہین تمکو نہوسگے یاد کیا		ایسے ملنے کی مبارک باد کیا
کچہ اثر مجہ مین نہ میری شور مین		ہاے مین کیا اور مری فریاد کیا
بندہ پرور یہ بناوٹ تو معاف		تم بھلا مجکو کروگے شاد کیا
مین ابھی راضی نہین ہان اور بھی		کچہ نئی کہاتین نہین ہین یاد کیا
دل دہڑکتا ہی تامل سے تری		سوچتا ہی جی مین او جلاد کیا
چاٹتا تھا تیغ خون آلود کو		تھا حریص لذت بیداد کیا
٨٩	فکر بے پہلو سے حاصل کیا نسیم ہوگے اس مضمون سے خاطر شاد کیا	١٩

اى مرگ دیکھتی ہی انہین بار بار کیا		سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا
بدلو جو رنگ روئیطرح اختیار کیا		ای جان امید وعدۂ بی اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نکرسکا		لپٹے ہوے ہین مین اس لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوی ہین جھپکتی نہین پلک		تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا

بھری ہو تم بھے ناصح نافہم کیطرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سہی کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہے مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پر اعتماد
تلوے کھجای گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش مین خراش
معشوق آبلہ ہی کوی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسیکا دیر کا نہین
مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتی نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتابیونکے ناز اوٹھائی ہین رات بھر
تھا جوش شوق جلوہ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کی آنکھین نکال لین
دیکھین گی شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوے جلوہ رلبو مین نہان ہین
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سے دیدے اک کفنی دود آہ کی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

چکر مین ہی نصیب تو گردش مین آئی رزق
ہمدور آسمان ہی مرا روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

۹۰

بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون نسیم
دیکھین جہانکا گلشن ناپایدار کیا

۱۷

غالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا

مجنون کی سرگذشت نہایت عجیب ہی
ایدوست سنے اثر تھا ہمارا فسانہ کیا

شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہو گیا
بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا

یاران غمگسار بہت جلد اوٹھ گئے
کیا ہو گئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا

مانع ہوی حنای قدم گل خرام کی
دیکھین تو آج یار کرے گا بہانہ کیا

دو دن کے شور مین تری حسن ملیح کی
ایدوست یہ رہی گا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
سمجہا کی کوی دوست انہین دوستانہ کیا

یہ بے کہے کہاتا ہی چالا کیونکے زور
رہوار عمر کو خلش تازیانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بی ثبات
کہینچے گا پہر عدم کیطرف آب و دانہ کیا

زلفونکی ہی ہوس ہی محبت سی خال کے
لائی گا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا

منظور جبہ سائی عاشق نہین تجہے
خالی پڑا رہی گا یونہی آستانہ کیا

مقتل مین ہے اجازت تکرار و بعد قتل
قاتل مگر پڑہے گا نماز دوگانہ کیا

عاشق کا دل دیکہ کہ جاتی رہین حواس
نظارہ سوی سینۂ صد چاک شانہ کیا

رویا یہ آسمان کہ ہی تر دامن زمین
مطرب نی میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکہا اودہر کو تو نے پڑا تیر ناز ادہر
استاد رخ بدل کے اڑایا نشانہ کیا

خط ناتمام سائل رخصت ہے مرغ روح
قاصد سی پہلی ہو گا ہی خود روانہ کیا

۱۵	کیا تاب مدعی جو زبان تک ہلا سکے لکہی تسنیم نے غزل عاشقانہ کیا	۹۱

وہ منانینگے احبا اونکو سمجہائینگے کیا
پہلی ہی قسمت نے ٹہیری ہی ٹہیرائینگے کیا

وای قسمت کہ رہی ہین دو پہر سے یکہک
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکہ لے تاثیر اونکی بہی فراق یار مین
نالی خود شرمندہ ہین منہ تک مری آئینگے کیا

غیر ممکن ہے کبہی آرام سی سوئین حریص
ہاتہ تو کچہ نہین ہے پانو پہیلائینگے کیا

اونکی پہر جی سی کب ڈرتا ہون جنکو ہی لحاظ
منہ تو دکہلاتی نہین آنکہین وہ دکہلائینگے کیا

آپکو فرصت ملی سوائیون سی یہ محال
اور پہر یطرح سی عاشق نہ ہوجائینگے کیا

کب تعزیہ سی وہ آئین لاش عاشق دیکہنے
ہمنے مانا جان ہی کہوئی تو پہر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہین گے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہون مین پہول مرجہائینگے کیا

مر بکف پھرتی ہین بہت سی امید مرگ مین	کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دہمکاتینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہانسے پائین گے	حور و غلمان و پری مجکو بہلا بہاتینگے کیا
رہ گئی ہین ٹوٹ کر شانی مین گیسو کی جو بال	افعی مردہ ہین یہ ای دوست لہراتینگے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج	کیون بلایا ہی مرے سر کی قسم کہاتینگے کیا
کسطرح بہلائین گے مجکو یقین آتا نہین	حور و غلمان بہی تمہاری شکل بن جائینگے کیا
گھورتا ہی یہ او نہین وہ میل کرتا ہی ودہر	دیدہ و دل میری مجکو پاسبن جتائینگے کیا

۹۲	یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرینگے وہ ای نسیم عاشقونکو دید سے بہی اپنی ترسائینگے کیا	۹

اضطراب دل مرا آخر فزا دکہلا گیا	اپنی بیتابی کی ہین صدقی او سہی رحم آ گیا
ہای قسمت نتو نسے میری راضی تہی مگر	کچہ لحاظ پاکدامانی او نہین سمجہا گیا
دیکہکر خنجر بکف مجکو امید مرگ ہین	ہنسکے فرمانی لگے مرنا تجہی بہی آ گیا
کیا کہون دم کی دی کس کس نے جوش عشق ہین	تیری صورت بن کی جو آیا مجہی ترسا گیا
دیکی حکم قتل میری لاش پر رونے لگا	ذی مروت تہا نہایت وہ الفت آ گیا
کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے	سامنی آنکھونکے اک دو جگہ سیاہ چہا گیا
تو نے اتنا بہی نپوچھا کی سبب ہی رنج کیون	مدتو نتک ابر گریہ روز منہہ پر سا گیا
ایک بوسہ بہی نہین اچہی طرح لینے دیا	بولے جہنجلا کر اجی بس دم مرا گہبرا گیا

۹۳	دیکھیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صحبت نسیم ایک ہی الغمی مین غم سارا کلیجا کہا گیا	۷

خندہ کیون لب پر تری او جو بیداد آ گیا	کیا تجہی کوئی ستم بہولا ہوا یاد آ گیا
شومی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے	سوی گل دیکھا نہ تہا ہمنے کہ صیاد آ گیا
وصل کی شب تا سحر بہی تبسم نی لیے	ہجر مین منہ چومنی کو جوش فریاد آ گیا

دی سہار کبا د آزادی اسیرونکو اجل — پانوسے زنجیر نکلے سر پہ جلاد آگیا

رک گیا ساقی کا جی رندونکے پہری ہین او دس — دیکہہ تو محفل مین تیری کون ناشاد آگیا

ہای بہیجا ہی رقیبونکو عیادت کی لیی — ہمکو تیری رحم مین بہی لطف بیداد آگیا

۹۴	دید کی قابل ہی اوسکی نا امیدی اے نسیم ہاے وہ طائر جو زیر دام صیاد آگیا	۱۴

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا — پرورش پایا گیا جو زیر دامن آگیا

دوری امید آخر کہینچ لائی متصل — دشنۂ قاتل قریب خطِ گردن آگیا

اشک خون آلودہ سی ہی پیرہن بلبل ہین فرز — اور ہی رنگینیوں پر اب تو دامن آگیا

کونسا یہ خاکسار آتا ہی دیکہہ اے شہسوار — اک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے مٹا دی آج دونوں کی خلش — کچہ گریبان جہک گیا کچہ پاس دامن آگیا

شورش ہر خیز محشر نے جگایا تہا مگر — میری آنکہونکو لحاظ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہو کر رہ گیا در فراق — دوست کے بدلی مری پہلو مین دشمن آگیا

توڑ کر تسبیح میل رشتۂ زنار ہے — بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا

دشمنونکی پردہ پوشی کی ہوائی شوق نے — گردنونمین خارسے پیراہن تن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی — مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا

باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون — کچہ غرض رکہتا نہین گر سوی گلشن آگیا

صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کی ہاتہہ مین — بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا

ای فلک شاید گمان خندہ سیر ہی ہوا — جو لب ہر زخم زیر نشق سوزن آگیا

۹۵	آج راحت پا کے احسان اجل ہی اے نسیم فاتحہ پڑہنے لحد پر یار بد ظن آگیا	۱۰

گیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا — اُف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا

جوش سرشک دیدۂ ترمین کہی کہان
دریا یہ وہ نہین کہ چڑہا اور اوتر گیا

اللہ رے سیاہی شام شب فراق
مجسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا

روز جزا بہی پاس رضا آگیا مجہے
منکر ہوی وہ قتل سی مین بہی ٹکہ گیا

چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین
ای میرے لاڈلی میری پیارے کدہر گیا

جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا
تا جیب طول چاک قبای سحر گیا

اللہ رے کرشمہ تیغ اداے یار
کوی ذبیح کوی طپان کوی مرگیا

اب دست احتیاج اوٹہانی سہی فائدہ
برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کہو دیا
افراط نازکی سے گمان کمر گیا

۹۶
سمجہا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم
طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا
۱۵

کس منہ سے کہتی ہو کہ ترا وقت ٹل گیا
کچہ آپکا مزاج نہ تہا جو بدل گیا

خالق کو تہی پسند جو برگشتگی مری
بتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا

اب جای خون دہان جراحت مین پیپ ہے
کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا

مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین
پیدا ہی ہوتی آنکہ سے باہر نکل گیا

انجام عمر سے بڑہی کیا کیا خمیدگی
دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈہل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہی آج کل
ارمان تک بہی دل سے ہماری نکل گیا

پہبتی سنائی یار نے آئے ہلال عید
ملنے کو جہک کی مین جو قریب بغل گیا

ہان التفات یار سے بیمار جان بلب
اچہا تو کیا ہوا ہی مگر کچہ سنبہل گیا

بوسہ نسے غیر کی لب شیرین ہوی ہین تلخ
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا

کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی
کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا

ممکن نہین کہ راست کبہی کج مزاج ہو
اس چرخ پیر کا نہ جوانی سے بل گیا

پھر کہدیا کچھ اوس بت وعدہ خلاف نے
پھر کچھ دنون مریض محبت سنبھل گیا

تھا خوف اسقدر ہمین روزگار سے
جب کوئی گل ہنسا تو مراجی دہل گیا

صیاد ساتھ ہی ہمین کائنات مین +
قسمت تو کیا کرینگے اگر دل بہل گیا

۹۷

مدت کے بعد رابطۂ سخن پھر بڑہا نسیم
مضمونکی تازگی سے ذرا دل بہل گیا

۱۱

ٹہرے اوکھڑ کے سانس کا وقت ٹل گیا
منت کچھ اور مان کہ مین پھر سنبھل گیا

شانے کی راستی یہ بھی کیا مٹائی گی
ہم بندگی کرینگے جو زلفو نسے بل گیا

دوڑو خدا کیواسطے دیکھو تو کیا ہوا
کہتا ہی کوئی ہای کلیجا نکل گیا

کیون لای دوست اسکو عیادت کیواسطے
دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا

موقوف کر لگائیگا پھاہی کہان کہان
اے چارہ گر تمام کلیجا ہی پہل گیا

جہوٹے تسلیون کی توقع گذر گئی
جلد آترے مریض کا منکا بھی ڈہل گیا

افسوس کر رہا ہی وہ پہچانتا نہین
اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا

توبہ تو ہی بلا سی جو ویسا نہین ہے ہل
زاہد بشکل شیشۂ مے کیون ابل گیا

افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے
لو وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا

دیکھا جو اسکو آنکھ جہکی کچھ نکہہ سکا
واعظ کا بھی قدم نتھما لو پھسل گیا

۹۸

ساماں سفر کی ساتھ ہین ہر وقت اے نسیم
کیا خاک اس جہان مین مراجی بہل گیا

۱۲

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا
تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا

تکلیف ہو نہ بازو قاتل کو اسلیے
اک ایک استخوان مری تن سی گل گیا

کیا تنگ گورکن دل بیتاب سی رہے
تڑپا مین جب مزار کہن سی نکل گیا

کیا کیا نہ دود آہ نے کین ہیں بلندیان
ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

اللہ رے سوز ہاتہ ابہی تک نہی تہی نہ
شعلہ بہڑک کے تارِ رسن سی نکل گیا

بخشی درازدستیِ وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جای حسن سبزۂ نوخیز سے ہے نمود
آبِ حیات چاہ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جا کے ہمکنار
دولہا کا اشتیاق دولہن سی نکل گیا

مضمونِ آبدار نے جنبش لبونکو دی
گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا

تن کاہشِ فراق سے مثلِ خیال تہا
گذرا لحد سی صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدر میری بہی قد کے روبرو
بل راستی کا سرو چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہت گیسوی یار نے
سودا دماغ مشکِ ختن سی نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شب زلف سیاہ سی
مدت کی بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین
مین منہ چہپا کے اپنی وطن سی نکل گیا

۹۹	مانع ہوئی نہ کچہ سپر آسمان نسیم ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا	۱۳

جب اختیار قید سخن سی نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب مین وطن سی نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین
ہر اشکِ شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چہپے کہ جہان دو گواہ ہون
روکا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہے صراحیِ غنچہ نہ جام گل
سامانِ انبساط چمن سے نکل گیا

دنیا کے رابطے سے مرادِ دلی ملے
مردونکا کام صحبت زن سی نکل گیا

زلفین ہٹا کے بوسہ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سی نکل گیا

ایدل ہزار حیف جو مقتل سے پا ہٹے
وہ سور ہیر نہین ہی جو رن سے نکل گیا

دامن تک اشک آ کی نجا ئینگے آنکہ مین
پہرتا نہین گہر جو عدن سے نکل گیا

رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نے
گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا

رہوار عمر کی نظر آئی نہ گرد تک
توسن کمال تیز تہا سن سے نکل گیا

افسون و فریب سے ہم آشنا نہ تھی
آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

۱۰۰

کس دھوم کی پڑہی ہی غزل آپنے نسیم
تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا

۱۱

دل لگے آتے ہی یہ نقشا ہوگیا
کیا بتاؤن دوستو کیا ہوگیا

تمنے فرصت پائی گہر بیٹھے طبیب
مرگیا بیمار اچھا ہو گیا

کرچکا تھا کام افسونِ رقیب
آج ہمسے اونسے پرچا ہوگیا

اونپہ دل آیا بڑی مشکل پڑی
مدعی پہلو مین پیدا ہوگیا

ہای بیتابی نے میرے کیا کیا
حال سب اونپر ہویدا ہو گیا

ایک ظالم پر طبیعت آگئے
پہر وہی اب حال میرا ہو گیا

شکر ہی پیدا کیا خالق نے جسم
روح کا کچہ دنکو پردا ہوگیا

کہل گئے زخمو نکے مُنہ اچہا ہوا
درد کے بڑہنے کو رستا ہوگیا

تو ہی چل ای روح جوشِ شوق ہی
خط کے آنے مین تو عرصا ہو گیا

وقتِ بد کچہ پوچہ کر آتا نہین
ہنستے ہنستے اونسے جھگڑا ہوگیا

۱۰۱

حال کیون ابتر ہی اسدرجہ نسیم
سچ کہو دل کسپہ شیدا ہوگیا

۱۰

مجکو سمجہاتا تھا یا تو آپ شیدا ہوگیا
مین تو دیوانہ تھا ای ناصح تجہی کیا ہوگیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے
میری لاشی پر جو وہ آئی تماشا ہوگیا

مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچہا نہین
صدقے جاؤن حال میرا سا تمہارا ہوگیا

ابتو افسانی کی میری ہر طرف اک دہوم ہی
مرگیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہی دنیا سے اوٹھا آج شیدا آپکا … جان دینا اس مرض والی کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھسے میرے از دیادِ شوق نی … اضطراب ایسا بڑہا آخر کو پردا ہو گیا
سو گئی اونکی فریبِ وعدہ سی شب کٹ گئی … ہای اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی نا واقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تہا … کیون جی تم بہی مجھکو کہتی ہو کہ سودا ہو گیا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتی رہی … مجھکو حیرت ہی خدا جانی مجھے کیا ہو گیا

۱۰۲ — پھر وہی دہو مین پڑین حشت کے میری ای نسیم
پھر وہی جوش گذشتہ دلمین پیدا ہو گیا — ۱۲

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا … تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا
شام مرقد چاندنی تہی تیری رخ کی دہیان سے … جو اندہیرا سامنے آیا اوجالا ہو گیا
دہ سخی تہا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان … گوشت باقی تہا سو مرقد کا نوالا ہو گیا
حلقۂ رخ زلف تہی تہا نور رخ کا گرد زلف … ہالہ مہ شب ہوئی مہ شب کا ہالا ہو گیا
اوس گل کو زندگی تہی زہر ہو دی کو ہوئے … سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ مین چہالا ہو گیا
ساغر امید بن جاتی ہی انسان کی دعا … ہاتہ جب سوی فلک اوٹہا پیالا ہو گیا
دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سی ہی شگاف … تیرے مژگان کا تصور ہمکو بہالا ہو گیا
ابر نیسان کی پڑین بوندین تو جوہری کی لف پر … موتیونکا گردن افعی مین مالا ہو گیا
مر گئے تیغ نگاہ یار سے جہگڑا مٹا … چین برسون کا ہوا دم بہر کسالا ہو گیا
انتظار سنگدل مین سنگ بہی آنکہ سے … تا بدامن اشک آتی آتی ژالا ہو گیا
پہر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجہے … زخم خنجر کی پر نہ آیا تہا کہ آلا ہو گیا

۱۰۳ — ناسخ مغفور تہا اوستاد کیتا ای نسیم
لکہنئو والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا — ۱۱

جان بلب ہون جیسی وہ بیرحم بدظن ہو گیا … حال میرا اب مبارک بادِ دشمن ہو گیا

کچھ عجب تاثیر تھی اوس بت کی زنّار مین بھی / ہو مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہوگیا
...قی مین کتنا تراتیر نظر بیتاب تھا / چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہوگیا
سبکے ہوا اوڑتا ہون جب بیتا بیان کرتا ہے دل / کاہشِ الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا
مین بہی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ / اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہوگیا
ہای کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا / اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا
وہ توقع تجھسے بر آئی جو مجکو اوس سے تھی / او عدو کے دوست تو بہی بود شمن ہوگیا
حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا / پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا
بڑھ کے ٹھیرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتی ہین وہ / بار ہا میرا تصور محب کو رہزن ہوگیا
سوزِ پنہان کی یہ کثرت تھی کہ ہر ہر استخوان / رات کو مثلِ جبین صبح روشن ہوگیا

۱۰۷	سلوٹھائی کی تھان طاقت پس مردن نسیم آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا	۹

لو فراغت ہو گئی کیسا سبک جان ہوگیا / چاک دامن ہو گیا ٹکڑے گریبان ہوگیا
عشق مین زلف و رخ دلدار کی تمثال کی / کوئی ہندو ہوگیا کوئی مسلمان ہوگیا
گھٹتے گھٹتے ناتوانی سے وہ ہون کاہیدہ تن / ذرّۂ افتادۂ ریگ بیابان ہوگیا
آنکھین دکھلاتی ہین مثلِ پاسبان منکر نکیر / کنجِ مدفن بہی مجھی قسمت سے زندان ہوگیا
کی گھر ریزی ہماری آبلون نی ٹوٹ کر / تھا متاع عمر جو وقف بیابان ہوگیا
حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل / داغ میری داغ سے مہر درخشان ہوگیا
آتشِ جانسوزِ نالہ شعلہ ہای آہ دل / ایک مشت استخوان پر سبکا احسان ہوگیا
ناتوانی نے یہانتک آج کل تاثیر کی / نالۂ زنجیر کا بھی شورِ پنہان ہوگیا

۱۰۵	کچھ نہین لطف چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم شکل گل ہر زخم دل سینے مین خندان ہوگیا	۹

التماس شکر ہین دل رہ گیا
سر پہ کچھ احسان قاتل رہ گیا

رحم آیا ناتوانی پر مرے
ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا

تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
بات میری رہ گئی دل رہ گیا

صلح کی امید پھر کل پر گئے
سہل ہو کر کار مشکل رہ گیا

تیری جلدی سے نہ برآئی مراد
اے اجل دیدار قاتل رہ گیا

کاوش صیاد نے فرصت نہ دی
دلمین ارمان عنادل رہ گیا

جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
آئنہ ہو کر مقابل رہ گیا

غیر ممکن ہے کہ آسان ہو سکے
رہ گیا جو امر مشکل رہ گیا

۱۰۶	پھر طبیعت اپنی گھبرائی نسیم امتحان فکر کامل رہ گیا	۱۰

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہ گیا
گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا

صید لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے
ذبح کے لائق نہین مرنیکی قابل رہگیا

ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہے افسوس ہے
آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا

وای قسمت نخل قاتل سے نہ برآئی مراد
تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا

جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کر سکے
آئنہ میری طرح اونکی مقابل رہگیا

سخت جانی نے مری کیا کیا دکھائی تیغ ذبح
گر گیا خنجر کبھی بازوی قاتل رہگیا

زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے
آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا

سایہ افگن کاکل پیچان ہی روئے صاف پر
ابر مین پوشیدہ ہو کر ماہ کامل رہگیا

دی نہ فرصت ہمری کی اضطراب روح نے
دلمین پروانے کی سوز شمع محفل رہگیا

۱۰۷	سر جدا تن سے کیا آنکھوں پہ پٹی باندھ کر ای نسیم افسوس ہی دیدار قاتل رہگیا	۱۴

دونوجانب شرم مطلب شوق پنہان رہگیا
کچہ مجہی حسرت بڑہی کچہ اونکو ارمان رہگیا

ناتوانی سنے جو دہر کے ناامیدی کی دبی
سوی دامن دیکہکر چاک گریبان رہگیا

موت سی مہلت نہ پائی شوق نی رخصت نہ دی
پانو پہیلا کر تری کوچی مین مہمان رہگیا

جو غضب آیا زمین پر عالم افلاک سی
میرے سر پر صورت احسان جانان رہگیا

خاک ہوکر خاک مین عشاق کی لاشیں ملے
ہای خالی پہلوی گور غریبان رہگیا

کیون خفا ہی باغبان مین گلشن ایجاد مین
چند لحظہ صورت صبح گلستان رہگیا

لاکہ چاہا پر نہ نکلا صورت ارمان کبہی
آرزو بنکر مری سینی مین پیکان رہگیا

اسکو بہی معشوق ہونی کی ہمائی آرزو
منہ چہپاکر میری دلمین داغ پنہان رہگیا

آئنے نے کردیا آئینہ میرے یار کو
دیکہکر وہ جلوہ اپنا آپ حیران رہگیا

فکر کامل کو پریشانی نے جب برہم کیا
کہلتے کہلتے عقدۂ زلف پریشان رہگیا

شعلۂ داغ تن عاشق نہ تجہ سی بجہ سکا
اے صبا اپنا چراغ زیر دامان رہگیا

زیست بہر آیا نہ راز عشق ہرگز تا زبان
ہای بی تعبیر یہ خواب پریشان رہگیا

ہمکو محرومی رہی تا عمر وصل یار سے
یہ مرض وہ تہا کہ جو محتاج درمان رہگیا

۱۰۹ بعد مردن جسم سی الفت نہین ہوتی نسیم
روح چہوٹی قید سی بیکار زندان رہگیا ۱۵

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا
دیکہتی ہی دیکہتی خواب پریشان ہوگیا

تہا ستم پر چاہنے والونکو ارمان ہوگیا
ظلم جانان کیطرح آخر مین احسان ہوگیا

نازسے فرصت نہین دیتی کسی دم سب کسی
مین تو اپنی جیتی جی گور غریبان ہوگیا

طعنۂ کم ہمتی اوٹہے نہ میری اشک سے
گو کہ قطرہ تہا مگر شرما کی طوفان ہوگیا

تہا مین طفلی سے بغل پروردۂ بی رونقی
صبح مایوسی کبہی شام غریبان ہوگیا

رحم نے جلاد کے چہوڑا جو مجکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا

طول عمر درد فرقت کا نہ پوچھو مجھسی حال
اسقدر دلمین رہا میری کہ ارمان ہوگیا

جو یہان تشریف لائی پھر نہ پائی مخلصی
دل مرا ہر آرزو کی حق مین زندان ہوگیا

عشق مین رنگ دو رنگی عمر بھر دیکھا کیے
ہای ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کردیا تاثیر وحشت نے مرے
قصد ہی دو چار دن پہلی بیابان ہوگیا

زیر دستونکو زبردستونسی کچہ چارا نہین
درد فرقت جبر سی سینے مین مہمان ہوگیا

ایک سی دو داغ دو سی چار پھر تو سیکڑون
کہلتے کہلتے پہول سینے پر گلستان ہوگیا

اشک خونین مثل گل رہتی ہین اسمین بھری
اب تو دامن بہی مرا جیب گلستان ہوگیا

ساغری بنتی ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدونکی توبہ مین رندونکا ایمان ہوگیا

۱۹۰	خونکی دہبونسی کیا کیفیتین ہین ای نسیم گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا	۱۹

پابند زیست تہا نہ اسیر مزار تہا
تہا جوش اشتیاق قدمبوس یار تہا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہو نمین
دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تہا

کیون جانتا تہا حسن پریشانیان مری
ای روزگار مین بہی مگر زلف یار تہا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجہی نہ لحاظ مزار تہا

وہ بہی مٹا خیال سیاہی زلف سی
کچہ دم کو عکس مہ جو ردای مزار تہا

اس جسم پر ذلیل کیا تونی ای ہوس
دو استخوان کیواسطے شوق مزار تہا

ہیبت سی بخیہ گر کے مری جان نکل گئی
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تہا

کرتے تہے مرگ بازو قاتل پر آفرین
جو زخم تہا بشکل شگاف مزار تہا

پاتے تہی اہل درد خبر سرگذشت کی
مین بعد مرگ خط جبین مزار تہا

ای جوش شوق تونی کیا پھر امیدوار
ورنہ مجہے تہیۂ خواب مزار تہا

کہٹکا کیا ہون خاک کو بہی خاک کی آہ
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تہا

برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر — میرا افسانہ بھی ستم روزگار تھا
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سُنی — مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
سینے دہان آبلہ مین اوسکو لے لیا — میدان مین زبان نکالی جو خار تھا
ای روزگار مجسی دورنگی تھی کیا مرو — مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہین گردشین مجھے — آیا اوسیکے دلمین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجسے یار نے کچہ میری گذشت — مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سی یہ ہمین — تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

۱۱۰

آئے لحد مین بالش و مسند سی ای نسیم
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

۱۵

نہین شکوہ جدا ہی گو کہ ہر بار مری دل کا — کیا اصلاح نی دو [illegible] سی لفظ قاتل کا
بلا کر لطف سی گردن تہ شمشیر رکھتا ہی — فریب آمیز دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا
اجازت دی اگر شوق شہادت نے کہ مُنہ کھولو — کہا ہمت نے ہم احسان نہ لینگے دست قاتل کا
زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی — کہا دل نی یہ کیا کرتی ہو مُنہ دیکھا ہی قاتل کا
نہ ٹھہرا یا نون گھر مین وہ اجل کی بیقراری تھی — بشکل جذب الفت کھینچ لایا قہر قاتل کا
یہ کسکے قتل سی بالیدگی ایسی ہوئی حاصل — کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا
ہجوم شوق کی بیتابیون مین اسقدر رچوسا — کہ دم رک رک گیا زخمونکی منہ مین تیغ قاتل کا
وہ لذت تھی ہان زخم مین سیری کہ خون جگر — ٹپکتا ہی لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا
اوٹھاتی ہین مگر کہتی نہین جو کچہ گذرتی ہی — دہان زخم مین بھی ضبط ہی شمشیر قاتل کا
وہ اشک گرم تھی ٹپکی جو وقت ذبح آنکھون سے — نہین جاتا ہی چھالا آج تک شمشیر قاتل کا
عجب اسکا نہین گر چشم جوہر کور ہو جائے — ٹپک کر اشک ہوگا آبلہ شمشیر قاتل کا
مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دو نو مشکل ہی — ندامت سی حاصل لحاظ آتا ہی قاتل کا

اوٹھانی اسقدر رگڑی زمان نے بیچ گردن کے
کہ چھالا اچھل گیا سینے مین آخر تیغ قاتل کا

خوشی کرتا ہی کیسی لیکے خنجر دست نازک مین
الٰہی تو نگہبان ہو جیو بازو ہی قاتل کا

۱۱۱	بدل کر قافیہ لکھو غزل ایکی نسیم ایسی کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا	۱۹

عجب عالم ہی اوس گل پیرہن کی یاد مین دل کا
کہ نالہ مُنہ سی نکلا زمزمہ بنکر عنادل کا

بنایا جوش ہمت نی ارادہ دست باذل کا
وہ دولت ہون کہ مُنہ تکتا ہو مین وابا سائل کا

نہین دیتا ہون فرصت ایکساعت بیقراری سے
بدلتا ہون مین کروٹ درد ہون پہلوی بسمل کا

تمنائین بہت کچھ ہین مگر جا پا نہین سکتی
از بس نیند کو حاصل ہی شکوہ چشم بسمل کا

تردد ہی مری آنسو کو دامن تک پہونچنی مین
مسافر کو لگا رہتا ہی کھٹکا بُعد منزل کا

فراق جسم سی ہی روح تکلیفین گذرتی ہین
بہت یاد آئیگا لیتی تجھی آرام محمل کا

مناسب ہے بشر کو فکر آخر روز اوّل سی
پھر آسانی کہان ممکن جب آیا وقت مشکل کا

شادی آپکو بنا اگر منظور خاطر ہے
ہوئی مشکل وہی بی سر ہو اجب لفظ مشکل کا

وہ رہجاتا ہی اونکی یاس ہر دم بیٹہتا ہی
زیادہ شوق سی ہی اب تو گھبرانا مری دل کا

ہجوم شوق مجنون اسقدر تہا ساتھ لیلی کی
کہ ناقہ سی نہ اوٹھا اک قدم بہی بوجہ محمل کا

دم تکلیف ہرگز پاس الفت ہو نہین سکتا
نہین منظور قالب کو ٹہہرنا روح بسمل کا

بڑہا دی بیکسی ایسی کمال ناتوانی نے
کہ نالہ بہی نہین منہ چومتی آ آ عنادل کا

تمنا ہی عدو آخر وبال زیست ہوتی ہی
پس مردن امید آشنا ہی تیغ قاتل کا

بشکل جام خالی ہر نفس دوری ہی مقصد سے
مجھے معمور مقدر نے بنایا ہاتہ سائل کا

ہوس کو آدمی کی آدمی پر پیش دستی ہی
کہ بڑہتا ہی زیادہ تر قدم سی ہاتہ سائل کا

بشر ہو صاحب ہمت تو ہر تکلیف آسان ہے
کہ گھٹتا ہی آخر چلتے چلتے طول منزل کا

رہا یہ پاس یکتائی کہ توڑا اوسنی آئینہ
نہ دیکھا منہ کہ تا دیکھی نہ منہ عکس مقابل کا

جگر مین ڈوب کر دل سی گذر کر تم تک آیا ہی	مزا تیر نظر سی پوچھو تو تکلیف بسمل کا

۱۱۲	عنان توسن خاطر نسیم اب جانب ہو کہ دلمین حوصلہ ہی بندش مضمون مشکل کا	۱۰

مژدہ صحت سنا دل دکھ گیا آزار کا	آگیا گھٹنے پر اب ٹرپنا شب بیمار کا
ایدل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی	لیگیا ساغر مزا منہ چوم کر دلدار کا
جہانکتے ہین آرزوئین میری تجکو بار بار	کیا شگاف سینہ روزن ہی ترے دیوار کا
دن مین سو سو بار گھبراتی ہین جذب شوق سے	ابتو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا
بارش گریہ سے میری ابتو یہ نوبت ہوی	تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا
تجکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور	مین نہین رکھتا ہون سودا جبہ و دستار کا
اشک میری آنکھ سی ٹپکا جو اسکی زلف پر	بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا
ابتو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے	بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
پارہای قلب سوزان آکی کہائی تو سہی	دیکھ لینگے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا
ایک عالم ہی دل دیوانہ کا ابتک نسیم	کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

۱۱۳	ردیف بای موحدہ	۱۲

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب	ہمسے ہی کس لیی تجہی ای گلبدن حجاب
افسون شرم باعث تسخیر ہوچکا	کبتک رہی گا اوبت پیمان شکن حجاب
حسن برہنگی تے اوٹھاتی بڑی مزے	ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
ہر بزم مین نثار ہے پروانہ شمع پر	عاشق کیواسطے نہین کچھ انجمن حجاب
لجباز یونکے لطف جوانی مین خوب ہین	پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول	اس شرم سی ہی لاش بشر پر کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی اوپری ۔ رکھتا ہی تیری زلف سی مشک ختن حجاب

بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو ۔ ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب

برسون ہوئے کہ عاشق خدمت گزار ہون ۔ مجسے نجاہیے تجہے ای سیم تن حجاب

دیکھ آنکہ اوٹہا کے یار کہ عالم شکار ہو ۔ کسکا تجہے ہی ظالم ناوک فگن حجاب

آخر کدورت آہی گئے اتحاد مین ۔ کرنے لگے خزانسے بہار چمن حجاب

۱۱۴ ۔ اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم ۔ رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب ۔ ۱۱

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پی کر شراب ۔ جلد لا ساقی برنگِ لالۂ احمر شراب

دور رکہ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو ۔ فرقت دلدار ہی ساقی ہیین کیونکر شراب

ابر ہی امنڈا ہوا گل دیتی ہی ہین نکہتین ۔ آج کی شب ہو جدا منہ ہی نہ اتی لبِ شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی ۔ یہ تمنا ہی ہیین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے سنر ورہو کر اپنی گہر ۔ پی چکے محفل مین تیری اوپری پیکر شراب

بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا ۔ غیر ممکن ہی رہی بے شیشہ و ساغر شراب

پہر سنا ہی مژدۂ آمد کسی مینوش کا ۔ ڈہونڈہتا ہی آج پہر اِدل مضطر شراب

وعدۂ دیروز کا کچہ پاس کرنا چاہیی ۔ آج دی ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب

اسطرف بہی آج بذل مہربانی چاہیی ۔ ساتہ غیرونکی تو ایجان پی چکی اکثر شراب

بہن گیا ہر لخت دل ٹکڑی جگر کی ہین کباب ۔ گریہ مینان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب

۱۱۵ ۔ ہم بہی بیشک ہین غلامان علیہی نسیم ۔ ساقی کوثر سے لینگے ہی چلکے اک ساغر شراب ۔ ۸

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب ۔ بڑہ کر ہی اس سی عاشق بیدل کا اضطراب

امیدوار مرگ سی کیون منہ چھپا لیا ۔ اب کون لی گیا مرے قاتل کا اضطراب

تھی کس کے آرزو کہ ہر شب سی تا سحر
دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب

مدت سی آرزو ہی کوی لحظہ بیٹھ کر
تم بھی تو دیکھ جاؤ مری دل کا اضطراب

ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اوسکو قرار ہی اسے پرواز دمبدم
سیماب سی فزون ہی مری دل کا اضطراب

قاتل کوی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر
لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب

۱۱۶	تدبیر کچھ ضرور ہی بیٹھے ہو کیا نسیم جاتا نہین ہی آج مری دل کا اضطراب	۸

گر ابرو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
مژگان تیز مین ہی ترے تیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب

اچھا ہوا کہ آینی کا منہ ہوا سیاہ
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب

آمادہ ہی مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب

ای انتظار یار یونہین آنکھ وا رہے
دینا ہی مجکو دیدۂ زنجیر کا جواب

کیا دخل میش و کم کو ہمارے خیال مین
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب

لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

۱۱۷	اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر کچھ نسیم لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب	۲۰

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب
ذکر کا ہی کو ہین افسانۂ فریاد ہین سب

شکر للہ کہ مین رنج فراموش نہین
جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھی یاد ہین سب

جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتی ہین اسیر
کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب

خواستگاران قضا ہین تنجر بیتاب
شائق حسن اجازت تری جلاد ہین سب

انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم
نالہ و آہ و فغان تیری ستم زاد ہین سب

پہوٹ جائے جو پہپہولا تو روان ہون اشک / ایجان جہان آبلہ بنیاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین تری دیوانے / روز و شب منتظر خدمت جلّاد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت / حسن جتنی ہین زمانی مین خدا داد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک / ایکدن اس قفس جسم سی آزاد ہین سب
اب یہ حالت ہی کہ دشمن بہی عیادت کو ہین / دوست برداشتہ میری لیی جلاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے / ضعف سی موی بدن خنجر فولاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دی قاتل / کسقدر گہر مین تری خنجر فولاد ہین سب
مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا / دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب
عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہلکے / جسطرح چاہی بلا تیری ہی ارشاد ہین سب
آمد آمد ہی مگر میری سہی قامت کی / باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب
ایک سی ایک نرالا ہی زمانی مین حسین / جلوۂ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب
تیری آنکہونکی جو مضمون لکہی ہین مینی / حرف جتنی نظر آتی ہین مجہی صاد ہین سب
دور تک تیری گذرگاہ جفا ہی اوترک / ہفت افلاک مری مسکن فریاد ہین سب
اپنے اشعار کا آتش نی دیا آپ جواب / معترض ہو بہی تو قابل ایراد ہین سب

۱۱۸ راست کہتا ہون یہ مین ناسخ و سودا و نسیم / اپنی انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب ۹

طرۂ مشکبار ہی جلوۂ آبدار شب / نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب
مشفق من خطا معاف جہوٹ ہی آپکا گذاف / چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب
آنکہین جلد بلی وفا دل نہین مانتا مرا / چہرۂ روز پر جہکا گیسوی تابدار شب
حال نپوچہ ہمنشین ہی غم دلبر حسین / شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب
وعدہ ہی وصل یار کا واہ ری بخت نارسا / اول شام سی ہوا پہلی ہی اختصار شب

ہی کوی آسمان جناب حسنی کیا یہ انتخاب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب

نالہ آتشین سی ڈر آب کہین نہ ہو جگر
ہوتی ہی شام صبر کر ایدل خواستگار شب

سہتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم
صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب

119

دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

15

پوچھی ہین تجھسا ہی جل دوستان قریب
آئی ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا
ہمدرد پاس ہی نہ کوی مہربان قریب

لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر
پونہچا ہی لخت دل کا مری کاروان قریب

ہر روز بعد چرخ مین تہکتی ہین بال و پر
اے مرغ روح ڈہونڈ کوئی آشیان قریب

اے عندلیب جان قفس جسم سے نکل
جلدی پونہچ بہشت کا ہی بوستان قریب

فریاد جا نگزا سے زمانہ تنگ ہی
بدلینگے کوی اور لباس فغان قریب

ای آہ ہی محل ادب بس ٹھہر یہین
اب آچکا ہی مسکن کر و بیان قریب

ایمرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے
آیا ہی وقت وصل بت دلستان قریب

کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے
رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب

شاید یہان سے کوچۂ جانان ہی متصل
آتا چلا ہی دغدغۂ پاسبان قریب

اے دل بتا بتا کہ سکونت وہین کرین
ہو چپ پریوش کی جس جا دکان قریب

اسے عندلیب رنگ چمن بی ثبات ہی
آخر ہوی بہار اب آئی خزان قریب

جیتا ہجوم آہ شرر بار سے محال
تن پہونکدینگی شعلۂ سوز نہان قریب

ایدل سنبھل کہ دام مصیبت ہی سامنے
دیکھ آچکا ہی کوچۂ زلف بتان قریب

کسطرح دود آہ سی جیتا ہی تو نسیم
رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہو دہوان قریب

۱۲۰	ردیف بای ہندی	۱۹

تیوری چڑھی ہوئی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچھ اور حوصلہ ہی جو آئے ادھر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیری ہی کس لیے
سوز نفس سی خاک مری بال و پر ہین آپ

ناحق اوٹھائین منت فصاد ہم نفس
ہو جسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ

ہی آمد آمد نفس واپسین حضور
پوچھا یہان یہ حال مگر بیخبر ہین آپ

آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہی جمال مین
خورشید مین کبھی کبھی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یہان اپنی نالہ ہای سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بھی کم ہو جوش
اتنا رہی خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیای حسن نے بخشے ہی روشنی
کہلتا یہی ہی نور کے شاید بشر ہین آپ

ہی انتہای شوق ہی پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنی حال کے خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین اشک مخمصۂ آہ کیا سنون
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

آنکھون مین ہی لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

جلاد روزگار ملا ہے کسے خطاب
اب شکر کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ

قربان جان و دل سے نئی کسطرح مین ہون
رونق فزای شعلۂ داغ جگر ہین آپ

باتون مین ہی فریب تو افسون نگاہ مین
ہر ہر طرح سے ہوش ربای بشر ہین آپ

پروانی سے حجاب نہین کچھ بھی شمع کو
عاشق سے کیون گریز ہی مشفق گر ہین آپ

وا کیجیے نہ عقدۂ زلف دراز کو
اتنا رہی خیال کہ نازک کمر ہین آپ

۱۲۱

پایا غزل نے طول نہین کم ابھی امنگ
کچھ خبر ہی نسیم کہان ہین کدھر ہین آپ

۷

پھر خفا رہنے لگے عاشقِ ناچار سی آپ	پھر چھپانے لگے منہ طالبِ دیدار سی آپ
کیا گرفتارِ محبت کی بھی ہے تعذیر	بات بھی کرتے نہین اپنی گنہگار سی آپ
اب تو وہ بھی نہین مدت سے میسر ہمکو	جھانکتے تھی جو کبھی روزنِ دیوار سی آپ
وہ بھی کیا دن تھے جو گاتی تھی غزل کو پہرون	لطف اوٹھاتی تھی ہی بندشِ اشعار سی آپ
نزع کے وقت بھی آتی نہین دم بھر کے لیے	ایسے آزردہ ہوے اپنے دلِ افگار سی آپ
گو غرض کوی نہین ہی مگر ایجانِ جہان	متّہم ہو چکے ہم صحبتِ اغیار سی آپ

۱۲۲	پھر پھنسے دامِ محبت مین مبارک ہو نسیم آشنا پھر ہوی اک کافرِ عیار سی آپ	۱۱

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ	عمر بھر اسے جان ترسائینگے آپ
کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ	مہربانی آج فرمائینگے آپ
کوئی دم تسکینِ دل ہو جاے گی	میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین	کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ
یہ نصیحت حضرت ناصح معاف +	رند ہون کیا مجکو سمجھائینگے آپ
دیکھیے مین بھی کہونگا کچہ ضرور	پھر بشکلِ زلف بل کھائینگے آپ
کیا ارادہ ہی ذرا ہم بھی سنین	بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ
بے سبب آرائشِ گیسو نہین +	سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ
آئیے اب جلد مین مہمان ہون	پھر بھلا مجکو کہان پائینگے آپ
کل کے سب اقرار پورے ہوگئے	آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ

۱۲۳	خیر ہی بستر اوٹھایا کیون نسیم اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ	۲۰

بیٹھہ رہتے نہ ملی ایسی کوی جا دلچسپ	نہ لگا جی کہ نہ تہا سبزۂ صحرا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر بدہم سے ہم
ساقیا دے کوئی پیمانہ صہبا دلچسپ

بڑہ گئی آہ وفغان اور وہانسے آگے
نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ

جاے آرام زمین کو تو نپایا افسوس
ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ

کچہ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
ڈہونڈہتے ہیں اور ہی مسکن کوئی ایجاد دلچسپ

ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون
آنکہ رکہتی نہین کچہ نرگس شہلا دلچسپ

دام گیسو سے تمنای رہائی ہے خطا
ہی دل اوسکو بلادہ مجہے سودا دلچسپ

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور
کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ

جا بجا مسکن یاران فنا دست بلا
نظر آتا ہی عدم کا مجہے رستا دلچسپ

کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
ساقیا اوٹہ کہ ہی دور مے و مینا دلچسپ

لطف بوندون مین پسینی کی جو ہی عارض پر
اسطرح سی ہی کہان عقد ثریا دلچسپ

اوس جفا کی بہی تصدق کہ تسلی بخشے
ظلم بہی ہو تو کوئی اے ستم آرا دلچسپ

کم پریشانی خاطر نہ ہوئی صد افسوس
نہ اوٹہا داغ درون سے کوئی شعلا دلچسپ

ہوس سیر چمن کا ہی یہان کسکو دماغ
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ

جان ہی جاتی ہی ہر عاشق شیدائی کی
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ

جا ہی دل سینی مین آئینی نے رکہا اوسکو
بسکہ تہا یار کا عکس رخ زیبا دلچسپ

جا بجا ہین مے گلرنگ کے چہٹین زاہد
خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ

نقش دل مانی و بہزاد نے اوسکو سمجہا
کسقدر تہا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

جز تری نقشۂ تصویر ہزارون دیکہے
ڈالتی آنکہ نپایا کوئے اتنا دلچسپ

۱۲۴	سرگذشت اپنی سنا روز اسی طرح نسیم کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ	۱۹

لہرا رہی ہین طرۂ زلف دوتا کی سانپ
بل کہا رہی ہین پیش نظر گیسو بلا کے سانپ

اوٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دھوین
لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین
اچھا نہین ہی طول بلا او ستم شعار
دہوکا ہی حسن گیسوی پیچان یار مین
دشوار کیون نہو تری الفت سی جان بر
کافر کہیلے گا حال جب اسلام و کفر کا
تریاق کیا کرے کہ یہان ہر چڑھ چکا
زلفونکو کہول بیخبر آگاہ ہو رہین +
جنبش ہی بات بات مین افعی زلف کو
دلسے خیال زلف کسی وقت کم نہین
آنیکی میری سُنکے خبر اوڑ گیا رقیب
شانی کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
کیا کیا نہو نگی منکر عقبے کو حسرتین
خوگر ہوے جو الفت زلف سیاہ کے
دیوانہ تیرے طرۂ گیسو نے کر دیا
بیوجہ کب ہین رخ پہ تری حلقہ ہای زلف
زلفین چہوی گا یار کی یہ منہ تو دیکھیے
انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھیے

اوڑ سے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اوترے ہین آسمان سے زمین پر ہوا کے سانپ
پاؤن تک آچکی تری زلف دوتا کی سانپ
ابدل بنی ہوئی ہین فریب و دغا کی سانپ
زور و نپہ چڑھ گئی ہین یہ قہر خدا کی سانپ
ہنگام مرگ آ لگی ڈسنین گی قضا کی سانپ
کام اپنا کر چکے تری زلف دوتا کی سانپ
سوتے ہو ون کو یار دکہا دی جگا کی سانپ
لائی کہان سے آپ یہ منتر پڑھا کی سانپ
نکلے نہین ابہی مری ماتم سرا کی سانپ
بہاگا کمال خوف سی لیا دم دبا کی سانپ
پالی ہین ہمنی ہاتہ پر اپنے کہلا کی سانپ
دکہلای جائینگے جو عذاب خدا کی سانپ
کیا کیا بلائین ہمنی اوٹھائین بلا کی سانپ
کیسا الگ ہوا ہی مجھے رستا بتا کی سانپ
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کی سانپ
سر پہ عدو کی کہیل رہی ہین قضا کی سانپ
پیدا کیے نسیم نی ڈس ڈس بلا کی سانپ

۱۲۵	ردیف تای فوقانی	۷

چشم فلک سے ہی نہان ہین تو ہمارات
گویا مرنی عریان بدنی کی تہی قبارات
رہ دیکھو یہان مدفن اعدا یہ جو تہارات
زندونکی مدارات ہو مردونکی زیارات

خنجر کی زبان زخم کے لب آبلو نکے مُنہہ ـ کس کس مین مری بی سخنی کے ہین اشارات
گردش نے تھکایا ہی تو اب ہل نہین سکتے ـ شاید کہ مری طرح ہوئی آبلہ پا رات
اے ہجر بلا لے شب گیسوئی سیاہی ـ ہوجای دو تانا صفت زلف دوتا رات
کانونمین چلی آتی ہین فرقت کی صدائین ـ جہنکار سے نالونکی ہوئی زنگلہ پا رات
زنجیر سے جکڑا او سے ہاتھونکی خطون نے ـ باندہا گیا ای جان ترا دزد حنا رات

۱۲۶	ولہ	۷

افزائش ونیہ تہا قلق دل تمام رات ـ کاٹی ہے ہمنے یار بمشکل تمام رات
ہر لحظہ دلمین شوق شہادت کی جوش تہے ـ ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تہا وہ دیکہ کے اپنا فروغ حسن ـ آئینہ ماہ کا تہا مقابل تمام رات
فرصت نپائی ریزش گریہ سے ایکدم ـ جاری رہا ہی قافلۂ دل تمام رات
کیا پوچھتی ہو عاشق مضطر کی سرگذشت ـ بیتابیان تہین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانانسے ایکدم ـ رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات

۱۲۷	دامن ہین آ کی اشک ٹپکتی ہین ای نسیم لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات	۱۷

تہا وصلت جنونکا جو سامان تمام رات ـ لپٹے رہی ہین دست و گریبان تمام رات
بہائی جو داغہای فروزانسے مٹ گئے ـ شعلے تہی جلوہ گرتہ دامان تمام رات
گہیرے رہی ہین دلکو خیالات حسن یار ـ پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات
جہپکی نہین ہی آنکہ اسیران عشق کی ـ شاہد رہی ہین روزن زندان تمام رات
پیش نظر تہے عارض گلرنگ کی بہار ـ دیکہا کیی ہین لطف گلستان تمام رات
آئینہ جمال مین وہ تہین صفائیان ـ تکتے رہی ہین دیدہ حیران تمام رات
اللہ رے شوق دید رخ یار ہم رہے ـ مصروف منت سک دربان تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا گیا
برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا مین مصحف عارض کی آیتین
پیش نظر رہا مری قرآن تمام رات

ہاتھون نے اپنے مین دل بیتاب کو لیے
پھرتا تھا گرد کوچۂ جانان تمام رات

ہٹ ہو چلی بس اب سر انصاف آئیے
انکار پھر رہیگا مری جان تمام رات

گھر مین بلا کے رنج دیے آپنے ہمین
کیا خوب کی ہی خدمت مہمان تمام رات

فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملے
زیر قدم رہا ہی بیابان تمام رات

کشتون کے زخم ہنستے تھے کنج مزار مین
روتی تھی شمع گور غریبان تمام رات

تھا قید پیرہن مین مرا جسم ناتوان
طوق گلو رہا ہی گریبان تمام رات

گھیرے رہی ہی روی زمین پشت آسمان
تاریکی سے مزار غریبان تمام رات

۱۲۸	آسان نہین ہی دشت نوردی کچھ اے نسیم دن بھر ہی دھوپ خار مغیلان تمام رات	۱۶

غنچے نی تاج گل نی کیا پیرہن درست
شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کے
مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست

رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
نکلا تمہاری منہ سی نکوئے سخن درست

گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے
کرتا باغبان نشیب و فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
کرتا ہی چرخ پیر ردائے کہن درست

دست جنون نی قید تعلق سی دی نجات
پہنچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہین جوش عشق مین حجہ جو شکایتین
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دی
سمجھا کہ ہے معاملۂ پیرزن درست

ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہے زینتین — کرتا ہی شانہ زلف بت سیم تن درست

کس شک گل کے شہرت نظارگی ہی آج — کرتے ہین غنچہ ہاے چمن پیرہن درست

زنگ دوئی سے آئنہ دل ہی پاک صاف — رہتا ہی اپنا گوشہ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی شفقتین — ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

جاتا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ — زخمون کے مدتون نہین ہوی ہین دہن درست

١٢٩	بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم ہوا ور طرح زلف عروس سخن درست	۱۴

کعبہ نہین ہے زاہد غافل نشان دوست — دل مین ڈھونڈ عاشقونکا ہی ہی مکان دوست

افسانہای دوست ہین کہتی ہین رات دن — رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک ہی ہوا تو ہوا کوی یار کے — بعد فنا ہی چہٹ انسکا آستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی — رکھتے تھے ایکدل سو ہوا میہمان دوست

نکلے نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سی نہین جز بیان دوست

بینا ہی تو تو دیدہ بینا سے دیکھ لے — پیدا ہی ہر خفی و جلی ہین نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر ادہین — رہتے ہین آہ و نالہ مری پاسبان دوست

جان لیکے بھی خوشی نہوی میری یار کی — راضی نہو سکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہی شق بے ادبی گالیونکی ساتھ — رکھتی ہے اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہی سر فروشیونہ بہاے جمال یار — ارزان ہی اجل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہی — ہان آج گل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین — ہی اور رنگ پر چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کہلے تمام — دیکہا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھے جو برگ گل تو لبونکا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

۲۱	دہوکے دیے نزاکت جانان نے اسی نسیم پایا عدم مین بہی نہ نشان میان دوست	۱۳۰

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ مجہی دیکہا کری دیکہا کرون مین سوی دوست

سیر جنت خوب جب رضوان مجہی دکہلا چکا
بے تامل منہ سی نکلا ہای لطف کوی دوست

بدر کو دیکہا تو سمجہا عارض تابان یار
جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروی دوست

آہ دل سے کہینچتا ہون دیکہکر ہر سرو کو
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوی دوست

دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
نور تن کیا یہ نگین ہی قابل بازوی دوست

ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
چاند کوئی ہو مگر مین دیکہتا ہون روے دوست

عشق وہ شی ہی کہ پتہر مین بہی کرتا ہی اثر
جای دل سینے مین ہی در نجف کے موی دوست

کچہ نہ کچہ ہر شخص کو اوس سی تعلق ہی ضرور
کوی محو روی جانان کوی محو خوی دوست

حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
تا قفس لائی صبا جس دم چمن سی بوی دوست

ہی ترا معشوق بہی عاشق کہین اے عندلیب
سونگہ لے پہر آ مین گل دیکہا ہی بوی دوست

قسمت اپنی اپنی آہمین کیا کسی کا اختیار
ہم ہین ہم پہلوی ہجران دل ہی ہم پہلوی دوست

دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سی
ہی زمین تکیہ بجای تکیۂ پہلوی دوست

ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتے ہین شکار
صید کیا صیاد فگن ہو گیئی آہوی دوست

کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
ہی بعید از شرط الفت رنجش بازوی دوست

خاکسار و نکو نشیب آرزو درکار ہی
عرش سی بہتر سمجہتا ہون زمین کوی دوست

چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تہا ہم پہلوی دوست

سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوی دوست

فتنہ ہای چشم سحر آلود کی ہین شہرتین
کسطرف اے کس جا نہین افسانۂ جادوی دوست

ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے
چلتے چلتے اک نظر پہر دیکہ لین ہم روی دوست

زینت جاوید رکھتا ہی لباس دوستی		پیرہن ہی خاکسارونکا غبار کوی دوست

١٣١	سخت جانی کا برا ہو دل ہی شرمندہ نسیم پھر گیا خنجر کا منہ شل ہو گئی بازوی دوست	٩

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہین اب سوی دوست
ہم تو بے قابو ہوی دلبر ہوا قابوی دوست

بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہی یقین
جب نظر پڑتی ہی تیری جانب گیسوی دوست

سر پہ چڑھ کر بھی نچھوڑین عاجزی کی عادتین
چومتی ہین پانون اگر بار رہا گیسوی دوست

جان نثاری کی مری عاشق سی پوچھا چاہیی
اے خوشا وہ سینہ جو آئی تہ زانوی دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بھی ہی یہی
بدلے جنت کی ملے دو گز زمین کوی دوست

آتی ہی آواز عاشق کی کنار قبر سے
آج خالی دوست کے پہلو سی ہی پہلوی دوست

مجکو سمجھاتا ہی کیا پھر تجکو سمجھانا پڑیگا
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لی گر روی دوست

دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا الجھاو
دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوی دوست

ٹکٹکی ہی دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم
دیکھتے ہین رات دن آئینۂ زانوی دوست

١٣٢	ردیف تای ہندی	٢١

مین یون ہوا عقوبت قاتل سی دل اوچاٹ
ہو جسطرح کوی کسی مشکل سی دل اوچاٹ

دی سخت جانیون نے اجازت نہ ذبح کی
قاتل ہوا تہیۂ باطل سے دل اوچاٹ

فرقت مین مجکو آتش بے دود ہی چمن
ہوتا ہی نغمہ ہای عنادل سی دل اوچاٹ

کیونکر کٹین گے بعد عدم کی مشقتین
ہونے لگا مسافت منزل سے دل اوچاٹ

جب سامنی ہوا آئنہ حسن او پری
کیونکر ہو کوی تیری مقابل سی دل اوچاٹ

باہم ہوی قصور نگاہونکی لطف مین
افسردہ ہین مزاج ہوا ہمسی دل اوچاٹ

حسرت مری گلوی بریدہ کی کم نہین
قاتل ذرا نہو ابھی بسمل سی دل اوچاٹ

تسبیح پارہ ہای جگر چاہیی نہین
عاشق نہ کیون ہو دور انامل سی دل اوچاٹ

اب ہم نہ آئینگے کبھی مثل شرار شمع
جاتے ہین ہوکے تری محفل سی دل اچاٹ

مسکن کیا نگاہ نے رخسار صاف پر
کیونکر ہو تجھسے حور شمائل سی دل اوچاٹ

کیا دانہ ہای اشک سی جز غم ہی فائدہ
ہو کیون نہ ایسے کشت کی حاصل سی دل اچاٹ

جاؤن کہان کہ ضعف سی اب تو یہ حال ہی
راہی ہو جیسے بعد منازل سی دل اچاٹ

نفرت ہی اسقدر مجھی گہر کے نشان سے
ہوتا ہی خانہ ہای سلاسل سی دل اچاٹ

کیا تیری روی صاف سے نسبت اوسے مین دون
ہی داغ سینہ مہ کامل سی دل اچاٹ

نازک دماغ ہون نہ لحد پر چڑھاؤ گل ؛
ہونے لگا ہجوم عنادل سی دل اچاٹ

ہر بات مین ہین بی ادبی کے ہزار ڈہنگ
ہو کسطرح نہ صحبت جاہل سی دل اوچاٹ

کسکو دماغ ہی جو سنے شکوہ ہاے گل
کیونکر نہو حدیث عنادل سی دل اوچاٹ

مشتاق مرگ ہون مجھی سر ہی بال دوش
پھرتا ہو نہین تغافل قاتل سی دل اوچاٹ

پروانہ وار اور کہین دل جلائین گے
او شمع رو ہوا تری محفل سی دل اوچاٹ

خدمت گذار یونہین تمھی کونسی ہوی
کسواسطی ہو عاشق بیدل سی دل اوچاٹ

ہی حسب حال مصرع اشرف نسیم کی
او شمع رو ہوا تری محفل سی دل اوچاٹ

۱۳۳ ردیف ثای مثلثہ ۱۳

گلرخو نکی ہی ہوس ای دل ناشاد عبث
ہی ہوای چمن عالم ایجاد عبث ؛

سنگ دل موم نہونگے یہ ہوس بیجا ہے
نالہ بیفائدہ ہی شورش فریاد عبث

ناتوان وہ ہون تصور سی گرانی ہی مجھے
مجھپہ ایجاد ستم اے ستم ایجاد عبث

سخت جانی نہین دینی کی کبھی فرصت مرگ
سر کو رکھتے ہین تہ خنجر بیداد عبث

زور بازوی جنون سے مر بچنا مشکل
فکر ہین طوق و سلاسل کی ہین جلاد عبث

دوستی کرتے ہین اوس سی جو محبت رکھی
اوس ستم پیشہ کی ای دل ہی تجھی یاد عبث

کیا ہوا امید وفا ایسے ستمگر سے بھلا
حال سنکر مرا کہتا ہی وہ جلاد عبث

رحم آیا نہ کبھی عاشق شیدا پہ تجھے — خدمتین کین تری ہمنے ستم ایجاد عبث
کیا غرض ہی اوسے دیوانہ سر لیسیے تیرے — دیکہ ای دل ہوس یار پری زاد عبث
توتیا چشم فلک کا نہین جو ہو نگا عزیز — ای صبا خاک مری کرتی ہی برباد عبث
قسمت بد سے میسر نہوا وصل حبیب — تہی بے کوہ کنی محنت فرہاد عبث
تا گلو تیغ نہ آئیگی کہ مر جاؤن گا — زور بازو مجہے دکہلاتا ہی جلاد عبث

۱۳۴ خوبرویونسے تمنای وفا حیف نسیم ۷
دل لگایا ہی تو اب شکوۂ بیداد عبث

مہربانی ہی دم مرگ یہ ای یار عبث — دیکہنے آئی ہو تم صورت بیمار عبث
کم نتہے داغ جگر سیر کو اٹھوا افسوس کہ ہم — دیکہنے آئی ہین کیفیت گلزار عبث
آپکی انجمن طبیعت سی اب امید نہین — لوٹنی آئی ہین ہم دولت دیدار عبث
کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا — ہمسے بل کرنے لگے گیسوئے خمدار عبث
غیر ممکن ہی کہ ممسک سی میسر ہو فیض — دہن زخم نی چوسے لب سو فار عبث
مین ہون افسردہ ہنسی آئی گی کیونکر لب پر — گدگداتی ہین کف پا کو سر خار عبث

۱۳۵ ہان لو تمسے جو کہتا ہی وہ عیار نسیم ۸
ہو نہ آزردہ کہین کرتی ہو تکرار عبث

بال آئینہ مین آیا خود نمائی ہی عبث — خط ہوا وجہ کدورت اب صفائی ہی عبث
یہ تصور وہ نہین تمکو اچہوتا چہوڑ دی — بندہ پرور اجتناب و پارسائی ہی عبث
عاشق جانباز سے کیا بانک پن کی گفتگو — رست بازونسے مری جان کج ادائی ہی عبث
فصل گل مین کردیا بی بال و پر صیاد نے — ای دل مایوس اب شوق رہائی ہی عبث
کاٹ کر ہملے سے سر رکہدیگا قاتل ہاتہ پر — ای دل شوریدہ شوق جبہ سائی ہی عبث
کام کیا نکلے گا ای دل آہ بی تاثیر سے — یہ قدر اندازی تیر ہوائی ہی عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہی دماغ
ای صبا تو بوی گل پہر بس لائی ہی عبث

خاکساروںکے لیے ہی خاک سی زینت نسیم
آسمان پران غبارونکی چڑہائی ہی عبث

۱۳۶	ردیف جیم عربی	۸

کہہ تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج
گہورتا ہی بیطرح کچہ دیدۂ ناسور آج

دور سے آئی تہی شہرہ سُنکے یہ امیدوار
بات بہی تونی نپوچہی او بت مغرور آج

کچہ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے
زخم کی منہہ سی ٹپکتی ہی مئ انگور آج

ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر
جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج

حشر کے سامانسے کم سامان فرقت نہین
آرہی ہی میرے نالونسے صدای صور آج

ہٹ پرآئی ہین اگر وہ آئین تو کچہ غم نکہا
ہم بہی ای دل کب کبہی کرتی ہین تا مقدور آج

پوچہتی کیا ہو تپ فرقت کی ایجان گرسیان
ہاتہ بہی رکہنی نہین دیتا تن محرور آج

۱۳۷	برچہیان کہا ئین نظر کی اسقدر ہیہم نسیم دل ہمارا ہوگیا ہی خانۂ زنبور آج	۱۳

پیا جام مے چشم بتان آج
ہوے پیرانہ سالی مین جوان آج

گریبان سایۂ دامن کریگا
کہ ہی مشق جنونکا امتحان آج

تصور بہی نہین جاتا وہانتک
مخل ہے خوف چشم پاسبان آج

اشارون نے خبردی مدعا کی
ہوے باہم کلام بے زبان آج

اوڑے اوراق گل بادخزانسے
ہوئی برہم کتاب بوستان آج

عدم ہی میرا لاشہ کاہشوںنسے
کہین ڈہونڈو مزار بی نشان آج

نہین حال کمر مین اوّل آخر
کہونگا درمیان کی داستان آج

اثر لینے لگا بوسے دعا کے
کہ تہا مطلوب ایک غنچہ دہان آج

صبا سے ہین سبک باریکی دعوے
بڑے بل پر ہی تیرا ناتوان آج

چمن پہ بیران ہوا مرجہاپ چکے پہول
چلو یہ چہین مزاج باغبان آج

کہنچے شمشیر ہان خالی نجائے
یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج

نگاہو نسے جہان ہوتا ہے زخمی
لگاتے ہین وہ تیر بی کمان آج

١٣٨ | نسیم لیئے کلام پاک سے ہی بہار گلشن ہندوستان آج | ١٥

حکم تہا روز گذشتہ مین کبہ ہم آتی ہین آج
جو کہا تہا کل وہی پہر آپ فرماتی ہین آج

حال دل کیونکر کہین ہٹ پر وہین پاتی ہین آج
میری بوسو نکی لب نازک قسم کہاتی ہین آج

رنگ عارض غیر کی بوسونے پہیکا کر دیا
دیدۂ بیدار اونکے ہمسے شرماتی ہین آج

مژدہ ایدل ہاتہ سوی دامن قاتل بڑہا
پاؤن آغوش اجل مین جلکی پہیلاتی ہین آج

اب تو یہ نوبت ہوئی تم بہی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسی احبا دیکہنے آتی ہین آج

منزل مقصود تک جانی کی طاقت جو نہین
جا بجا آنسو مری تہک تہک کے رہ جاتی ہین آج

دم نہین لیتی جو منہ کہولین ہان کیواسطے
متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتی ہین آج

آرزومند تعلق ہی مری دیوانگے
دیکہنے کو دیدۂ زنجیر ترساتی ہین آج

غفلت قاتل سی حاصل ہی ہمین پژمردگی
زخم تن اپنی ہری ہو ہوکی مرجہاتی ہین آج

دیکہتے ہین ابر رحمت سی تری کیا کیا ملی
ای فلک ہم دامن فریاد پہیلاتی ہین آج

کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
اسلیئے منہ کہولنی مین زخم شرماتی ہین آج

خندۂ دزدیدہ ہی ہر ہر دہان زخم مین
شادی اندوہ سی دل اپنا بہلاتی ہین آج

شام فرقت نی سکہائی ہین مجہی کیا کیا خیال
ایفلک ہشیار پہر نالی مری آتی ہین آج

آؤ قبل از حشر ملکر فیصلہ کر لین ہم +
زندہ کر لینا ہمین لو تم پہ مرجاتی ہین آج

١٣٩ | ہین خیالی نامہ و پیغام اونسی ہای نسیم متصل ہیک تصور اپنی دوڑاتی ہین آج | ٢٠

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جانانہ آج
خوب چکر دی رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتِ تمکینِ عاشق کی ابہی دیکہہ لی ہنگام نزع
ایکدم تو اور بہی پہلو سی ظالم جانہ آج

صحبت اک حور بہشتی سی جو حاصل ہی مجہی
رشک فردوس معلی ہی مرا کاشانہ آج

تیری ناخن سے دامان جراحت چاک ہی
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہو انسب فیدا رہی ہی
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جای باہم اب ادہر ہون یا ادہر
گفتگو کرتے ہین خنجر قاتل سی بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تہا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج

خیر ہی کسواسطے گہبرا رہی ہو اسطرح
کسطرف جاتی ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج

پہر بہار آئی بڑہی جوش جنون کی ولولی
لیچلا پہر سوی صحرا شوق بیتابانہ آج

جام کیسا خم کے خم خالی نکر دین تو سہی
دیکہہ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج حیا بہی لغزش مستانہ آج

ہی ہجوم کیف مستی لڑکہڑاتی ہین قدم
لیچلے دیکہین کدہر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق می کیفی ہی روح
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتہ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر ہو سبو
کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکہتا ہی سوی ساغر کیون نگاہ یار بہی
دیکہیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

رشک سی کیونکر نہ چاٹی ہونٹہ اپنی بادہ خوار
لذت می لی رہا ہی ہر لب پیمانہ آج

کسکو گلگشت چمن مین عزم می نوشی ہوا
دست شاخ گل یہ ہی گل صورت پیمانہ آج

ہجر جانان مین دی ساقی مجہی تکلیف جام
ہی بہر اشکو نسی آنکہون کا مری پیمانہ آج

١٤٠	جوش مستی پانون کسکے نہ ڈالی گا نسیم گرد شین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج	٢١

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج　　روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج

دید کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج　　دختر رز کو لیے ہی گود مین پیمانہ آج

بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان　　می خیال یار ہی دل ہی مرا پیمانہ آج

بنگئی پہلی ہی کیفی ہم نگاہ مست کے　　لبتک آنی بہی نہین پایا لب پیمانہ آج

بک نہ زاہد اسقدر چل سوی میخانہ چلین　　دیکھ لے تو بہی بہار صحبت رندانہ آج

دل منور ہی خیال عارض پر نور سے　　مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر می ٹپکتا ہی دہان زخم سے　　بن گیا ہون مین شگاف پہلوی پیمانہ آج

چہٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ دوزی شوق نے　　ہی دہن گویا کہ پیوند لب پیمانہ آج

محتسب نے آکے محفل کو نمازے کر دیا　　جہک گئی خم گر پڑا سجدہ مین ہر پیمانہ آج

روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام　　دو مکین ہین ایک قصر جسم مین ہم خانہ آج

زلف مین ہنگام آرایش نہان ہو جای گا　　جسم ہو پیدا اگر بیگا استخوان شانہ آج

التیام زخم کر دے گی یہ آرایش تری　　چاک گیسوی صنم پہر دیگا چاک شانہ آج

چہپ گئی پردہ مین خم آتی ہی مجہ مینوش کے　　چین گیسو ہو گی سمٹا دامن میخانہ آج

جل رہا ہون وصل مین بہی شعلہ رخسار سی　　بن گئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج

ناز کرتا ہی تصور بہی جمال یار کا　　دل کو حاصل ہی مری تکلیف معشوقانہ آج

چرخ پر رہین نہ ہمین شہر مشتاق ہین　　ناز جانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج

شمع بالین کی تمنا ہی نہ پروای چراغ　　بیکسی دکہلا رہی ہی ہمت مردانہ آج

بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی　　جلوۂ مدفن دکہاتا ہی مرا کاشانہ آج

ہمت جلاد دیگی قید ہستی سے نجات　　مژدہ باد ای روح تجکو فرقت کاشانہ آج

جل گیا پروانہ دیکہو ایک ہی انداز مین　　یار نے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج

یہ غزل فرمایش احباب سی لکھی نسیم　　ورنہ یہ سودای بیجا ہی نہ سر مین تہا نہ آج

۵	ردیف جیم فارسی	۱۴۱

نہین دیکھی یہ تصویر کے بھی زنجیر کے پیچ — کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ
لاکہ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار — فہم مین آتی ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ
خط مین اوصاف لکھی کاکل برہم کی جو آج — ہم سمجھتی ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ
ایک دو ہون تو گلہ اونکا زبان پر آئے — روز ہوتی ہین نئی اوس بت بے پیر کے پیچ
سرگذشت اپنی سنائین تجھی کیا خاک نسیم — ہمسے جاتی ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

۵	ردیف حای حطی	۱۴۲

بہاتی ہی جبسے دلبر عیار کی طرح — بیہوش ہون مین مردم بیمار کی طرح
کہتے ہین مجکو دیکھ کے خاموش خیر ہی — کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح
ای روزن دریچۂ جانان قصور کیا — کیون گھورتا ہی چشم ستمگار کی طرح
اللہ رے درازی گیسوی دلربا — گھٹتے نہین کبھی شب بیمار کی طرح

۵	کچھ حال اپنا کہ تو ہوا کیا تجھی نسیم کرتا ہی آہ مین تسلیے بیمار کیطرح	۱۴۳

رکھتی ہے کب اعتبار ای جان روح — جسم مین ہی چار دن مہمان روح
فکر دنیا خواہش عیش بقا — کیا نہین رکھتے بھلا ارمان روح
سیکڑون آتی ہین خاطر مین خیال — روز کرتے ہی نئے سامان روح
جسم کیا شی ہے کہ تا ہنگام مرگ — دوست رکھتی ہے اسے ہر آن روح

۱۵	غور سے دیکھا جو ہمنے ای نسیم تن مین رکھتی ہی نہایت شان روح	۱۴۴

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح — چھٹی بدنصیب پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہا ہی جنازے سے یہ کروٹین لاشہ — پس فنا ہی تری یاد جسم زار مین روح

ملال تمکو ہی تم ہو دل مکدر مین
غبار روح مین ہی یا کہ ہی غبار مین روح

کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار
کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح

فنا ہی عشق مین کیا برگزیدگی ہی ہمین
کہ اپنا جسم ہوا ہی تن مزار مین روح

نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی
نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح

دکھا دی جلوہ آخر کہ وقت ہے آخر
ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح

نہین ہین ہم تری مستی سے کچھ ستیان مرگ
بہک رہی ہی ابھی تک اوسی خمار مین روح

پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز
اوسی سرور مین دل ہی اوسی خمار مین روح

عجب نہین جو پکاری تجھی مری آغوش
ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح

خیال گل کبھی خاطر سے کم نہو بلبل
بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح

بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر
تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح

خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم
پھنسے ہوی ہی عجب دام انتشار مین روح

عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سی
کنار قبر مین ہی رحمت فشار مین روح

۱۴۵	خوش آئی عادت طفلی بس فنا ہی نسیم کہ لوٹتی ہی مری دامن مزار مین روح	۱۵

تن ضعف سی کہان کہ جو ہوتی بدن مین روح
لپٹی ہوی ہی جسم سمجھ کر کفن مین روح

ہے آپ اپنے دید مین معشوق باطنی
محو برہنگی ہے لباس بدن مین روح

قائل ضرور چاہیے تکلیف مخلصے
کب ہی اسیر دام ہی رکھا ہی تن مین روح

ہرسو نسے مین نظارہ باہم کے مشغلے
یان روح تن کی دید مین ہے دید تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار
رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہرسو ہی شل نکہت گل جوش انتشار
ہی جستجوی دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ
رکھتا ہی ہر شگاف جراحت دہن مین روح

ابسے ہین حلقہ ہای رگ جسم استوار
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جای مصیبت فراق کی
نکلی تھی ایکدن اسی رنج و محن مین روح

اے عشق کچہ غبار بدن چھوڑ دیجیو
احباب سی لپٹ نسکی گی کفن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح

کیسا لعاب افعی گیسو مین زہر تھا
پانی ہوی جو دیکھتی ہی میری تن مین روح

ای شمع رو بصورت پروانہ رات دن
رہتی ہی محو دید ترے انجمن مین روح

عصمت شعار پاک ہین لوٹ نگاہ سے
پردہ کیسے رہی گی حجاب بدن مین روح

ہر وقت ہی اذیت بیحد ہمین نسیم
بیچین ہی خیال بت سیم تن مین روح

١٤٦ ردیف خای معجمہ ١٥

نہین جلاد کی کچہ آستین سرخ
شہیدو نکی لہو سے ہی زمین سرخ

دکھایا اشک خونین نے نیا رنگ
سر دامن سے ہی تا آستین سرخ

یہ رنگ ہیر ہین تہمت حنا ہے
کہ ہی قاتل ابہی تک آستین سرخ

غضب لائیگے یہ آتش مزاج
کہ ہے غصہ سے روی پر جبین سرخ

شگون قتل ایذا دوستان ہے
جو ہی بر مین لباس نازنین سرخ

ہمارا لخت دل ہو زیب خاتم
کہ اب بہتر نہین اس سے نگین سرخ

خبر کیا میرے دل کی پوچہتے ہو
سنان تیر کیا دیکھے نہین سرخ

نشان خون بسمل کم نہوگا
رہیگا مدتون روی زمین سرخ

مین شیدا تھا لب رنگین کا تیرے
کفن دینا مجھی اے نازنین سرخ

ترا بسمل جو بیتابانہ پر آئے
تو ہو پشت فلک روی زمین سرخ

زبان تیغ سے ہی جسم رنگین
دہان زخم ہین ای ہمنشین سرخ

لباس سرخ پہنا سیم تن نے
نظر آتا ہی رنگ یاسمین سرخ

جما رنگ شہادت میرا ایسا +
کہ اونکی انگلیان برسون رہین سرخ

نکالا ہے بغل سے دلکو مین نے
برائے نذر لایا ہون نگین سرخ

نسیم ایسے لکھے ہین شعر رنگین
برنگ گل غزل کی ہے زمین سرخ

۱۴۷	ردیف دال مہملہ	۱۳

نجائیگی تری وحشی کی رائگان فریاد
یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد

فلک تو کیا ہی لب عرش تک یہ جائیگی
مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد

شب فراق بڑی لطف سی گذرتی ہی
انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد

بہت دنو نمین ہمین آج نیند آئی ہی
نکر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستی ہین
اسیر سینہ ہی کیا آسی تا دہان فریاد

کمال قاعدہ دان ستم ہی برسو نسے
اوٹھا چکے ہی بہت صحبت بتان فریاد

اثر بہا ہی وہ درد فراق کا مجہ مین
کرینگے بعد فنا میری استخوان فریاد

بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھی گی
ابھی نہین ہی تمہاری مزاجدان فریاد

نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
نجائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد

کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا
کبھی تو لائیگی اونکو کشان کشان فریاد

خیال کاکل شب رنگ سی یہ حال ہوا
مرے دہن سی نکل کر ہوی دہوان فریاد

یہی ہی اسے فلک پیر صورت انصاف
سنین وہ نغمہ مطرب کرون مین یان فریاد

۱۴۸	نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچہ موقوف کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد	۹

سنا ہی کیا تمہین بیمار ناتوان فریاد
کہ دلسے آنہین سکتی ہی تا زبان فریاد

شب فراق مین تا صبح میری سنا نہ رہے
بہت دنو نمین ہوی مجہپہ مہربان فریاد

فراز چرخ سے تا عرش کونسا ہی سفر
ابھی نجائیگی دیکھو کہان کہان فریاد

صدا نکلتے ہی ہر استخوانسے وقت شکست
مین گر کے خاک پہ کرتا ہون جہان فریاد

فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہین ہین
جفای پر بہی کرتی ہین نوجوان فریاد

وہ لطف کرتے ہین دل دیکہنا جو ہی منظور
مجہے ہی ڈر نہ رُکے وقت امتحان فریاد

ہزار طور سے ڈہونڈا پتا نہین ملتا
نکل کے منہ سے ہوی ہی نشان کہان فریاد

بلند پان جو سمائین مزاج عاشق مین
بہت دنونسے ہی سیّاح آسمان فریاد

۱۴۹	یقین ہی کہ دکہائی نسیم کچہ تاثیر نجای گی کبہی عاشق کی رائگان فریاد	۱۶

اپنی ہستی پر نکیون ہو منفعل ہر بار درد
جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد

وہ بہی آجاتی ہین اکثر پوچہنی کیواسطے
باعث راحت مجہی ہر کہتا ہی غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر و دوست
ہمکو دکہلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سی تا صبح آہ
کسقدر رکہتا ہی دلمین عاشق بیمار درد

صورت حرف غلط بیمار ہجران کا تری
مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد

ضعف سی طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دلمین ہی میری بشکل لذت بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکہتا ہی نہایت زخم جسم زار درد

سننے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
دلمین کچہ پیدا کری ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
کیا کہے رکہتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد

عاشقونکے حال کے معشوق کو پروا نہین
تجکو کیا معلوم ہی رکہتی ہین کیا ای یار درد

نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دلمین مری اشعار درد

ہم نفس کیا پوچہتا ہی نالی مین کرتا ہون کیون
آج کی شب ہی مری پہلو مین ای دلدار درد

کثرت تکلیف سی آتی ہین نالی تا زبان
غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوش آزار درد

چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکہتا ہی شور بلبل گلزار درد

کم نہین ہی زخم سے اپنا کلام تلخ کے
کرتی ہی پیدا جگہ مین بات کی تلوار در

۱۵۰
بات منہ سی کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی
آج رکہتا ہی نسیم اپنا دل افگار در
۱۳

نقاب مُنہ سے اوٹہا دے اگر ہمارا چاند
کنار چرخ سے کرنے لگے کنارا چاند

فروغ رخ کے مضامین بکنار فکر مین ہین
فراز چرخ سے آغوش مین اوتارا چاند

دو نیم ہو تری تیغ نگاہ سے کٹ کر
جو دیکہ پای ذرا آنکہ کا اشارا چاند

نہ دیکہے سوی قمر پہر کبہی نظر بہر کر
دکہائی دے جو تجہی اے فلک ہمارا چاند

فروغ حسن نے ایسی تجلیان بخشین
زمین پہ ہی تری پاپوش کا ستارا چاند

یہ نور عکس رخ یار سی ہوا حاصل
کہ اپنی سینے مین آئینے نی اوتارا چاند

اوٹہا نقاب کہ دل دیر سی تڑپتا ہی
دکہا دے حسن جہانتاب کا خدارا چاند

جو دیکہ لے کف پا یار کے قدم چومی
کری فراق کنار فلک گوارا چاند

پہار ٹنور قدم سے تری منور ہون
عجب نہین جو بنی ردی سنگ خارا چاند

ہلال بنکے فلک پر جو بدر ہوتا ہی
سمجہ گیا تری آبرو کا کچہ اشارا چاند

تمہارے حسن نے ہر دانو مین ام جیتا
ہزار طرح سے گہٹ بڑہ کی بازی ہارا چاند

چمک کی تیغ تبسم نے روشنی یہ دی
ہوا ہی سینے مین دلکا ہر ایک پارا چاند

۱۵۱
نسیم ایسی غزل یہ بلند روشن ہی
سنے جو یار کہی چرخ سے اوتارا چاند
۱۲

کسقدر خاطر غمدیدہ ہی دشوار پسند
جز اجل کچہ نہین کرتا ترا بیمار پسند

سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین
آج محروم نرکہ کچہ تو کر ای یار پسند

دیکہ لیتے ہین تمہین جب اودہر آجاتی ہو
کسطرح ہون نہ ہمین روزن دیوار پسند

رحم کچہ عیب ہے جس سی کہ خفا ہوتے ہو
یہ خوشی ہی جو کہین دلبر آزار پسند

جی کو بہایا ہی کچہ ایسا کہ نہین کچہ بہاتا
میل صحرا ہی نہ ہی جلوۂ گلزار پسند

کام غلمان سے ہی اوسکو نہ غرض حورون سے
کچہ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند

خار سے آبلۂ پا کو ہی رغبت ایسے
جسطرح حضرت منصور کو تہی دار پسند

خانۂ قید سمجہ کر نہ بسر کے اسمین
اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند

تم ہٹین لاکہ کرو دل نہین ہٹتے کامرا
جی مین جو آئی کہو ہی مجہی تکرار پسند

کسلیے چین بہ جبین ہو کہو کیسا ہی مزاج
کونسی فکر مین ہی خاطر اغیار پسند

دام الفت سے ہی بجز مرگ رہائی مشکل
کیا کرے غیر قضا تیر اگنہ گار پسند

کیا مری ہم نفس سر دین پاتی ہین نسیم
اسلیے عشق کی ہی گرمی بازار پسند

۱۵۲ — ردیف ذال معجمہ — ۱۱

ہوش باقی نہین جسدم سے کہ دیکہا تعویذ
تہر لایا ہی مری دل پہ تمہارا تعویذ

دل تو کیا جان کی پڑ جائینگے لالے سبکو
آفتین لائیگا اک جان نہ کیا کیا تعویذ

جو کہون وہ نکرین عذر و تامل اوس مین
دوستو لائیو میرے لیے ایسا تعویذ

تہا نہ افسون نہ یہ جادو نہ جگایا منتر
کچہ تو سوچو کہ جو یون آپنے بہیجا تعویذ

جو ارادے ہین طبیعت کے وہ سب ہین معلوم
کہتے ہین ہنس کے نہ باندہین گی تیرا تعویذ

چاہین کیسا کہ نہین ہوش کسی مین ایجان
مل گیا ہی کسی اُستاد سے اچہا تعویذ

پہر کوی صورت دلخواہ نظر مین آئے
آج تو نام خدا آپنے باندہا تعویذ

یہ تو اک پارۂ دل ہی جو مرا ہاتہ مین ہے
بدگمانی سے اسے آپنے سمجہا تعویذ

گر مری زیست ہی منظور تو جلد ای غمخوار
دفن کر آئیو در او سکے کسی جا تعویذ

مہر و مہ گرد ہین کیا حسن ہے اللہ اللہ
کچہ دکہاتا ہی نئے طرح کا جلوا تعویذ

۱۵۳

ہر جی باندہی جو ذرا داغ چہپانی کو نسیم
میرے بازو پہ مرے یار نے سمجہا تعویذ

۹

دورا بھی چاہیے ایسا جو ہو ایسا تعویذ
باندھنا رشتۂ جانسے مری اپنا تعویذ

چاہیے سب سی حسینونکا ہو اچھا تعویذ
تیری بازو پہ بندھی شمس و قمر کا تعویذ

اثر گرمی الفت نے کیا سوز سوا
جل گیا بعد فنا میری لحد کا تعویذ

عوض ظلم کوی رحم بھی کر ای گلچین
قبر بلبل پہ ہو برگ گل تر کا تعویذ

رات دن بازوِ مژگان پہ بندھا رہتا ہے
ہی مرا اشک مری دیدۂ تر کا تعویذ

پھر وہی حالت دل ہی کہ نہیں دم بھر چین
دوستو لاو کہین سی تو خدارا تعویذ

کچہ ابھی سی خفقان کو مری افزایش ہے
کیا غضب لائیگا دیکھین یہ تمہارا تعویذ

کھینچ لائی اثر جذب محبت سے تجھے
اوپری ہی ہمنی کیا ایکی وہ پیدا تعویذ

خود بخود وہ پس مدت ادھر آئی ہین نسیم
کام آیا مری تقدیر کا لکھا تعویذ

۱۵۴	ردیف رای مہملہ	۲۰

صدقی تری جاؤن مری پیاری دلبر　　تو کیون ہی مکدر
حاضر ہون تجہی در پہ جھکائی ہوی مین سر　　لے ہاتہ مین خنجر
جبتک کہ ہون جیتا جان غنیمت اسی دلبر　　ہٹ کر نہ ستمگر
کھلوانہ مرا منہ کہ نہایت ہون مکدر　　کھل جائین گی دفتر
بیڈھب نظر آتی ہین جو دلبر ترے تیور　　ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجھی کیونکر　　جب تو ہو مکدر
کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہی مکدر　　کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سی دہک کر　　ہی سینی مین اخگر
یہ حسن خدا داد کہان اوسمین ہی یہ جان　　تو کیون ہی ابر رمان
کیا بات ہی یوسف ہین ہی آفت دوران　　ہو تجہسے جو بہتر

کیا منہ ہی کہون اسکے سوا شکر خدا ہی
جو کچھ ہی بجا ہے
سب جانتی ہین حال مرا مجکو لا ہے
معشوق ستمگر

کٹتی ہی بڑی کشمکش رنج مین او وفات
آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم ہید دمری بات
ای وای مقدر

ہوتا ہی نہین شمع رکسیو قت ذرا کم
آشفتہ ہے عالم
رہتا ہی پیا کو چہ سفاک مین ہر دم
ہنگامہ محشر

دربان ہی تو بھی ستم و جور مین کامل
بد کہنی سی حاصل
کیون ہمکو گھر کتا ہی کہ قابو مین نہین دل
ہاین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہی مریجان
روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم درافشان
بنجاتا ہے گوہر

اب چارہ گرونکا یہی ہوتا ہی اشارا
ہمکو نہین یارا
جز وصل نہین عاشق بیتاب کا چارا
کیونکر نہون ششدر

ساجد ہین ترے در پہ مسلمان و برہمن
رکھی ہوی گردن
پھر عارض تابانکا دکھا جلوہ روشن
او آفت محشر

پھر خوبی تقدیر سے آئی وہی مشکل
ہوجائینگے بسمل
پھر آج ہین قاتل خونخوار کی ایدل
بدلے ہوے تیور

کیونکر نہو ہر عاشق بیتاب کو ارمان
قربان دل و جان
دو عارض تابندہ تری ہین تابان
ہین صبح مکرر

جب سے کہ ہوا مین غم فرقت مین گرفتار
مانند گنہگار
وارہتی ہین ایجان مری دیدہ بیدار
ہر دم صفت در

ہان قسمت اغیار پہ رشک آتی ہین ہر دم
کیا اور کہین ہم

سورہ مری پہلو مین ہی او فتنۂ عالم — شب بہر نہین دم بہر
ایدل ہوس عشق نکرنا کبہی زنہار — ہشیار خبردار

کب پوچھتی ہین بات حسینان جفاکار — بے سلسلۂ زر
رنج سخن تلخ کی شہری ہوے ہر سو — نادم نہین کچہ تو

شمشیر زبان کی تری او دلبر بدخو — کہلنے لگے جوہر
تدبیر ہی بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام

آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر
۱۵۵ دل حاجت دنیا سی پریشان ہی کیسا — کوڑی ہی نہ پیسا

افلاس نے گہیرا ہی نسیم آپکو ایسا — ای وای مقدر ۱۴

جسنے دیکھی ہو تری رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہی اوسی ایدوست گلشن کی بہار
اسقدر نازاں نہو یہ رنگ گل ہی بی ثبات — چار دنکی واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار
فرقت جاناں ہجوم رنج بیتابی کے جوش — دل مٹھکانی ہو تو دیکھین چل کی گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی — عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابانکا جو ہر جانب ہے عکس — برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہی چھینٹو نسی لہو کے یار با — اور بڑہ جائیگی ظالم تیری دامن کی بہار
سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان — دیکھ اگر او ستمگر میرے مدفن کی بہار
گر نہین کوئی نہو باقی ہی کسکو احتیاج — دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیون نہ صدقی جائیے ایدل ہجوم داغ کی — کم نہین ہی جلوۂ گلزار سی تن کی بہار
ہان اوٹھا اب پردۂ رخسار روشن ہے اسے — دیکھنے آئی ہین ہم بہی تیری جوبن کی بہار
کہتے ہو تو ہی ہین جیساکہ دیکھا تہا او نہین — تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار
مثل سہرا ہین ہوی ہی زیور حسنت کے قدر — کم گریبان سی نہین ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہی جب سینے مین آگ
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار

۱۵۶
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنی گلشن کی بہار
۱۷

پھر شجر سرسبز ہین کھیتی ہین آتی ہی بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئی عالم پہ ہی
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار

رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تنگ گریبان
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار

سبز کر دیتی ہی پتی سرخ کر دیتی ہی پھول
رنگ کس کس طرح سے اپنا جماتی ہی بہار

کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

جلوہ گلشن دکھا کر بخشتے ہی راحتین
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر صورتین
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

حال ہو جاتا ہی ابتر رنگ عاشق کیطرح
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار

غیر ممکن ہی کہ چھوڑے بے ہنسائی صبحکو
رات بھر غنچون کو کیا کیا گدگداتی ہی بہار

خندۂ گل کی صدائین بے سبب آتے نہین
جوش وحشت کے ہمین مژدے سناتی ہی بہار

اپنے استقبال اوّل سے نکیونکر خوش رہے
پہلے سب سے باغ مین بلبل کو پاتی ہی بہار

بلبلین ہوتی ہین خوش رنگینی گل دیکھکر
اپنی احسان چار دن سب پر جتاتی ہی بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہی اسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چراتی ہی بہار

غالبًا معشوق ہی یہ بھی کسیکے ورنہ کیون
آنکھ ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہی یہ چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار

۱۵۷
آمد فصل خزان ہی لطف رخصت ہے نسیم
چلیے اب سوے چمن سنتی ہین جاتی ہی بہار
۱۸

آنسو نہین ہین یہ مژہ اشکبار پر ۔ گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نکر یہ سرزنشین بس معاف رکھ ۔ کب اختیار رہے دل بے اختیار پر

افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا ۔ کیا کیا گمان نہین ہین گیسوی یار پر

تائب ہون مدتو نسے سمجھنا نہ اور کچھ ۔ تم سے کہو بس آج مرے اعتبار پر

جلوے دکھا رہا ہی عجب رنگ سوسنی ۔ نام خدا لبون کی مسی ہی بہار پر

کسطرح آئی چین مجھے ہجر یار مین ۔ بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچین ہے باغ مین نہ فغان عندلیب کے ۔ دہوکے خزانکے ہوتی ہین فصل بہار پر

کیسے یہ یاد گل تھی کہ خاموش کر دیا ۔ نالے ہی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہنے دی کوی یار مین جزو ضعیف ہون ۔ احسان کرای صبا مری مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقونکا کچھ ۔ صیاد عندلیب کے کھول ایکبار پر

امیدوار جوش جنون چندروز سی ۔ بیٹھے ہوے ہین آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہی ہین جگر مین ہجوم داغ ۔ جوبن ہی آج کل تو مری لالہ زار پر

ثابت نہین یہ کسکی پر ارمان کی خاک ہی ۔ اک بیکسی برستے ہی شمع مزار پر

رہتی ہی اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح ۔ ہنستی ہی صبح گریۂ شمع مزار پر

جو اسمین روشنی ہی وہ آہمین چمک کہان ۔ چشمک ہی اشک کی گہر آبدار پر

تاری بھری ہین دامن شب نے یہی گمان ۔ افشان چمک رہی ہی جو گیسوی یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آگیا ۔ رکھا ہی کسنے پاؤن ہماری مزار پر

١٥٨	کہائی ہین داغ ہمنی یہانتک کہ ای نسیم دہوکا ہی گلستان کا دل داغدار پر	٩

ہون مین عاشق جان جاتی ہی مری اوس نور پر ۔ وہ جو آیا تھا نظر موسی کو جلوہ طور پر

بسکہ لازم ہی حضوری عاشقونکی واسطی ۔ دیکھ میری دلمین دیکھا تھا جو موسی طور پر

لطف دیدنی تکلف مین ہی عاشق کی لیی
ہر تعلق سی بری رہتا ہون مین مثل ملک
یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان
ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت ہے یہ
وقت بیہوشی جو لب پر نام انکو آگیا
وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکھ سے
وہ نہین آگاہ رسم دوستی سی جان جان

آنکھ بھی جھپکی تو کیا موسی کی دیکھا طور پر
پھر طبیعت آگئی ہے ایک رشک حور پر
تجکو دیکھا ہی پڑی گی آنکھ کیونکر حور پر
آنکھ زندان کی پڑے کیا زخم کے انگور پر
ہاتھ ڈالا مینی اپنے زخم کے انگور پر
آتے آتے سوکھ جاتا ہی تن محرور پر
رحم کرنا چاہیے کچھ عاشق مجبور پر

۱۷	دله	۱۵۹

غل اگر آہین کرین گے خاک پر
ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
روح عاشق یا حجاب آرزو
چھپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار
تیغ غم کس کس طرح روز فراق
داغ دل بیکار جانے کا نہین
صید جود و چار ہین لٹکے ہوئے
بوسہ لبہاے گلگون جو لیے
کیا عجب مجھ رند کا آنسو ہے
حسرت افزا ہے مرے طبع روان
کچھ تو فرماؤ خطا کیا ہو گئے
ابر کو دریا کو وقت امتحان
نتین مانو اگر ہے آرزو

جائین گے نالے مری افلاک پر
یہ ارادے ایک مشت خاک پر
ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر
حسرتین لوٹا کرین گے خاک پر
ناز کرتی ہے دل صد چاک پر
پھول لائے کا اوگے گا خاک پر
آج عالم ہے ترے فتراک پر
رنگ ہے ہر ریشۂ مسواک پر
دانۂ انگور بنکر تاک پر
رشک ہی اس توسن چالاک پر
قہر کیون ہے عاشق غمناک پر
رشک آیا دیدۂ نمناک پر
آکے تم میرے مزار پاک پر

خال اک دانہ ہی کیونکر رہ سکے
آپ سے کے رخسار آتشناک پر

یاد دندان پر سے رو آ گئی
برق چمکی خاطر غمناک پر

کسطرف جاتا ہے وہ عیار آج
بیٹھیے اب چلکے اسکے تاک پر

۱۶۰
جان و دل محو محبت ہین نسیم
مین فدا ہون صاحب لولاک پر
۱۴

جما ہی قطرۂ خون جگر شمشیر دشمن پر
تماشا ہی یہ گل پھولا نیا دیوار آہن پر

اذیت دی مری سوزنہان نے جلنے والونکو
زبان مین پڑ گئی چہالی قدم رکہا جو معدن پر

اثر ہی غفلت عشق صنم کا خاک مین اب تک
قدم رکہی سی نیند آتی ہی میری سنگ مدفن پر

وہ پر ارمان اٹہا مین اس جہان سے بعد مردن بہی
ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاک مدفن پر

شگاف پیرہن سی کثرت شادی ہویدا ہے
گمان ہوتا ہی ہسنی کا ہماری چاک دامن پر

رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جائے
طبیعت آگئی ہی اپنی اک طفل برہمن پر

کبہی خنجر کبہی شمشیر وہ رکہتی ہین پاس اپنے
نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیر آہن پر

دکہاتی ہی قیامت جلوہ دیوانکے چلنے مین
یقین ہی صور کا ہر نالۂ زنجیر آہن پر

بنایا باغ کو بہی دشت آخر بخت بلبل نے
نظر آتی ہین کانٹے ہر طرف دیوار گلشن پر

سیاہی بی سبب کب ہی نہین خالی یہ ہونی کی ہے
گمان ہی بخت عاشق کا ہمین گلہای سوسن پر

خوشا قسمت کہ ہم آغوش ہر دم تمسی ہوتا ہے
بجا ہی رشک آئی گر مجہے تقدیر دشمن پر

پسند چشم سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا
نقاہت سی گمان ہی رشتۂ باریک کا تن پر

گلو سی کر دیا آزاد اوسکو میری ہاتہون نے
جنون احسان ہوا تیرا نہایت طوق گردن پر

۱۶۱ وله ۱۵

رحم آجاتا ہی دشمن کی پریشانی پر
زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر

کیون رکہا کاتب قدرت نی فلک پر خورشید
نقطہ دینا تہا یہ تری خط پیشانی پر

صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو
مورچہ جم نہ رہی تیغ خراسانی پر

آمد فصل بہاری ہی پی استقبال
کہولی ہین غنچون مین مرغان گلستانی پر

نالہ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہی
پاسبان پاتی ہین الزام نگہبانی پر

ہوگئی اب بے سخنی قفل دہن غنچون کو
تہا شک بی ادبی خندۂ پنہانی پر

برہمی کرتی ہی مجموعۂ خاطر برہم
صبر کہو دیتے ہین زلفونکی پریشانی پر

نقطۂ حسن ہی تل مصحف رخ پر تیری
کفر ہی صورت شک آیۂ قرآنی پر

تیرے آگی تو فروغ رخ روشن معلوم
دیکھی نقطۂ شک یوسف کنعانی پر

آسمان صحبت احباب سی کب خالی ہی
نالی رہتی ہین ہماری فلک ثانی پر

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہر دم قاتل
زخم کہاتی ہین امید نمک افشانی پر

مرگئے ایک ہی جلوی مین پریرویونکی
پانون رکہا بہی تہا تخت سلیمانی پر

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا
خضر کا شک ہی مجہی غول بیابانی پر

مرگئی کہتے ہی کہتے تیرے گیسو کا حال
مختصر جہگڑے ہوے قصۂ طولانی پر

۱۶۲

قبر مین جوشش گریہ نی او بہار اہی نسیم
ہم تہ خاک بہی رہتی ہین سدا پانی پر

۱۳

غیر ممکن ہے کہ ہو ہجر مین ای یار سحر
دیکھیے کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے بہی کہل نہین سکتی ہرگز
ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سی ہم دیکھتے ہین
ہوگئی اب تو بشکل کمر یار سحر

پوچھتا کیا ہی گذرتی ہی شب غم کیونکر
روکی کرتی ہین تری عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوگئی ہی کچھ اور ہی انکی صورت
دیکھتے ہین جو تری طالب دیدار سحر

آنکھین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
اب نہ دیکھین گی تری تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون نزع مین اونکو ہی اذیت دم کا
کسطرح کرتی ہین دیکہون مری غمخوار سحر

منہ دکھاتی نہیں افسوس شب فرقت میں	رکھتی ہی عاشق جانباز سی کیا عار سحر
کچھ حیات نفس چند ہی باقی اے دل	ہم پڑیں ہونگے کسی کی پس دیوار سحر
رات اور دن کی نمونی ہیں یہ جان تجھیں	زلف ہی شام اگر ہیں ترے رخسار سحر
ہر نفس میں دم آخر کی مزی آتے ہیں	یہ یقین کب ہی کہ دیکھیں ترے بیمار سحر
وہ تو پہلو میں نہیں درد کی شدت دیکھیں	آج کسطرح سے ہو اے دل بیمار سحر

۱۶۳	روز دو چار نئی گل نظر آتی ہیں نسیم جاتی ہیں ہم جو کبھی جانب گلزار سحر	۱۳

زخم تیغ یار نے بخشا دہان بالای سر	شکر کو کیونکر نہو ہر موزبان بالای سر
نوک نیزہ سر پہ ہی گردن پہ ہی پیکان تیر	اک زبان زیب گلو ہی اک زبان بالای سر
زندگی کرتے جو بحث حرمت بادہ حرام	کھینچکر رکھدیتی واعظ کی زبان بالای سر
خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند	خاک زیر پا ہی دو دو آسمان بالای سر
عاشق اوسکا ہون کہ ہنگام فراق جسم و جان	لیگی لاشے کو میری حور جنان بالای سر
راحت آغوش کف پا کی حنا حاصل کری	بل کری کیونکر نہ زلف ایجان جان بالای سر
پیچ و خم پھر افعی گیسو کے دکھلانے لگا	پھر بلا لایا دل نامہربان بالای سر
اے فلک تیری ستم کو کیا سمجھتی ہیں بھلا	لیتے ہیں ہر روز ہم جور بتان بالای سر
کسلیے پابوسی کے خاطر یہ بلندی ہی تجھی	ایفلک ہی کونسا عرش آشیان بالای سر
شاہد سودای عشق یار ہیں مجکو عزیز	سنگ طفلاں کی ہیں رکھتا ہوں نشان بالای سر
صحبت یکدم سی بلبل کو نہ گلچین منع کر	لے نہ جائیگی اوٹھاکر بوستان بالای سر
سایہ پرور دمنا ہی دل نادان مرا	لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالای سر

۱۶۴	قید ظالم سے ہو حاصل مخلصی کسدن نسیم دیکھیے کبتک رہی یہ آسمان بالای سر	۱۱

ہی بلندی مین بھی پستی کا نشان بالای سر
آسمان کہتا ہی اور اک آسمان بالای سر

صحبت اعلی سے دنی کو بھی عزت ہی حصول
طرۂ دستار نے پایا مکان بالای سر

کب بھلا فرصت ملی تعلیم گردش سے ہمین
روز چکر کر رہا ہی آسمان بالای سر

خواب تنہائی میسر ہے کہان اس دہر مین
چل رہی ہین آسمان کی چکیان بالای سر

دیدہ پر سیم کے بھری ہین دلین کیا کیا حوصلی
خوش نہین آتا حجاب آسمان بالای سر

دیکھ ہی رفعت کا باعث اتحاد خاک کو باد
جاتی ہی اڑ اڑ کی گرد کاروان بالای سر

نذر لیلی کے لیے کس شوق سے لی کی مشت خاک
دشت سے لایا ہی مجنون ناتوان بالای سر

کس ادب سے پیش آتی ہی لب مردن صبا
رکھتی ہی مشت غبار بیکسان بالای سر

ابر مین اٹھکھیلیان غنچو سے کرتی ہی صبا
شوخیان کہلاتی ہی مستی طفلان بالای سر

نالہ بجا تو بہی افسوس کر سکتے نہین
پھر اٹھا لائے نہ کوئی ہمزبان بالای سر

۱۶۵	تنگ ہین ہم اس دل ناشکیبی کے نسیم روز ہی ہنگامۂ شور و فغان بالای سر	۹

مر گئی افسوس [illegible] بلبل کیون [illegible]
[illegible]

کیون مکدر ہو گیا [illegible] نہین
[illegible]

خون کا قطرہ [illegible] خشک تھا [illegible]
[illegible]

بعد مردن [illegible] صیاد [illegible]
[illegible]

غصہ جاتا [illegible]
[illegible]

دیکھتا [illegible]
[illegible]

سخت [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

۱۶۶	[illegible]	۱۰

جسطرح آہو نہ آئی دشت ایجان چھوڑ کر
جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر

غیر ممکن ہے کہ مجسے ترک عشق زلف ہو
جا نہین سکتا پریشان کو پریشان چھوڑ کر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چندے پاسبان
مین ابہی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر

صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے یہ محال
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر

رہتے رہتے بیکسی کو بہی محبت ہو گئی
کسطرح جای مرا حال پریشان چھوڑ کر

مرتبہ بہتر ہے کچہ آغاز سے انجام کا
ہاتہ دامن کیطرف دوڑا گریبان چھوڑ کر

طعنے اب سہتی ہین عریانی کی اید ست جنون
کیون ہمت تو نی لی تار گریبان چھوڑ کر

دیکہنے کو کچہ نشان بہی دی ای جوش جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر

کچہ دنون مین خاک ہو کر خاک مین ملجاونگا
کب ہلا جاتا ہون اب مین کوی جانان چھوڑ کر

اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
جائینگے حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر

داغ تن کی لطف یاد آئینگے ایجان حیف ہے
کیسے بلبل تہی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر

نام بہی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ
منفعل کیسی ہوی ہی جسم کو جان چھوڑ کر

ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکیے
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر

میہمان ہین کچہ تو خاطر کر کہ تیری واسطے
ای لحد ہم آئی ہین دنیا کا سامان چھوڑ کر

وصل کامل کی جدائی فلک ناخن سی محال
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑ کر

دونون تیری جستجو مین پہرتی ہین در بدر
دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر

بعد مردن بہی ہی عہد وفا کا پاس ہے
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر

١٦٧	بیرخ اوس سی کس لیی ہتی ہو مشتق ہی نسیم وہ کہان جائیگا تمسا ماہ کنعان چھوڑ کر	١٥

مخلصی پائی بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑ سیلے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکہ جہپکی کی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکہ کرتی ہین نظارے تہ خنجر کیونکر

آنکھ اوٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہی تجھی ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہی
دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت بر خیز کی بعد
ناتوان جائینگے تیری لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کی لیے
مُنہ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنی کا نہین
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہی دیکھ او ظالم
دوستی کرتا ہی دم سی دم خنجر کیونکر

دھوم آئینۂ رخسار کی سُنکر تیری
چین پائیگا تہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن مین ہی میرے اثر مقناطیس
مخلصی پائیگا فصّاد کا نشتر کیونکر

دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

ساتھ مدت سی ہین سرمایۂ سودا میری
پھیکدون دامن لبریز سی پتھر کیونکر

سنگدل کو مری نالون پہ نہ رحم آئیگا
موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے بھوکا جاتا ہی
نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر

۱۶۸	صدقے اس قوت بازو کی دل و جان سے نسیم دیکھ او کھاڑا ہی علی نی در خیبر کیونکر	۲۳

عضو تن میری دہکتی رہی اخگر ہو کر
پرورش روح نے پائی ہی سمندر ہو کر

اب تو بدخواہ بھی پیش آتی ہین کمتر ہو کر
تیغ ملتی ہی گلے سے مری خنجر ہو کر

مختصر ہو گئی دکھا لطف درازی ہی زلف
میرے آغوش مین آ جا شب محشر ہو کر

کیسا پایا قفس تنگ الٰہی توبہ
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہو کر

ہاتھ بڑھ بڑھ کے پڑی پر نہ بڑھی تیغ قاتل
رہ گئی زخم جگر حد مقدر ہو کر

روح بھی کوئی دولھن تھی کہ مری قالب سی
مُنہ چھپائی ہوے نکلے تہ خنجر ہو کر

یہ تمنا ہی کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون
جی مین ہی خلق کو لون دامن محشر ہو کر

غیرت آتی ہی شب ہجر مین مرنے سے مجھی
رنج دیتی ہی اجل طعنۂ دلبر ہو کر

پڑ گئی چھینٹ تو اتنا نہ خفا ہو واعظ
می رہی گی تری آغوش مین دختر ہو کر

خواہش وصل سے خط پڑہنی کی قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر

موت شرمائیگی کیونکر مجھے بدعہد سے
صاف پہر جاؤنگا مین وعدۂ دلبر ہو کر

آب شمشیر سے محروم نہ رکہہ اے قاتل
سوکھی جاتی ہین لب زخم مری تر ہو کر

منتین کرتے ہین آتے نہین اللہ اللہ
نیند بہی یار ہوی آنکہ سے باہر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بہری ہی دل مین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دود پیچیدہ جو اوٹہی تہی مری آہونکی
مدتون چرخ سے لپٹی رہی اژدر ہو کر

کسقدر راحت آغوش نی بالیدہ کیا
اشک ٹپکا مری دامن سہی سمندر ہو کر

کیا اثر ہے لب شیرین جو تری جو ہی تہی
زہر گہلتا ہی دہن مین مری شکر ہو کر

مر کے ہٹ کرتے ہین یکہو عدم کی سفر ہے
حشر تک قبر سے اوٹہتا نہین بستر ہو کر

مضطرب تہا دم تجویز مقرر صانع
رہ گیا مصرع ابرو جو مکرر ہو کر

ذبح کے بعد بہی کم حسرت دیدار نہو
گہور لی روی قضا دیدۂ جوہر ہو کر

بوسی گر ہمنی لیی ہین تو دیی بہے تمکو
چہٹ گئے آپکی احسانسے برابر ہو کر

سر کٹا کر تجہے دکہلائینگے جلوی قاتل
شمع بن جائینگے ہم قامت بے سر ہو کر

۱۶۹	کبہی خالی کبہی لبریز بسر کی ہی نسیم شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر	۱۸

کبہی ہوتا ہون ظاہر جلوۂ حسن بتجہ ہو کر
کبہی خاطر مین چہپ جاتا ہون تیری آرزو ہو کر

کبہی کم ہو کے شرماتا ہون مثل قطرہ ساغر مین
کبہی کثرت سہی رک جاتا ہون شیشی کا گلو ہو کر

بڑہا لیتا ہون اکثر ربط یار پاک دامن سے
لپٹ جاتا ہون دست پاسی مین آب وضو ہو کر

سکونت سہی بہت بڑہ کی ہی میری خانہ بردوشی سے
رہا کرتا ہون ہر خاطر مین تیری جستجو ہو کر

نہین ہی احتیاج غیر وقت جو کہن دیتا
سکہائی ہی نئی تدبیر مجکو میری خاطر نی
نہین چلتی کوئی تدبیر کیا کیا فکر کرتی ہین
تقاضای تمنا سی نہ اک جادو گہری بیٹہی
نہ کیونکر شور ہو عالم مین میری فکر خاطر کا
نہین ممکن کبہی تر دامنی مین فرق کچہ آئے
نشان کیا یہ جہتی ہی نشانونکی ٹہکانو نکا
کبہی ملک حلب مین ہون کبہی شہر ختن مین ہون
خراش زخم سینہ مدتونکا دور کرتا ہون
کمی مین بہی مری ہستی کی ہستی او ر پیدا ہی
اوٹہا لیتا ہون جو آئے مصیبت اپنی سر مین
بہلے کو بہی سمجہتا ہون بی ہر دوست دشمن کے
مرے زر در نہین سو طرحکی لطف حاصل ہین

چہلک جاتا ہون انکی کلیف ساقی مین سبو ہو کر
پسند آتا ہون دشمن کو بہی تیری گفتگو ہو کر
مین کر دیتا ہون قائل سبکو تیری گفتگو ہو کر
بہرا یا عمر بہر عالم مین تیری جستجو ہو کر
دلونکو کہینچ لیتا ہون تمہارا رنگ و بو ہو کر
بہا کرتی ہین اشک چشم میری آبجو ہو کر
دماغو نمین رہا کرتا ہون مین گیسو کے بو ہو کر
نہین رہتا تری شہرت کی صورت ایکسو ہو کر
لپٹ جاتا ہون حب شانی سی زلف مشکبو ہو کر
کبہی ابرو بہی بن جاتا ہون قصر آبرو ہو کر
سہا کرتا ہون ظلم دلربا عاشق کی خو ہو کر
نہین عالم مین رہتا مزاج جنگجو ہو کر
جلاتا ہون دلونکو یاد یار شمع رو ہو کر

۱۷۰	لہو سی پیرہن تر دیکہکر یارون نی فرمایا نسیم آیا ہی کوی یار سی کیا سرخرو ہو کر	۱۷

مین جو بیخود ہون کسیکا روی زیبا دیکہکر
سب یہی کہتے تہے وہ بیرحم ہی بیدرد ہا
ای اجل قربان تیری مجہہ کیا احسان کیا
دوست روتے ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین
کیا کہون کیسی بلا آئی ہی میری جان پر
تیری آنکہونکی ہمین وہ مستیان یاد آگئین

کہتے ہین احباب میری مجلکو کیا کیا دیکہکر
دل دیا اوس بیمروت کو بہلا کیا دیکہکر
خوش ہوا وہ میری مرنیکا تماشا دیکہکر
تمکو رحم آتا نہین کچہ حال میرا دیکہکر
اوبہت کافر تری زلف چلیپا دیکہکر
وقت بیہوشی صنم تاثیر صہبا دیکہکر

لوین پھر بیمار ہوتا ہون کہ مین راضی رہو
مین نے سمجھا تم خفا ہو مجکو اچھا دیکھکر

ساتھ تہا اک قافلہ طفلان ابذاد وست کا
وہ بھی کچھ گہبرا ای میرا جوش سودا دیکھکر

ضبط خواہش گر نکرتا یون نہ رہتی پارسا
کیا کہون کیا دلمین آیا تمکو تنہا دیکھکر

مین نے آج دریا بہایا آنکہ سی پی تیری گل
اور لہر آئی مجھی بھی موج دریا دیکھکر

ایک کا ہی ایک شناکی ایک سی آزردہ ایک
حال اپنا ہی دگرگون حال دنیا دیکھکر

وہ ابھی آئے نہین مرلی خدا کیواسطے
ای اجل گہبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر

غیر ممکن ہے کہ خوش آئین ہمین حور جنان
آنکہ اب کس پر پڑی گی حسن تیرا دیکھکر

کیسی یہ بیدردین یارب کہ بدلی رحم کے
لوگ ہنستے ہین کسیکا مجکو شیدا دیکھکر

دوست دشمن وہ خفا آزردہ مرگئے ہمان
رحم آتا ہی ہمین اب حال اپنا دیکھکر

شب جو تھی ہم وہ ہم جوش حسد سے فلک
پھر لایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر

١٧١

دوستون نے رو دیا جب شکل دیکھی ای نسیم
کیا کہون کیا حال تہا وہ حال تیرا دیکھکر

١٧

مین مر گیا ہون تیرے خریدار دیکھکر
ٹھنڈا ہوا ہون گرمی بازار دیکھکر

افتادگان خاک کو پابوس کا ہی شوق
رکھنا قدم زمین پہ ذرا یار دیکھکر

آئین جو یاد وقت گذشتہ کی صحبتین
رونے لگا مین جانب گلزار دیکھکر

اب دیکھین ہمکو خوبی تقدیر کیا دکھائے
پھر دل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر

مرنیکا ہو گیا ہی جو ہر شخص کو یقین
روتے ہین وہ بھی صورت بیمار دیکھکر

آئینی نے سکھائین انہین کج مزاجیان
ٹیڑھے ہوے وہ ابرو خمدار دیکھکر

برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ مین
محشر بپا ہے جلوہ رخسار دیکھکر

پردہ کیا اونہون نے طلبگار جانکر
چھپتے ہین اب وہ خواہش دیدار دیکھکر

ثابت نہین کہ آج ہوئی کونسی خطا
کیون گھورتی ہین مجکو وہ ہر بار دیکھکر

مجکو تو ہے خیال جو تمکو نہین خیال
تیغ نگاہ یار کی دلپر جو زخم ہین
جہکتی ہی خود بخود مری گردن مثل الف
آخر کو رنج عشق سی حالت یہ ہوگئی
درد جگر فراق کی تپ شوق کی غشی
برسے جو آگ صحن زمین پر تمام رات
ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنا دیا

جلتا ہون مین یہ صحبت اغیار دیکھکر
مین کانپتا ہون ابرو خمدار دیکھکر
ای یار تیری ہاتہ مین تلوار دیکھکر
روتے ہین مجکو اب مری غمخوار دیکھکر
حیران ہی چارہ گر مری آزار دیکھکر
گھبرا گئی وہ آہ شرر بار دیکھکر
دیوار ہون مین یار کی دیوار دیکھکر

۱۷۲ مژگان کی صف مین لکھی شعر ای نسیم
رکھا قدم نہ منزل پر خار دیکھکر ۱۲

اشک امڈی تہ دامن سی ٹپک کر باہر
اسقدر جوش محبت سی گلو نی کھینچا
چشم وز دیدہ بھی واہی ہی نظارہ کو
خلعت مرگ مین بھی تنگدلی اتنی قاتل
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم
تنہ فقط اتنی لیے وہ نہین کہلاتی ہین
خاک تعویذ لحد کے لیے لائی ہی صبا
کاٹتا ہی مری ناحق خفتے بازو صیاد
تملا حضرت دل کا تو تپا وقت تمام
اگر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ
کم نہین ایک گھڑی مشغلہ بیتابی
۱۷۳ خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی نسیم

قعر دریا سے نکل آئی شناور باہر
گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر
پانو ڈالکی ہی کفن نی تو رہا سر باہر
او نکل آیا ہی کمر سے تری خنجر باہر
رہے آغوش تصور سی بھی باہر باہر
کارسازی کے سب اسباب ہین باہر باہر
کہ نہو چاک قفس سی بھی کوئی پر باہر
نکل آئی مری پہلو سے کچھ اخگر باہر
چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
وحشت دل سے برابر ہی ہمین گھر باہر
طفل اشک آنکھ سے ہنی لگی اکثر باہر ۱۷

قربان ہو رہی ہی مری جان ادہر اودہر
وان رخنہ ہی جو زلف پریشان ادہر اودہر

جاتے ہین جب وہ سوی چمن سیر کی لیی
ہوتی ہین ساتہ عاشق نالان ادہر اودہر

ہین لخت دل کہین تو کہین پارہ جگر
رہتے ہین پیش چشم گلستان ادہر اودہر

ہنگامۂ جنون سی جو دونو ہوی ہین چاک
دامن ادہر اودہر ہی گریبان ادہر اودہر

زلفین چہٹی ہوی ہین جو چہرہ پہ دو طرف
لہرا رہی ہین افعی پیچان ادہر اودہر

دیکہا انہون نے مردہ مجہی مینی اشکبار
آئے نظر ہین خواب پریشان ادہر اودہر

یا دشمنو نسے قطع ہو یا مجسے ترک ربط
کیون دلکو کر رہی ہو مری جان ادہر اودہر

مطرب وہان ہین جمع نواساز ہر طرف
ہوتے ہین کل سی عیش کی سامان ادہر اودہر

کیونکر کرون مین بات جب پر رہتے یار کے
رہتے ہین ساتہ ساتہ نگہبان ادہر اودہر

وہ اپنی ہٹ پہ ہین مجہی اپنی کہی کی ضد
سمجہا رہی ہین دونو کو انسان ادہر اودہر

آنکہونپہ سائبان ہین مری دید کی ہون لیا
پہیلے ہوی ہین دامن مژگان ادہر اودہر

وہ بت ہی ہین ہون صاحب ہین بیچ فیصلہ
ہوتے ہین جمع گبر و مسلمان ادہر اودہر

وہ چاہتے ہین آئین ہین کہتا ہون آپ جاؤ
کس لطف پر ہی رغبت احسان ادہر اودہر

نالان و اقرباسی ہین ہون مخبر و نستی ننگ
کس کسطرح چلی دلمین ہین ارمان ادہر اودہر

ہر جائی اونکو کہتے ہین بی شرم مجکو لوگ
اوٹہتی ہین رات دن ہی طوفان ادہر اودہر

منظور ہی جو رنجش سابق کا فیصلہ
ہر روز جمع ہوتی ہین مہمان ادہر اودہر

ہین پہلوؤن مین داغ جو دونو طرف نسیم
جلوی کہا رہی ہین گلستان ادہر اودہر

۱۷۴	ردیف زای معجمہ	۱۲

کیونکر اوٹہای طرۂ زلف دوتا کی ناز
کافر سہے نجائینگے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین حاجتین
کیا کیا نہ آرزو سے ہوے ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتونسی ہوئی ہی نصیب مرگ
کیا کیا اوٹہای ہین ستم غم قضا کی ناز

کہلتی ہین عقد غنچہ کس آہستگی کی ساتہ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سی صبا کے ناز

عشاق جانفروش کے کچہ اور رنگ ہین
گستاخ ہو گئی ہین تمہاری اوٹہانے کے ناز

ایدل ستمگرونکی جفا سے نہ پہیر منہ
سہنے ہین نہین کشاکش روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین
کبتک اوٹہائین ظالم نا آشنا کی ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سی
لائین ہین آفتین تری شرم و حیا کی ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اوٹہاتی ہی مدعا کی ناز

نوبت کمر سے تا بہ قدم یار آگئی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کی ناز

دیکہو ضرور بار نزاکت سی ہوگا رنگ
ایجان نہ اوٹہ سکین گے قدم سے حنا کے ناز

١٧٥	تن شعلہ ہای غم سے ہوا خاک ای نسیم دیکہین گے استخوان نہ ہماری ہما کی ناز	١٤

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
ٹپکا رہی ہین زخم لعاب دہن ہنوز

منظور دل ہی عزت بی پردگی ہمین
کرتی ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز

ابتک وہی ہین ہمسی تری کج ادائیان
ایچرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز

ہوتے نہین ہی کم مری ویرانہ دوستی
جاتا نہین ہی سر سی خیال وطن ہنوز

قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
کہولے ہوی ہین زخم ہماری دہن ہنوز

تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوے
مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد بہی ہوے نفس سرد کہینچکر
گرمی دکہا رہی ہی تری انجمن ہنوز

ہر غنچہ منعقد ہی تری شوق دید مین
پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز

جلوے دکہا رہی ہین مرے داغہای دل
ای رشک گل وہی ہی ہوای چمن ہنوز

پہلے ہی سی خیال تی ہین بدگمانیان
نکلا نہین دہن سے ہماری سخن ہنوز

ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کے کہنگے
بہنے ہوی ہی روح وہی پیرہن ہنوز

اسے جان اضطراب تکرار ہے ابھی — باقی ہے دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
اٹھیں گے کیا سوال نکیرین کی لیے — باقی ہے قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز
ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہے نسیم — بھولا نہین ہے یار کا وہ نور تن ہنوز

١٧٦	ردیف سین مہملہ	٢٠

کل چھرے پائینگے جتنے ہین اسیران قفس — دیکھو مہمان قضا رات کو مہمان قفس
دی کہین رخصت فریاد انہین اے صیاد — تنگ آئین ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر — میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
پنبہ در گوش نرہ بہر خدا اے صیاد — سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
لوریان گو دین لیکر جو قضا نے دی ہین — پانو پھیلاے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
مژدہ چاک قفس کیا ہے اسیرونکی لیے — آنکھ کھولی ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد — جی کو بہلائین یہ ہین کاش اسیران قفس
خوابگاہ ستم افزا ہے گرفتارونکی — یارب آباد رہے گوشۂ دامان قفس
فصل گل آئی ہے مرغان چمن ہین دلشاد — کہدو صیاد سے طیار رہو سامان قفس
مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہے — چھوڑ سکیے نہین ناخن مرے دامان قفس
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا — یاد آنی لگی وہ صحبت یاران قفس
نیند آجاے اجل کے میرے افسانے سے — تا قیامت نہ کھلی چشم نگہبان قفس
چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین اہر صیاد — تنگ آتا ہے اوٹھانا ہمین احسان قفس
مخلصی پاکے فراموش کیا مجکو آہ — یاد آیا نہ احبا کو مین مہمان قفس
چھٹ کے ہم سکن انداسے بھی رنجیدہ رہے — مدتون دلمین رہی حسرت ہجران قفس
نہ پڑی آنکھ تری اور طرف اے صیاد — کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایان قفس
اشک خونین کی ہین قطرے مرے ہمصورت گل — دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہو گئے ایک ہی پرواز میں خالی آغوش | کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمان قفس
ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اوٹھی | چرخ چکر میں ہے دیکھی جو مرے شان قفس
رنج عشرت سی نہین کم جو ہو احبابِ نسیم | مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

۱۶۶	ردیف شین معجمہ	۱۹

صاف طینت کو کدورت ہے بدن کی خواہش | روح مین وہ ہون نہین ہے جسے تن کی خواہش
جو معدوم ہین انکی ہی طلب لاحاصل | نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کے خواہش
تو مصیبت ہون تری لغزشِ پیرہن سی ہنوز | تازگی پر ہی مری داغ کہن کی خواہش
پڑ گئی دید گلستان کے ابھی سے لالی | رنگ دکھلانی لگی سیر چمن کی خواہش
اسقدر ہمکو غرض دوست ملی غربت مین | کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش
آرزوی سخن چند ہی تجھسے قاتل | اسلیے ہی مری زخمونکو دہن کی خواہش
کم نہین گوہر غلطان سے ہماری آنسو | ایدل زار نکر در عدن کی خواہش
داغ ہین دلمین نہین سیر گلستانکی ہوس | باغبان تجکو مبارک ہو چمن کی خواہش
صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج | نہ پہر آنیکی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش
ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان | میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش
سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہی اپنا | تو اسیر ہین ہوی دام کہن کی خواہش
بیخبر ہین ہوس دید مین تیرے ہر دم | روح سے کام نرکہتی ہین بدن کی خواہش
پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش | خاکسارونکو نہین زیب بدن کی خواہش
خوب لپٹا ہی لحد سی پس مرزا شبہ | جسطرح ہوتی ہی دولہا کو دلہن کی خواہش
دار فانی سے ہی افسردہ مزاج حاصل | سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش
غش غش آتی ہین کچہ جیا ہی ہی صبح | کیون نہ ایجان ہو مجہی سیف تن کی خواہش
ہے جنگل دشت سے بیکہ مجھے گھر یاد آیا | شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی راحت
پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سی نسیم
کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

۱۷۸	ردیف صاد مہملہ	۱۷

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہین یہین ذبح بھی مشتاق قضا رقص

رہتا ہی تری افعی گیسو کا تصور
کرتی ہی مری پیش نظر روز بلا رقص

ہی خواہش تعلیم جو اد تری ہی کمر سے
سیکھے گی قدم سی تری کیا زلف دوتا رقص

یاد آتی ہین جب لطف طواف در احباب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز اوٹھائی ہین دم مرگ تمہاری
فرش سر مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص

پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیون سے
کرنی لگی بیساختہ پابند حیا رقص

ٹھوکر نے سکھایا تری انداز غضب خیز
زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کری دزد حنا رقص

خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا
مزدور کی نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سی مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

ہی منزل بیتابی دل ضبط سی خالی
بسمل تری کرتی ہین دم ذبح نیا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
ہی اسلیے بالای مزار شہدا رقص

آنکھون کی اشاری شتش دلکو غضب ہین
ہر ہر تری انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان پیش لحد آکی صبا رقص

افسانۂ شب سنکے نکل آیا ہی خورشید
کس ہوش سی محفل مین تری یار ہوا رقص

نالون کی مری دھوم زمین پر رہی شب بھر
ایوان فلک پر مری آہون کا رہا رقص

لے لیتی ہی جان عاشق جانباز کی ٹھوکر
دکھلاؤ ہمین جان جہان بہر خدا رقص

سوچو تو نسیم آپکی کس لطف سی گزرے
برسون ہی سر شام سی تا صبح رہا رقص

۱۷۹	ردیف ضاد معجمہ	۲۴

ایدل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض
عاشق کیواسطے نہین رسم زمانہ فرض

تدبیر بھی ضرور ہی ہر قصد کے لیے
کرتو ابھی سے قتل عدو کا زمانہ فرض

ناصح کی پند طعنۂ احباب سُن چکے
کرتے نہین کسیکو ہم اپنا یگانہ فرض

کرنی پڑے گی خدمت صیاد عندلیب
دو دن کیواسطے نہ سمجھ آشیانہ فرض

رُک جاؤ گفتگو مین نہ ہنگام بازپرس
عاشق کی قتل کا کوی کرلو بہانہ فرض

زینت سی کیا غرض ہی پس مرگ ہمنفس
چادر کی ہی ضرور نہ ہی شامیانہ فرض

کمل بہت ہی خلعت زرتار گر نہین
محتاج پر نہین ہی لباس شہانہ فرض

کرتے ہین ہم وہی کہ جو آتا ہی ذہن مین
کب جانتی ہین طاعت رسم زمانہ فرض

مفلس ہون اسقدر کہ میسر جو کچھ نہین
کرتا ہون اپنی سائی کو دیوار خانہ فرض

خدمت کا پاس ہوتا ہی ظالم کو بھی ضرور
صیاد جانتا ہی مرا آب و دانہ فرض

ایجان جان خدنگ نگہ مین کمی نہ ہو
کرلو ہماری دلکو بھی کوئی نشانہ فرض

اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا
ایجان کیجیے سخن دوستانہ فرض

مشاطگی سے حسن خداداد پاک ہی
زلفون کیواسطے نہین تزئین شانہ فرض

بگڑا ہوا ہی عمر کا رہوار اسلیی
کرتا ہی ہر کشید نفس تازیانہ فرض

صدمی اوٹھا رہا ہون مزاج نازک دماغ ہون
کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض

کیونکر نہ تیری در پہ رہین جبہ سائیان
عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض

چھوٹینگی خاک ہو کی بھی تیرا نہ آستانہ
ایجان کرو وفا مین ہمین تم یگانہ فرض

آتا ہی تا بچشم تمنای رزق مین
دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض

عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ بھی
کرتی ہین ہم ردای فلک شامیانہ فرض

پاداش قتل سی مری ڈرتے ہو کس لیی
لاکھون فریب ہین کوی کرلو بہانہ فرض

مضمون کے بھی شعر اگر ہون تو خوب ہین
کچھ ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض

ہردم جلا رہی ہین دم گرم ہڈیان / کرتے ہین سوز دلکو ہم اپنی زبانہ فرض
جو قابل شنید نہو داستان غم / کہتے ہین کیجیے وسی تیر افسانہ فرض
دیڈالو تم بہی خمس سخن جلد ای نسیم / ہر مالدار پہ ہی زکوٰۃ خزانہ فرض

١٨٠ ردیف طای مہملہ ٢١

قاصد جو پڑہ چکین وہ مرا ماجرای خط / کہنا کہ اور آتا ہی اک خط قفای خط
گم گشتگی کا حال جو لکہا تہا یار کو / وہ پڑہتی پڑہتی بہول گیا ماجرای خط
افسانہای ہجر کی طولانیان یہ ہین / برسون پڑہا کیی نہ ہوئی انتہای خط
فرصت کہان ہی ضعف سی جو حال لکہ سکین / قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجای خط
خط نامہ بر کو پہیر دیا اور یہ کہا / کہنا کہ ہمنی جان لیا مدعای خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو / جلدی نہ کیجیو مری قاصد برای خط
گر خط نہ پڑہ سکین تو زبانی ہی نامہ بر / کہدینا مدعای مصیبت فزای خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی یان / اب اور ہی ہوا ہی نہین ہی ہوای خط
غفلت یہ تہی تصور رخسار یار سے / لکہا ہزار بار وہی مدعای خط
تہا دہیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین / نکلا ہزار بار یہی منہ سی ہای خط
سمجہین نہ مکر صاف کہین حال واقعی / کیونکر لکہون کہ وہ مین ہی آشنای خط
آجای نامہ بر جو پس مرگ ہم نشین / دینا مری مزار پہ لا کر ہوای خط
آجای نامہ بر نہ کسیکی فریب مین / ڈر ہی نہ مدعی یہ کہولی مدعای خط
قاصد جواب نامہ لکہا یار نے مجہے / تعریف مدعا مین کرون یا ثنای خط
مضمون خون دل کو ہی شنجرف سے لکہا / کس رنگ پر سے ہی شوخی رنگ حنای خط
پڑہ کر وہ خط شوق مرا اوٹہ کہڑی ہوی / تعظیم خواستگار ہوا ماجرای خط
پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے / مضمون پاک ڈہونڈہ رہی ہین برای خط

برسون گذر چکے ہوس انتظار مین
معلوم کچہ نہین سبب التوای خط

رخسار مدعا کی نظارونکا شوق ہی
قاصد دکھادی ناصیہ خوش نمای خط

قاصد زیادہ اس سی ہوس کیا ضرور ہی
دیتا ہون نقد جان مین تجہکو بہای خط

آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا +
بہتر یہ ہی کہ آپ چلو تم بجای خط

۱۸۱	ردیف ظای معجمہ	۵

پاک ہی لذت عشرت سی زبان واعظ
جو بلا آئی الٹی سو بجان واعظ

ہم نفس باغ جنان گہر ہی گنہگارونکا
ڈہونڈ دوزخ مین کہین جا کی مکان واعظ

خدمت رند قدح نوش مین بے ادبی
جسمین ہی کاٹیی دانتو نسی زبان واعظ

خود فراموش ہی کیا اورکو سمجہائیگا
راست بازونسی کجی پر ہی گمان واعظ

کیون نہ ہو تیر اشارات سی عالم مجروح
قد خم گشتہ ہی گویا کہ کمان واعظ

۱۸۲	ردیف عین مہملہ	۱۲

ہجر مین میری جلانسیہ نکلی رکہ یہ پروانہ شمع
ہائی دیکہو ان جلی شب ایک جا پروانہ شمع

جب پڑی زنجیر گریہ پہر کہان آزادگی
دام مین لائیگا تجکو اشک کا ہر دانہ شمع

دیکہکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بچہ گئے
کہہ گئی پوشیدہ میری حال کا افسانہ شمع

بات کچہ ہو یا نہو آنسو بہا دینا اسے
رکہتے ہی میری مین حسن گریہ طفلانہ شمع

روسیاہی قسمت گلگیر مین لکہی گئی
بیگناہی کے لیے پیدا ہوی پروانہ شمع

زندگی تا آتش الفت کے تہین سب گریبان
جان پروانکی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع

وا ہی قسمت نخل گریہ ایک ہی اوگتا نہین
بوتی ہی ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع

دنکو پنہان رات کو فانوس کی رخ پر نقاب
کسقدر رکہتی ہی پاس فرقت پروانہ شمع

دامن گریہ چہپا دیتا ہی عریانی کا عیب
تن پہ رکہتی ہی ردای اشک بیتابانہ شمع

کیا غضب ہی ہوگی گل سی عشق بلبل ننگی
کچہ نہ آیا تجکو پاس الفت پروانہ شمع

صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے
حاجت مشاطہ رکھتی ہی فکر شانہ شمع

قیدی زنجیر گریہ کیون ہی پروانونکی شکل
مانگ لی پرواز کرنی کو پر پروانہ شمع

بعد مردن عاشقونکی پاسبان معشوق ہین
رات بھر کرتے ہی حفظ لاشہ پروانہ شمع

۱۸۳ — ولہ — ۱۴

حسن معشوقی مین بھی رکھتی ہی ناسور شمع
سوز باطن تو نکم ہوتا جو ہوتی چور شمع

کیا فروغ مرگ ہی ای حور عاشق کا ترے
گل چڑہاتی ہی لحد پر بنکے نخل نور شمع

اشک غلطان لاتی ہی دوست تیری نذر کو
جانتی ہی آنسوون کو دانہ انگور شمع

اشک کے دامن مین کہلی اپنی پروانیکی لاش
مفلسے سی کچہ نہین کہتی اگر مقدور شمع

گرمیان دکھلا رہی ہی اپنی جسم سرد کی
صرف سوزش کر رہی ہی روغن کافور شمع

سر کٹائی گر فروغ زندگی منظور ہے
دیکہ وقت روشنی کہتی ہی کیا دستور شمع

دغدغہ اوٹہی تحادیار ایذا دوست سی
جانتی ہی ہر لب گلگیر کو ساطور شمع

حسن تابندہ ہی شعلہ رشتہ پیچیدہ زلف
سامہنی پروانیکے آتی ہی بنکر حور شمع

بیحجابی کے مزی اوٹہتی پروانیکے ساتہ
جل رہی ہی پردہ فانوس مین مجبور شمع

رکہتی ہی سینہ مشبک کثرت ناسور سے
سر سے پاتک ہی بہ شکل خانہ زنبور شمع

خودنمائی ہی حسینونکی لیے بی پردگی
عیب عریانی سی ہی اسواسطی معذور شمع

بہ نجائی گرمے رخسار آتشناک سی
بزم جانان مین تہ فانوس کہدو دور شمع

چند دم کی روشنی پہر آنسوونکا ڈہیر ہی
ہی بہلا کس حسن بی اثبات پر مغرور شمع

۱۸۴ — زیر مدفن روشنی اعمال کی ہی ای نسیم
آرزوے خورشید کی ہمکو نہ ہی منظور شمع — ۲۶

سر محفل کبہی رکہتی ہی جو دستور شمع
ایک ہی پا سے کھڑی رہتی ہی شب بہر دور شمع

دیر سی تکتی ہی تیرا عارض پرنور شمع
دیکہ تو کیا دیکہتی ہی او بت مغرور شمع

پارسائی کے ہین دعوی کیون نہو مغرور شمع
پردۂ فانوس مین ہی شاہد مستور شمع

اتحاد تیرہ باطن سے نہین مسرور شمع
دود شعلہ سے رکھتی ہی نہایت دور شمع

جلوۂ عارض سے تیری کیون نہ بھاگی دور شمع
سامنے خورشید کی رکھتی نہین ہے نور شمع

آبلے اشکو نکے رخ سے کر رہی ہی دور شمع
یا لگن مین بھر رہی ہی دانۂ انگور شمع

کونسے وقت اوسکو یاد سوز پروانہ نہین
کب بھلا رکھتی ہی ٹھنڈا سینۂ محرور شمع

شعلہ کاہی کو ہی سر پہ ہے یہ چوٹی نور کی
جب یہ جلوے ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع

خود بہا دیتی ہی جب ناسو کو بہر بیچہی
جانتی ہی ننگ اپنی زخم پر انگور شمع

عکس تیری عارض شفاف کا جو پڑ گیا
کسقدر چمکی ہی گویا ہو گئی بلور شمع

جم گیا ہی جا بجا دود جگر پروانی کا
سرنگین رکھتی ہی ہر ہر دیدۂ ناسور شمع

کس قدر انداز کے تیر نظر کا خوف تہا
کیون ہوئی تہی پردۂ فانوس مین مستور شمع

آنکہہ ہی پائی ہی قسمت سے تو وہ ناسع کی
کسکو دکھلائی یہ اپنا دیدۂ بی نور شمع

شاہدان شعلہ رو کو حیہ گردی عیب ہے
دوسرے پا سی ہوئی ہی اس لیے معذور شمع

لن ترانی کر رہا ہی تاج شعلہ فرق پر
آج تو دکھلا رہی ہی کچہ فروغ طور شمع

ہٹ گیا منہ سی دوپٹا روشنی عارض کی نے
آفتاب حسن چمکا ہو گئی بے نور شمع

قصد میرا دیکہہ کر کہتی ہین سو سو ناز سی
کچہ حیا کر دیکہہ تو وہ دیکھتی ہی دور شمع

صدقے ہین اوس تیرگی کی جسمین تم ہو بیحجاب
جلد اوٹھو گل کروا یجان نہین منظور شمع

دیکہہ سوز ہجر سے میرا فروغ استخوان
کیون منگاتا ہی عبث ای یار رشک حور شمع

یاد آئی ہی جو اوسکو صحبت پروانہ ہائے
رو رہی ہی ہمکو تمکو دیکہکر مسرور شمع

منہ سی اتنا بہی نہ نکلا کیون جلاتی ہو مجہے
ہو گئی ایسے تمہاری سامنے مجبور شمع

مر یہ بار شعلہ دامن مین کچہ اشکو نکا ہجوم
آگی محفل مین تمہاری بن گئی مزدور شمع

سوز میرا سا تمہاری حسن کی ہی روشنی
دونون باتین کی ہین پیدا کیون نہو مغرور شمع

یہ بھی سیکھی ناز معشوقی تمہاری شرم سے
پردۂ فانوس مین رہنی لگی مستور شمع

زخم ملتا ہی حسینونکو بھی جور چرخ سے
رکھتی ہی سینی مین اپنی جا بجا ناسور شمع

۱۸۵	اس زمین مین اک غزل لکھو مضامین آ نسیم جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع	۲۱

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع
صبح کو ہو جاے گی زرق وہان مہجور شمع

آپ بہر لیتی ہی اپنی اشک سی ناسور شمع
رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آجکی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع
مجھسے تم کچھ دور ہو اور تمسی ہی کچھ دور شمع

شعلہ رو ہونکے محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنی پاسبان گور شمع

بی نیازی ہی بشکل دیدۂ اعمی مجھے
کچھ غرض کہتا نہین گو پاس ہی یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کی
سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع

واہ ری ہمت حصول دید غیرونکی لیے
آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھی اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام موذی کی لیے
ہوتی ہی ایدل وبال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بہر سوز حاصل اسمین شعلے رات دن
کب ہلا رکھتی ہی ہیرا سا تن محرور شمع

آپ دہو لیتی ہی چہرہ اپنی آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت ہوسی غشی ہی صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہی کہانسے جلوۂ طور شمع

وای قسمت بی بضاعت سے خذر کرتی ہین سب
بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سی ہین پاک
بعد مردن بی کفن پروانہ ہی بی گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین اونکو پہر کیا احتیاج
اہل جنت کی لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسی معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہی سینی مین اپنی جا بجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا زا اوسمین ہی
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بیخون زردی چہرہ دلیل کسل ہی
بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسیکی جو ہو ایسا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنی بات
آپکی محفل سی دلمین لیچلی ناسور شمع

مجپہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیری ہجر سے
اسطرف مجبور مین ہون اوسطرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اوسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سی سینۂ محرور شمع

کہتے ہین اوٹہ آگی صدقے ہو کھلی بند نقاب
ایک ہی جلوہ مین اپنی ہوگیئی بی نور شمع

بسکہ آنکھو نمین تصور آپ کی عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع

بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسی میرا دل
دو بلائین ساتہ ہین ہو کسطرح مسرور شمع

یہ بہی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت کر اسکو ہو چلکی بی نور شمع

وای غفلت قبر رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکہو ہم تم ہنس رہی ہین یا وہی ہی دور شمع

بے زبانی سی ہی چپ رکا مگر پچتا وگئے
بدگمان ہو کیون بیجان نہین مغرور شمع

آپکے رخسار روشن نی ہٹائی اسکی قدر
اب نظر آنی لگی مثل چراغ دور شمع

التماس آرزو کرتے تمہاری سامنے
ہان مگر ہی خلقت خاموش سی مجبور شمع

ہٹ گیا منہ سی تمہاری گرد و پیٹا انیم
پہلے نور صبح سی ہو جای گی کافور شمع

کب مین محتاج ضیای غیر عاشق انیسِ تسنیم
داغ تن تابندہ ہین دن کہلائیگی کیا نور شمع

۱۸۶	ردیف غین معجمہ	۱۷

دلمین رہتا ہی ضیای داغ سے روشن چراغ
گہر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بی روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہی روشن چراغ
تم جلانی بہی نہ آؤ گی پس مردن چراغ

شعلے دیتی ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتی ہین میرنی پیرہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلہ افسوس سی ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کے طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بہی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتی رہی روشن چراغ

اک تماشا ہی فروغِ کرمکِ شب تاب سی
باغ مین ہر ہیولی کہتا ہی تہِ دامن چراغ

روشنی دیتی ہین داغِ دلِ شگافِ قبر سے
جانتی ہین لوگ جلتی ہین تہِ مدفن چراغ

جسقدر بی مایگی ہو باعثِ آرام ہی
بجھ کی سوتا ہی جب ہوتا ہی بی روغن چراغ

یہ جلاتا ہی انہین آتی ہین پہ پانی جو پاس
واسطی قسمت دوستونکا اپنی ہی دشمن چراغ

شب کے تاریکی لحد پر داغ تن زیرِ لحد
تیرگی بالای مدفن ہی تہِ مدفن چراغ

یون ہی مر جاونگا مین بھی رنج غم سی ای صنم
جلکی بجھ جاتا ہی شب کو جیسی بے روغن چراغ

عکسِ عارض سی تمہاری پڑ گئی روشنی چمک
چشمِ بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

امتحان کیواسطے اکثر بجھاتا ہون جو مین
تابشِ رخسار سی تم کرتی ہو روشن چراغ

انتقالِ روحِ عاشق کا زمانہ ہی قریب
تو مبارک ہو تمہین روشن کری دشمن چراغ

بیحسونکو بھی تمہاری حسن سے ملتا ہی فیض
رات بھر رہتا ہی ہر بوا مین روزن چراغ

١٨٧	ای نسیم اب تم بدل کر قافیہ لکھو غزل جوشِ مضمون کہ رہا ہی اور روشن چراغ	٩

باعثِ بی رونقی ہی جای ویرانمین چراغ
اس لیی روشن نہین کرتی بیابانمین چراغ

تیرہ بختونسے فروغِ ظاہری رہتا ہی دور
کسنے دیکھا دامنِ شامِ غریبان مین چراغ

اوٹھ گیا عاشق کا لاشہ آج جھگڑا مٹ گیا
پاسبان روشن کری اب کوچۂ جانانمین چراغ

کچھ ہمین مطلب نہین گر پاسبان بیرحم ہی
آہ کی شعلونسی جلجاینگی زندانمین چراغ

نور کی ہی روشنی سوتی ہین وہ آغوش مین
ای فلک رکھتا ہون مین بھی آج دامان مین چراغ

ہر شگافِ مو سی ضو دیتا ہی حسنِ روی پاک
جلوہ گر ہی کوچۂ گیسوی جانانمین چراغ

سوجتا ہی چپکی چپکی کچھ ہوا کا ہی جو خوف
رات بھر رہتا ہی اپنی فکرِ دربانمین چراغ

نور کی آنسو ٹپکتی ہین خیالِ یار مین
کیا تماشا ہی کہ ہی آغوشِ دامانمین چراغ

١٨٨	ای نسیم ایکی خلافِ بحر تو لکھو غزل	صبح ہو جائی یہانتک پھری تو نہین چراغ	١٠

ہان کیون نہ پیش ہم رہی بی سخن چراغ
رکھتا نہیں نشان زبان و دہن چراغ

محتاجِ روشنی نہیں عُشّاق آپکی
جلوہ نسے داغکی ہین تہ پیرہن چراغ

مرنی کے بعد بھی وہی شعلی ہین مشتعل
جلتے ہین ایک دن مری زیرِ کفن چراغ

نیند ونکی لطف خلق کو بیداریان اوسے
ہی پاسبانِ خانۂ ہر مرد و زن چراغ

دیرپیش ہونگے عذرِ گذشتہ اوسی طرح
روشن کرو نہ آجکی شب جانِ من چراغ

عاشق سی کاوشون پہ ہمیشہ ہی روزگار
جلتا نہیں سرِ لحدِ کوہکن چراغ

جلتے ہو سیر کو تو رہی روشنی بھی ساتھ
دکھلائیگا نشیب و فرازِ چمن چراغ

بی رونقی دلیلِ مصیبت ہی ای صنم
رکھتا نہیں مزارِ غریب الوطن چراغ

مفلس کا لاشہ رات کو اوٹھی تو پھر بھی
خیاط کو بھی چاہیی پھر کفن چراغ

مضمونِ نور زا جو ہوی ضبط ای نسیم
ہی بزمِ سامعین مین ہمارا سخن چراغ

۱۸۹	ردیف فا	۱۶

لائی نصیب کھینچ کے بیداد کیطرف
دن پھر پھرا پھر آیا تو صیاد کیطرف

پاس وفا سے مُنہ نہ پھرا وقتِ نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کی صیاد کیطرف

کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین
سوی چمن کبھی کبھی صیاد کیطرف

مین اجنبی قفس سی قفس مجھسی اجنبی
وہ مجکو دیکھتا ہی مین صیاد کیطرف

ای دامِ روزگار نہیں بختِ عندلیب
کیون کھینچتا ہی تو مجھے صیاد کیطرف

کہتا ہی دل کچھ اور ہی یہ طرز لطف ہے
میری طرف نہ اوس ستم ایجاد کیطرف

دیکھی جو مینی روزِ جزا اوسکی بیکسے
شرمائی ہو گیا اوسی جلاد کیطرف

رو کو خدا کیواسطے یارو کہ جوشِ شوق
پھر مجکو لی چلا اوسی جلاد کیطرف

ہی مجکو جوشِ شوقِ شہادت حیا کی ساتھ
گردن جھکائی جاتا ہون جلاد کیطرف

شوقِ نیاز ہون کبھی قہرِ نگاہ ہون
اپنی طرف ہون مین کبھی جلاد کیطرف

ایسے مسافرانِ عدم تنگ دل گئے
عاشق کا دل ہی آئینہ خوشی کا گذر کہان
مژدہ کسی طرح کا سُنتا ناہی گر کوئی
اونکو شگونِ آمدِ فصلِ بہار ہے
مشقِ خیالِ یار ہی یون انکو جسطرح

منہ بھی کیا نہ عالمِ ایجاد کیطرف
آتا ہی کون خانۂ برباد کیطرف
مین دیکھتا ہون خاطرِ ناشاد کیطرف
تکتے ہین باغبان مری فریاد کیطرف
سرعت ہو طفل کو سبق یاد کیطرف

۱۹۰

غنچے کھلے ہوئے ہین چلو سیر کو نسیم
جاتے ہین ہم بلبلِ ناشاد کیطرف

۱۰

بھلا وہ کیا ہو مری حالِ زار سی واقف
وہ عندلیب ہون جسکے کھلی قفس مین نگاہ
نہین اوٹھائی ہی جسنی تپش جدائی کی
فروغِ حسنِ شبِ زلف آنکی دیکھی ہی
خیال گریۂ بیس کی لہرے انکو کیا ہوگا
نہ جانتی تھی کہ آتی ہی عشق مین ہوگی
ہجومِ کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
خلش اوٹھائی نہ نوکِ مژہ کی اشکون نے
ڈرو خدا سے گہمنڈ اسقدر نہین اچھا

نہین ہی جو ستمِ روزگار سی واقف
نہین ہین لطفِ خزان و بہار سی واقف
وہ کیا ہو میری دلِ داغدار سی واقف
یہ دل ہی گردشِ لیل و نہار سی واقف
جو آج تک نہین میری مزار سی واقف
نہین تھی ہم ستمِ انتظار سی واقف
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سی واقف
یہ آبلی نہین تکلیفِ خار سی واقف
نہین ہو جذبِ دلِ بیقرار سی واقف

۱۹۱

مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم
کہ جو نہین کبھی لطفِ بہار سی واقف

۱۲

مین دیکھا کہ یہ طول آج کیون ہین فکر آئی لف
حسرت ہی دل مین رہ گئی دلِ عاشق مین ہائی ہائی
یارب جو رازِ شبِ ہجر انسے بھی زیاد

جز ابتدا نظر مین نہین انتہائی زلف
شانی سے کچھ بیان نہ کیا ماجرائی زلف
رہتی ہی یہ عافری لب پر برائی زلف

عاشق کے دلکو فکرِ دوئی سی نہین فراغ
عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ و تاب
بخشا جو بیقراریِ خاطر نے انتشار
یہ مدد کی لطف بستان کو اسطرح طول آج
دیتا ہون اپنی جان کو اگر کیجیے قبول
پائی تمہاری سر پہ جگہ واہ رے نصیب
اللہ ری ضبطِ عاشقِ بیچارہ مرگیا
صدقے کیو اسطے سی تمہین فکر کیا ضرور
قربان اس نصیب کے کیونکر نہ جایئے
سچ ہی ہجوم شوق بھی ہی قہر ای نسیم

شانہ بھی سر لگا ہی ہوئی ہی قفای زلف
ثابت نہین کسیکو بھی کیا مدعای زلف
ہم کہتے کہتے بھول گئی ماجرای زلف
جسطرح ہی دراز ترا ماجرای زلف
رکھتا ہون اور کیا جو تمہین دون بہای زلف
کیا اندنون ہی اوج پہ بخت رسای زلف
اتنا بھی اوسکے منہ سی نکلا کہ ہای زلف
عاشق کی جان جایئگی لیکر بلای زلف
ہمت ہے یہ کہ سر پہ تمہاری ہی جای زلف
کیا کیا بلائین سہتی ہین ہر شب برای زلف

۱۹۲	ردیف قاف	۱۵

ردیف قاف

ہم غریبونکو بھی ملجاتی ہین پیمانۂ عشق
یاد کیا آیا ہی مژدہ کہ جو رونا بھولا
رات کم آتی ہی آرام سی پھر سو رہنا
آہی رہتا ہی یہان کوئی نہ کوئی مشتاق
اور خاک ایسی نہین جیسی بشر کی ہی خاک
نہ درخت اسکا ہی کوئی نہ کہین پھل اسکا
روح پرواز ہوئی کام نہ آئی زنجیر
حالِ کہتی نہین مرجاتی ہین عاشق خاموش
سجدی ہوتی ہین ہزارون کی دم مستیِ شوق
بند ہوجائیگا واعظ درِ توبہ لیکن

یارب آباد رہا آیا صحبت میخانۂ عشق
قہقہے کرتا ہی کچھ آلہ کی دیوانۂ عشق
سن لو کچھ عاشقِ بیتاب کا افسانۂ عشق
کب بھلا رہتا ہی خالی کبھی کلی شانۂ عشق
یہی کرتی ہی صدا پرورش دانۂ عشق
ظاہر النخل ثمر سے ہی بری دیوانۂ عشق
نہ رکا قید ہی ہو کر ترا دیوانۂ عشق
دیکھ کے شمع کی جلجاتی ہین پروانۂ عشق
اتنے کعبے سی نہین کم درِ میخانۂ عشق
وا رہیگا یونہین ہر دم درِ میخانۂ عشق

بیخودی مین خودی ہی جو سمجہ رکہتا ہو
جو کہ بیہوش جہان ہے وہ ہی فرزانۂ عشق

جب نظر آئی تو کہل جائی کہ کیا عالم ہی
صورتین اور ہی کہتا ہی پریخانۂ عشق

کب تصور سی ہی خالی دل خستہ ایدوست
ہر دم آباد رہا کرتا ہی ویرانۂ عشق

کسکا تہی اسکی سوا منزل ویران مرغوب
سینۂ عاشق افسردہ ہوا خانۂ عشق

ای نسیم اب نہ محبت کی تمنا کرنا
ورنہ پہر لوگ کہین گی تمہین دیوانۂ عشق

١٩٠٣ ردیف کاف ١٨

پہونچی جو دم شوق نظر یار کی سر تک
اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک

اسکی روح نہ اتنا قفس جسم سی ہو تنگ
آپہونچی ہین تیر نظر یار جگر تک

مرجائینگے پہلے دم رخصت طلبی سی
ہم خود سفری ہونگی تری وقت سفر تک

کچہ دور نہین تیری نزاکت سی جو بل کہای
ہو زلف کی آئینگے اگر موی کمر تک

پابوسی کاکل کو ہی آسیب پہونچای
شانہ بہی نہ آجای کہین موی کمر تک

گو تجکو خبر ہو کہ نہو مین نہین غافل
آہین مری ہوتی ہین ہر شب تری در تک

کیا دخل جو کم ہو مری گلگونے دامن
وا رہتی ہین در زخم کی سینی سی جگر تک

گر بندہ نوازی کا ارادہ ہی تو جلد آ
ہون آجکی شب اور ہی مہمان سحر تک

کیا کیا نہ ارادی تہی مری جوش جنون کے
پہونچا نہ مگر ہاتہ گریبان سحر تک

ای ولولۂ شوق شب وصل صنم ہی
رہ جای کہین حوصلہ باقی نہ سحر تک

وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا
جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک

جسکے لیے مین بیخبر ہر دو جہان ہون
افسوس کہ اوسکو نہوی میری خبر تک

اک طرفہ تماشا ہی ذرا دیکہ لو تم بہی
لی آئینگے اونکو بہی کہتی ہوی گہر تک

ہر چند ہون دیوانہ مگر ہی ادب اتنا
آتی ہی قدم لینی کو وحشت مری گہر تک

تنہا تری کوچی سی کبہی مین نہین پہرتا
محرومی قسمت مری ساتہ آتی ہی گہر تک

وہ حسن کی گرمی ہی جب آتا ہون تری پاس
شعلہ سا لپٹتا ہی مری پانو سی سرتک

ای ضعف اجازت دی کہ مین برہنہ آتشو
آتا نہین دامن ہی کبھی دیدۂ تر تک

194 وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن ہی سی محجوب
منہ اپنا چھپاتا ہی مراز خم جگر تک 14

خدارا لیچلو یارو مجھی اوس شوخ بدظن تک
یہ حالت اپنی پہنچی ہی کہ رو دیتی ہین دشمن تک

وہ مطلب ہون کہ جسکو تم زبان پر لا نہین سکتے
وہ خواہش ہون کہ پوشیدہ پہنچ جاتا ہون دشمن تک

خم پیری احسانسے جھکی ہی اسقدر گردن
کہ آجاتا ہی اب سر گریبان سیری دامن تک

وہ ہون دیوانۂ مفلس سلاسل جسکی ٹوٹی ہی
میسر مجکو ہو سکتا نہین پیوند آہن تک

بہار آئی مری نالی بد دماغی دیکہ گلچین کی
کہا غیرت نے مرکر بہی نہ جانیگی گلشن تک

مری آنسو بہی لطف بی نیازی سی نہین گرتی
وہ گوہر زیب دامن ہین نہین پہونچتی ہین روزن تک

نہین ہی یاد کچہ طول گرفتاری سی سب بہولا
ہزارون بار پہرتا ہون جا کر مین نشیمن تک

بنا ہون بادہ ہر ساعت مجھی آغوش حاصل ہی
کبھی ساغر کی قالب مین کبھی شیشی کی گردن تک

دوئی آئی نہین دیتی مری تاثیر تنہائی
بگولی خاک ہو جاتی ہین آتی آتی مدفن تک

بشکل ابر مسلک مجکو بخل آب تری ہی
بہری ہین آنکہ مین آنسو نہین آتی ہین دامن تک

نہ آئی گی میسر صحبت دشمن بہی غنیمت ہی
گل پژمردہ ہون کیا جاؤنگا گلچین کی دامن تک

ندامت کیا ہوئی ایسی کہ رخصت سبکو کرتی ہی
ڈہلا آتا ہی مثل اشک رخسار تنسی جبین تک

درختونکو کیا بی برگ رنج مرگ بلبل نی
گلستا نمین لباس ماتمی پہنی ہی سوسن تک

195 نسیم آگی اور بھی لکھو غزل جولان طبیعت ہے
بڑہا آتا ہی جوش نور مضمون فکر روشن تک 26

حجاب ابر مانع ہی گذر کیونکر ہو گلشن تک
وہ شبنم ہون پہنچ سکتا نہین جو پہلونکی دامن تک

بہا تا سیل گریہ کیا کہ جاتی یار بدظن تک
گلا کہونٹا گریبان نی جو اشک آئی بہی دامن تک

کمال ضعف سے گھبرا گئی آنسو میری کہتی ہین — مدد ای اضطراب شوق لیچل ہمکو دامن تک

وہ کہتے ہین یہہ کسکے دل بیتاب کا شعلہ — کہ بہر جاتی ہی اک بجلی سی آکر میری دامن تک

ہجوم جوش وحشت سی ہوئی ہین نیچے ادب ایسے — گریبان سی اوجہکر ہاتہ آجاتی ہین دامن تک

ہوا ہی بوسہ مین مین خاک ہوکر بہی پشیمان ہون — ہوا آنی نہین دیتی کسی کی مجکو دامن تک

قدم جمنی نہین دیتی صفای عارض جانان — پہسلتی ہی نظر ایسی کہ آجاتی ہی دامن تک

تری چہٹنی سی چہوڑا آنسوون نے ساتہ آنکہون کا — گلے مل مل کی آپس مین چلی آتی ہین دامن تک

ندامت ہوگی ای دست جنون گر کچہہ رہا باقی — غضب آیا جو آیا بخیہ گر کا ہاتہ دامن تک

نگاہ قہر سی کیون گہورتا ہی دمبدم ظالم — قسم لے لے جو میرا ہاتہ بہی پہونچا ہو دامن تک

خوشا قسمت قفس مین ہم قفس سی پر کٹوا کے — نظر بہی اب تو جا سکتی نہین دیوار گلشن تک

خطا میری نہین صیاد میری آرزو لیجا — کہ مجکو کہینچ لائی تہی یہی دیوار گلشن تک

کبہی گلچین نی للکارا کبہی صیاد نی گہیرا — نہ ٹہرا ایکدم گلشن مین جب آیا نشیمن تک

بہار فصل گل آئی ہی ہین کنج قفس مین ہم — مبارکباد مجکو ڈہونڈہ جاتی ہی نشیمن تک

نکر آزاد ای صیاد لیکن رحم کر اتنا — نظر سی دیکہ لون لیچل مجہی اجڑی نشیمن تک

گلوں کی آتش رخسار سی شعلی بہڑکتی ہین — لگی ہی آگ کوسون کسطرح جاؤن نشیمن تک

قفس سے چہوٹ کر دام اجل کی نو اسیری ہی — نہین ممکن کہ میری روح بہی جائی نشیمن تک

وہ بیتابی کہان ممکن جو توڑی دام جسمی کو — وہ آزادی کہان حاصل جو لیجائی نشیمن تک

دلا ای ہم ماتم ہم صفیر آپس مین کر لینگے — صبا لیجائیو دو چار پر میری نشیمن تک

قفس کہا ہی اتنی دور صیاد ستمگر نی — کہ میری آرزو بہی جا نہین سکتی نشیمن تک

تری عاشق کا لاشہ ناپسند طبع ہی سب کو — نہین آتا گروہ مور بہی سوراخ مدفن تک

ہمیشہ بر شگاف قبر سی کچہہ دور رہتی ہی — صبا بہی ناز کرتی ہی اگر آتی ہی مدفن تک

تمہاری ہرزہ گردی کا خیال آتا ہی جب دلمین — ڈبو دیتا ہی سیلاب ندامت مجکو گردن تک

ہجوم کیف مستی سی یہ عالم اب تو ہی ساقی
چلی آتی ہی مے اُبلی ہوئی شیشی کی گردن تک

برستا ہی جو ابر تر ترنا مین ٹپکتی ہین
ڈبو دی آب مے مین آج ساقی مجکو گردن تک

غنیمت ہے نسیم آزاد ہونا جب میسر ہو
ملین گے ہم صفیر و نسے پہونچکر صحن گلشن تک

١٩٦ ردیف کاف فارسی ١٥

پونچھی بُر دنِ سینہ سنگ کر جگر مین آگ
ای اشکِ دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
کب کی دبی ہوئی تہی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہای حسن نے پای نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو اخگر بنا ہی گا
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ

ہو عمر طول آہ شرربار کی مری
ہنگام احتیاج ہی ہو جیب و دامن مین آگ

جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ہو جسکی بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

تھوڑی خلاف حلم سی ہوتا ہی خشمگین
کیسے بھری ہوئی ہی مزاج بشر مین آگ

پڑتے ہین آبلی جو چھوی کوئی اشکِ گرم
ای چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ

ہی نار سوز ہجر کو پھونکا ہی مینی دل
کہتی ہی آہ مینی لگائی جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہی جو شعلہ مزاج ہی
جو سنگ ہی ضرور ہی اوسکی جگر مین آگ

مین آپ جل گیا تپشِ التماس سے
بخشے مری دعا نی خود اپنی اثر مین آگ

بلبل کے گر میو نسے تعجب ہوا مجھے
بھڑکی کہان کی عشق نی اس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی
ٹھیرے کہان بشر جو لگی اپنی گھر مین آگ

کیا منہ ہی کیا مجال کسیکے ہی اب نسیم
پیدا ہو لطف سی جو ہر اک شعر تر مین آگ

١٩٧ ردیف لام ١٣

کس منہ سی کہتی ہی کہ مین ہون آشنای گل
بلبل زبانسے یہ بھی نہ نکلا کہ ہای گل

دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا
بلبل کے بدلی زاغ ہین کانٹی بجای گل

آنکھونسے دیکہ لو ستم روزگار کو
کچہ پوچہنا ضرور نہین ماجرای گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن
ہم خوب جانتی ہین یہ تہا مدعای گل

ای عندلیب کیا نفس چند کے بہار
دو دن کی بعد پہر یہی ہای ہای گل

ٹہیرا اگر قدم بہی تو آغوش دام مین
افسوس دیکہنے بہی نپائی لقای گل

فصل بہار وقت خزان و نوسانہ ہین
وہ ابتدای گل ہی تو یہ انتہای گل

کہتے تہی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین
راحت کہان اوٹہا نہ سکی ہم جفای گل

ارباب ضبط کے نہین کہلتے لب سوال
اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذای گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈہونڈہ لی مکان
رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوای گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیی
آئے زبان پہ نہ کبہی شکوہ ہای گل

رسوا کیا محبت خندیدگے نے آہ
کہلنے لگے قریب سحر پردہ ہای گل

شاید نسیم آمد فصل بہار ہے
پیدا ہی چند روز سی سر مین ہوای گل

۱۹۸	ردیف میم	۱۱

دیکہ او قاتل بسر کرتی ہین کس مشکل سی ہم
چارہ گر سی درد نالان ور درد دل سی ہم

ہای کیا بیخود کیا ہی غفلت امید نے
حال دل کہتی ہین اپنا پہر اسی قاتل سی ہم

رشک اعدا نی کیے دشمن بد نمین استخوان
شمع محفل ہو گئی اوٹہی آپکی محفل سی ہم

اسکو کہتی ہین وفاداری کہ بعد از قتل بہی
داغ خون ہوکر نچہوٹے دامن قاتل سی ہم

طول تہی راہ عدم گہبرا کی سوئی قبر مین
پاؤن پہیلائی تہکی جب دوری منزل سی ہم

جسم دشمن سی نظر آتی ہین جلوی روح کی
حسن لیلی دیکہتی ہین پردہ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین یہ بہی کہ وقت اضطرار
خوش تو ہو جاتی ہین تیری وعدۂ باطل سی ہم

آ د آپسمین سمجہ لین غیر کا ہی کوسنے
تم کہو دلسے ہماری کچہ تمہاری دل سی ہم

سنکے روتے ہین اکثر صورت زخم جگر رشک ہی حسرت پہ وصلی دلمین آتا ہی یہہ		آپ تڑپاتے ہین اپنی خندۂ باطل سے ہم اپنی قالب کو بدل لین قالب بسمل سے ہم
۱۹۹	سینۂ دل مین ہجوم داغ حسرت سے نسیم پہول چن لیتے ہین اپنی گلشن حاصل سے ہم	۹
زرگر و حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم اور دیوانوں سے رکہتے ہین ذرا توقیر ہم کفر و دین کی عدی دو نوا دا ہو جائین گے یہ نہین خوش کرتی ہین دل اپنا امید وصل مین اگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی سنتو او ظالم بہلا یہ بہی کوئی انصاف ہی وصل میری اونکے ہوگا کچہ اب اسمین شک نہین روز کا جہگڑا او ٹہائی کیون نہ لیتے ہین آج		طوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم ڈالتے ہین آپ اپنی پاؤنمین زنجیر ہم ذبح وہ کافر کری منہ سے کہین تکبیر ہم کہینچتے ہین ایک جا اپنی تری تصویر ہم چاک کر ڈالین گے اپنا نامۂ تقدیر ہم لائق الطاف اعدا قابل تعذیر ہم کہدو آئین دیکہی اس خواب کی تعبیر ہم امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم
۲۰۰	کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا سے اے نسیم رکہتے ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم	۵
پیچھا کرین وہ افعی رہزن تو نہین ہم زخمونکو اگر خلق کے آنکہونسے چہپایا ظالم صفت شمع مرا حال بنایا تہی خاک پریشان بس مرگ ہن بہی ہین آزاد دیوار سے کیون رابطۂ دود جگر ہو		چوٹی کی طرح سے پس گردن تو نہین ہم سی دینگے بہلا دیدۂ سوزن تو نہین ہم سر کاٹ کی کہتا ہی کہ دشمن تو نہین ہم مردونکی طرح قیدی مدفن تو نہین ہم کچہ سرمہ کش دیدۂ روزن تو نہین ہم
۲۰۱	ردیف نون	۸
بدلی نہ گالیونسے کبہی یار کی زبان		آئی نہ کام کچہ کسی غمخوار کی زبان

ناله ہی عرض حال ہے صیاد رحم کر | گویا نہین ہی بلبل گلزار کی زبان
آئیگا کون آبله پا جسکے خوف سے | سوکھی ہوی ہی دشت مین ہر خار کی زبان
غفلت شعار گر تجھے آنا ہی جلد آ | لے بند ہو چکی ترے بیمار کی زبان
منه چڑہنا آجکل نه کہین شایقان گل | بگڑی ہوی ہی قاتل خونخوار کی زبان
موذی کا ہی کمال ہی انجام کو گزند | ہے خوف جتنی تیز ہو تلوار کی زبان
تیر و سنان و خنجر و شمشیر آبدار | ہین زخم چوستے انہین دو چار کی زبان

۲۰۲	واقف نہین فصاحت الفاظ سی عدو سمجھے گا کیا نسیم کے اشعار کی زبان	۷

بجلی سے کوندا اوٹھی جو کھلین سیم تن کے پاون | خورشید آکے چومے اوس گلبدن کی پاون
جی کیا لگے که صحبت زنجیر بھی نہین | قاتل نے کاٹی پہلی ہی مجھ خسته تن کے پاون
ہون پیک وہم سی ہی من وحشی سبک خرام | پہونچین جو مجھ تک ایسی کہان ہین ہرن کی پاون
مدفن کو چشم سو رہی مجھ حقیر کے | کنج مزار مین بھی نه پھیلا سکی تن کے پاون
پاس ادب سے گر وہ نہین ہی مقام پا | جائیگا کوی یار مین سر ابن کے پاون
مشاطه دیکھ تو نه لگا بیٹھنا کہین | منہدی کہان کہان مری غنچه دہن کے پاون

۲۰۳	باغ جہان مین ڈھونڈہتا پہرتا ہی یار کو تھکتی نہین نسیم خجسته سخن کی پاون	۵

جب تیر نظر تا به جگر جائینگے لاکھون | دو چار تو کیا جی سی گذر جائینگے لاکھون
عیسے سی تیری عہد مین کچھ ہو نه سکیگا | اک بانکی کہنی مین تو مر جائینگے لاکھون
وه کوچه دلکش ہی ترا قاتل سفاک | گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا | صیاد کی گھر تک مری پر جائینگے لاکھون
پیراک یہان بحر فنا کی بھی بہت ہین | تلوار کی بھی گھاٹ اوتر جائینگے لاکھون

۲۰۴	وله	۴

بہولون تمہین وہ بشر نہین ہون	اتنا بہے بے خبر نہین ہون
اللہ رے فرط کاہش تن	ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون
دکھلائے نہ دون یہ غیر ممکن	کچہ آپکی مین کمر نہین ہون
بیحال سے کہے نجانے دو نگا	عاشق ہون نامہ بر نہین ہون

۲۰۵	وله	۱۱

یہانتک طول تہا اے ہم نفس کل ہجر کی شب مین	دعائین جاگ کر سو رہین آغوش مطلب مین
بہرا ہون کچہ نکل جائے نہ منہ سے ضبط مطلب مین	کہ ہو جاتی ہے ریزش بیشتر جام لبالب مین
ہمین حسرت سلامت کیکی صلواتین سناتی ہین	غضب کے شوخیان ہین اوسکی دشنام مودب مین
مری آنسو کے قطرے ہین جسے شبنم سمجہتے ہو	ٹپکتا ہے نسے لال اشک جہین کر داس شب مین
یہانتک راہ دیکہی زلف شب پر نور پیری ہے	کہین آئے وہ کہ جہک آئین ہین نیند چشم کوکب مین
کدورت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے	نوا رگ ملتا ہے علاج اب نیش عقرب مین
لیے انکار ساقی نے ہزارون چمن گزرے	نگاہین قہر سب کر رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہے اقبال محبت خاکسارونکا	شرار آہ خوابیدہ ہے پہلوئے کوکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے ہوتی ہے	کہ نسخے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہاہے نور کا دریا تری چاہ زنخدان سے	بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب مین
یہانتک جذب کہلایا مری بیتابی دل نے	کہ تاثیرین خود آئین چرخ سے آغوش یارب مین

۲۰۶	وله	۳

لطف کہان اب وہ ملاقات مین	بات نکلنے لگے ہر بات مین
تہی وہ اندہیری کہ خدا کی پناہ	تیرہ نصیبی جو ملی رات مین

۲۰۷	فضل خداوند اگر ہے نسیم	دیر نہین حل مہمات مین	۱۱

تمکو بھی مشکل پڑی گی عاشقوں کی داد مین
پوچھ لو ہم جانتی ہین جو گھٹ بڑ ہ اٹے کے
بار ایجاب دعا ہی سر اوٹھاوین کسطرح
کس تماشا دوست نے محو تماشا کردیا
منہ سے نکلی بھی نہین تھی فنا بسم اللہ عشق
جانب میخانہ جو ہمنی قدم رنجہ کیا
لطف تکلیف قفس کچہ ہمسے پوچھا جاہیے
اور بھی تکلیف ای قاتل کہ ایذا دوست ہون
برق نی اک طرز بیتابی مراسیکھا تو کیا
غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑ دے

۲۰۸	بلبل بستان فی حدیث ہے یہا نجل مع نسیم

دل جگر باہم ہدف ہون سینہ نخچیر مین
سلسلہ تھا عقدہ پر پیچ کا تقدیر مین
درد سے ناآشنا ہوتی ہین اکثر تیرہ دل
خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہے
میری قت کی جو کہینچی دست مانی نی شبیہ
اسقدر ٹکرا ئی سر حبس سی آہن ہوشگاف
پیرہن کچہ کہ رہا ہی میری عریانی کا حال
کم نہو گی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سی
عصمت دیوانگی نی دی نہ رخصت دست کی
سادگی دیکھو تمنا ی وصال یار سی

دونو عالم مین ہمارے حلقہ فریاد مین
چشم وا پیمانہ شب ہی تمہاری یاد مین
حلقہ احسان تمہی ہین گردن فریاد مین
کون لی آیا ہمین اس عالم ایجاد مین
پہلی ہی رونی لگی ہم خدمت استاد مین
جام چھلکے خم لنڈہی رسم بہار کباد مین
مدتین آخر ہوی ہین خدمت صیاد مین
زخم منہ کھولے ہوے ہین لذت بیداد مین
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین
تنگ آتا ہی کہ جائین صحبت جلاد مین

۱۲	عمر کو ضایع نکر اس گلشن ایجاد مین

دو زبانین چاہئین قاتل سنان تیر مین
دی گرہ جلاد نے ہر حلقہ زنجیر مین
حشر تک آنسو ندیکھا دیدۂ زنجیر مین
اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین
جبر ہی ہجوم اشک خامہ کچہ نہ تھا تصویر مین
جی مین ہی پیدا کرین خانہ زنجیر مین
رنگ ہی جلاد پر تحریر دامنگیر مین
صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر مین
عمر بھر ہمنی بسر کی خانۂ زنجیر مین
آج تک ہم مین فقیر آہ بی تاثیر مین

پھوڑ کر خط قضا جلاد نے کاٹا گلا		دو خط معکوس توام ہو گئی تحریر مین
۲۰۹	گر کوئی جاہل نہ سمجھی شعر تو سری ای نسیم کونسا ترک ادب ہو جائیگا توقیر مین	۲
ہی عجب تاثیر بیہوشی ہماری حال مین طوق نی آغوش پہیلائی ہماری واسطے		ہوش بر سو نسے نہین ہین کاتب اعمال مین بڑہ گئی زنجیر کوسون شوق استقبال مین
۲۱۰	وله	۲
وہ کسی ڈھب سی اگر آہی کہین قابو مین اشک ہاتھو نسے جو پونچہے تو کہا جہنجلا کر		دل کے مانند ہو بیچین کہی پہلو مین آگ لگ جای یہ گرمی ہی تری آنسو مین
۲۱۱	وله	۳
مر چکے جسپر کہ مرنا تہا ہمین اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تہی بوسہ گر لیتے تو کہائی ہان قسم		کر چکے جو کچہ کہ کرنا تہا ہمین عمر کا پیمانہ بہرنا تہا ہمین راستی سے کیا مکرنا تہا ہمین
۲۱۲	وله	۳
سمجہ کے تازہ خریدار گرم جوش ہمین لحاظ بے ادبی ہی اوٹہاتین سر کیونکر اوٹہا سکین گے یہ تکلیف پیرہن کیونکر		بلا رہی ہی نگاہ اجل فروش ہمین بہت دنو نسے نہین التفات ہوش ہمین لباس برہنگی ہی وبال دوش ہمین
۲۱۳	وله	۹
غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین رہنمای تیرگی ہی منزل مقصود مین امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور دیکہ کر مجکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال		چشم تر سر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین شمع کی صورت فروغ رشتہ گردن ہمین چاہیی ہی اور بہی گردن تہ گردن ہمین لیجیے ہمسی گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین نشان جنون مین کچھ کمی
چاک ہر جا سی بلا ہی پہلوی کفن ہمین

فرط کاہش سی یہ حالت ہی کہ برسون ہو چکی
خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کسی ہی فرصت منت کشی ای باغبان
داغ دل سی کہلا ہی ہر جلوۂ گلشن ہمین

آہ آتش بار سی طوق و سلاسل ہین گداز
موم سی بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوی دوست
کم نہین رنج قضا سی منت دشمن ہمین

۲۱۴ ولہ ۱

موت کا ہیکو قیامت تک اب آئیگی ہمین
سخت جانی حضرت عیسی بنائیگی ہمین

۵۱۶ ولہ ۱۴

سب ستم ساری وہ سامان مصیبت یاد ہین
ہم ابھی کنج قفس سی مرغ نو آزاد ہین

جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید
اور دیوانی ہین وہ جنکی لیی فصاد ہین

تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر
مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

طامعان پر ہوس خیل مگس سی کم نہین
دو نہ دو کچھ پاسبان خانۂ قناد ہین

حلم سی عرفی نہ پائین بسمل تیغ جفا
اوس ستم ایجاد کی کیا کیا نئی ایجاد ہین

ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان
مدتون سے مبتلای رحمت صیاد ہین

ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار
ساتھ ویرانی ہی اونکی جو یہان آباد ہین

آسمان و عرش و کرسی ایک ہی خالی نہین
ہر جگہ دو چار اپنی مسکن فریاد ہین

ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار
صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین

کونسا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتی نہین
عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین

کب یقین ہی کہ مجھی آغوش آئی ہوگی نیند
رات سی کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین

کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیئے
چند دنکو وارد دنیای بی بنیاد ہین

ہاتھ کہینچا جب جہان سے بی نیازی ہو گئی
کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین

٢١٧	خاکسارو نکو غرور طبع بیجا ہی نسیم اپنی منہ سی کب کہا ہمنی کہ ہم اوستاد ہین	٤

یہ لب جو سے ہوے کیونکر نہین ہین	کہین گلبرگ لیکن تر نہین ہین
نصیب دشمنان ہان کچہ تو گذرے	کہ رخسار یہ تری انور نہین ہین
مبارکباد آزادی ہمین کیا؟	یہان مدتسے بال و پر نہین ہین
نپوچہو شمع سے تکلیف ہستی	کہ شب بہر مین ہزارون سر نہین ہین

٢١٨	ولہ	٤

رہی دو چار دنکی سیر ایستر اوٹہاتی ہین	عدم مین بہی نہ بہلا جی کہین ہم اوریجاتی ہین
ہماری بعد قاتل انتظار چند دم کرنا	کہ مشتاق قضا ہین اور بہی چار آتی ہین
ہمین لوٹا ہی کس ظالم کی دزدیدہ نگاہونی	نہ سینہ مین جگر باقی نہ دل پہلو مین پاتی ہین
ابہی دیکہی نہین تمنی اثر جذب محبت کی	کرو انکار دیکہو کسطرح سی کہینچ لاتی ہین

٢١٩	ولہ	٤

الفاظ و معانی کی کروٹ جو بدلتے ہین	پہلو مری مطلب کی پہلو سی نکلتی ہین
شکل اور بدلتی ہی جب شکل بدلتی ہین	ہمصورت اشک اکثر پاؤن ہی چلتی ہین
کچہ زور نہین چلتا جب زور نہین چلتا	وہ انکی طرح میری قابو سی نکلتی ہین
فصل آئی ہی یہ کیسی کس جوش پہ ہی مستی	بو دیتی ہین گل ہمکی ہم عطر جو ملتی ہین

٢٢٠	ولہ	٨

کرشمی غمزی سب اوس فتنہ عالم ہی سمجہتی ہین	تری اس چشم دزدیدہ کی تیور ہم سمجہتی ہین
نظر مین بی ثباتی ہی یہانتک دار فانیکی	صدای خندۂ گل نالۂ ماتم سمجہتی ہین
ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سی	قیامت اک خیال کاکل برہم سمجہتی ہین
سوال مخلصے سی ہمکو ای صیاد کیا حاصل	بہار گلشن ایجاد کو اک دم سمجہتی ہین

جلہ کیونکر نہ دین اپنی دل محروم راحت مین	ایس وقت تنہائی تجہی سے غم سمجھتے ہین
گمان نطق سے کشتو نہ چکم سرمہ پاشی ہی	دہان زخم چسپیدہ لب یا ہم سمجھتی ہین
دل صد چاک بہر آتا ہی بی تکلیف ہر اروہ	سر شک دیدۂ خونبار ہم مرہم سمجھتی ہین

۲۲۱	نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین کوی اردو کو کیا سمجھی گا جیسا ہم سمجھتی ہین	۱۰

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین	کیا تیری دلمین اب کوی ارمان رہا نہین
یہ رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا	اب میرا حال قابل احسان رہا نہین
اوس بت کو دیکہ آی وہی سے سی کہتی ہین	کوئی جہان مین جو صاحب ایمان رہا نہین
حورین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج	کیا آپکا خیال مجہی جان رہا نہین تو
ڈرتا ہون بد مزاج کہون کسطرح کہ مین	دو روز گہر پر آپ کی مہمان رہا نہین
بس بس معاف حوصلی اپنی ٹہکانہ تو	ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین
امید وصل مین ہے وہ خود رفتگی مجھے	تیرا بہی خوف ای شب ہجران رہا نہین
مدت ہوی فراغ تعلق ہی جنون	اب ہاتہ کیا پڑے مین وہ گریبان رہا نہین
کسکو فروغ حسن سے تیری امان ملی	کیا میری طرح آئینہ حیران رہا نہین

۲۲۲	پیری مین التفات محبت ہی کیون نسیم گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین	۳

ای بخیہ گر معاف یہ احسان کر نہین	چھپ جائین منہ دکہا کی وہ زخم جگر نہین
گو مژدۂ قبول دعا ہی مگر مجھے	احسان بخت بد سے امید اثر نہین
کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر	ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

۲۲۳	ولہ	۱

میری مرنے کی خبر سنکر وہ کچہ شادان نہین	ہای اب کیا کیجی یہ بہی اوسکی زبان نہین

اشک میری پاؤن پہ ہو مین شمع ان کل میں حنا
تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین

آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے
لطف بھی او سی کا جسمین کچھ احسان نہین

التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا
در عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال
یہ تو شرم گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین

دیکھ ظالم کیا سکھایا جلد اشک گرم نے
تر ہوا لیکن تمھین تر دامن مژگان نہین

اس ترشح روئی سی بی احسان ہے رہنا خوب تہا
گو لیے بوسے مگر کچھ بھی مزا انجان نہین

کسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گہر
پھر یہ کیون کہتی ہو میری دلمین کچھ ارمان نہین

یہ تو مشکل ہی کہ مین ہون اور کبھی ہکنی غیر
آدمی ہون کچھ تمھارا خندۂ پنہان نہین

٢٢٤ — ہی جو اوس بیرحم کی مرضی تو بسر و چشم تسلیم
کش مکش سی جسم کو حاصل فراق جان نہین — ٣

اظہار مدعا مرے تقریر مین نہین
مضمون صاف ایک بھی تحریر مین نہین

تکلیف کشمکش سے خدارا معاف کر
حالت اب ای جنون کسی زنجیر مین نہین

ظالم عزیز رکھتے ہین اکثر فروتنی
خم کس گھڑی عیان قد شمشیر مین نہین

٢٢٥ — وله — ١

شوق شراب خواہش جام و سبو نہین
ہی سب حرام جبسی کہ پہلو مین تو نہین

٢٢٦ — وله — ١٧

تمسے کیا تشبیہ دون فکر دوی یکسو نہین
ماہ نو ابرو نہین ہی ماہ کامل رو نہین

اسقدر مفلس ہوا ہون دیجئے گوہر سے مثال
تدین گذرین کہ میری آنکہ مین آنسو نہین

آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بھی تیرا مطیع
ای پری کس کس پہ تیرا سایۂ جادو نہین

ربط باہم کے مزی باہم رہین تو خوب ہین
یاد رکھنا جان جان گر مین نہین تو تو نہین

آنکہ کی تل کی سنا ہی مشک سی ہی کچھ بڑا
کسطرح اسکو کہین ہم نافۂ آہو نہین

یہ وہ سم ہی آتے آتے جو زبانتک جان لبے
نوش کی قابل لعاب افعی گیسو نہین

طوق ہوکر رہ گئی ہی ہان کسیکے یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہی یہ حلقۂ گیسو نہین

بے ادب قاتل نہو تیغ نگہ بس ہی ہمین
سینہ اپنا آشنائی زحمت بازو نہین

نوجوانونکے سبب سے یار دیرینہ چھٹے
مدتین گذرین کہ دلکو صحبت پہلو نہین

ہین وہ وحشی ہون کہ بعد از مرگ بھی ہر اُغبار
کونسے دن طوطیا ای دیدۂ آہو نہین

حادثات دہر سی کس شیشے نی پایا ہی فراغ
جامۂ آبی خطوط موج سے آتو نہین

ظاہر و باطن مین ہی روز ازل سی اتحاد
کوئی گل ایسا نہین ہی جسمین بطن پانو نہین

کینۂ صیاد سی کیسی سبکدوشی ہوی
ہر نہین گردن نہین سینہ نہین بازو نہین

تیرہ بختون کو شہادت کا اشارہ خال ہی
کچہ تو ہی یہ بے سبب نقطہ تہ ابرو نہین

ہر کدورت سے مصفا ہی لباس عاجزی
یہ وہ جامہ ہی کہ جو محتاج شست و شو نہین

کیا کرین بے اختیار یسی نہین کچہ اختیار
آب پر قبضہ نہین ہی موت پر قابو نہین

۲۲۷	کس گہڑی ہی ہمکو فرصت یاد حق سی ای نسیم کونسا دم ہی جو لب پر اپنے ذکر ہو نہین ✣	۵

جو کہ ممسک ہین کسیکو دلمین جا دیتے نہین
زخم باطن نانک باطنکی ہوا دیتی نہین

ساتہ اپنا مدتونکی آشنا دیتی نہین
کیا کہا تمنی کہ نالی ہی صدا دیتی نہین

یہ وہی لب ہین جو تھی شبکو نصیب دشمنان
آپکی بوسی ہی ہمکو اب مزا دیتی نہین

واہ ری مطلب شناسی انکی جبکی ہو رہے
عرض مطلب مین جواب عادتی نہین

آپکے اشفاق اپنی عزیزین معلوم ہین
ہمکو پہلو مین بٹہا کر کب اوٹہا دیتی نہین

۲۲۸	ردیف واو	۱۲

دوستی رکہتی ہین کسقدر جہ برابر آنسو
ساتہ آتا ہی ہر آنسو کی برابر آنسو

نوک مژگانسے مشبک ہی دل نو نظر
پاتی ہین حال سہی بہی صدمۂ نشتر آنسو

قطرۂ خون تری خنجر پہ نہین او قاتل — دیکھ بھر لائی ہین یہ دیدۂ جوہر آنسو
صبح کو لوح جبین مشق رقم ہوتی ہی — شب کو دو ہوٹ ڈالتی ہین حرف مقدر آنسو
ایفلک گریۂ پنہان ہی یہ کسکی غم مین — دامن ابر سے چہنتے ہین برابر آنسو
گریۂ یاد آئی نہ سمجہنا بیکار — ایک دن بخشین گے سیرابی کوثر آنسو
اشک سے ہمکو زیادہ نہ وفادار ملا — نکل آئے دم مردن تہ خنجر آنسو
سرد مہری بتان نے جو رولایا ہمکو — بنگئی جہلکے مرے آنکہ مین پتہر آنسو
گریۂ گرم نے خنجر کو بنایا آتش — تہے مگر ہم اثر پارۂ اخگر آنسو
آبشار اشک کے کام آتی ہین عریانی مین — کہ اوڑہا دیتی ہین اکثر مجہی چادر آنسو
غم سے معشوق بہی خالی نہین شبنم ہی گواہ — رکہتا ہی دامن ہر برگ گل تر آنسو
بادۂ بے یار پیون شرط وفا سی ہی بعید — جانتا ہون قطرات می احمر آنسو
شوق نظارۂ جانان مین فلک روتی ہین — دامن چرخ پہ ہین دانۂ اختر آنسو
ڈہونڈتی رہتی ہین کیا کیا مری آنکہین اوسکو — ایک ہی ہوتا ہی دامن سے جو باہر آنسو
گریۂ بیچشم بہی ہوتا ہی عجب کیا اسکا — کہ بہا کرتے ہین زخمون سے بہی اکثر آنسو

۲۲۹	یاد دندان پہ یہ دین جو رستی ہین تسنیم	گوشۂ چشم مین بنجاتی ہین گوہر آنسو	۱

مرگ الفت نے یہ دی راحت کامل مجکو — آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجکو

۲۳۰	ولہ	۹

کس سے تمثال دون بدن لعل مثال کو — پہونچا کبہی خیال نہ میری خیال کو
ظالم نہ دل اسیر ابہی ہوگا خاک مین — جنبش اگر ہوی تری کاکل کی بال کو
قاتل کے لطف سے ہی یہانتک ہمین فراغ — دست دعا نہین جو اوٹہائین سوال کو
وحشی وہ ہون کہ جان کو بہی تن سے ننگ ہی — مجہسے بہلا مثال کہان ہی غزال کو
نے پاؤن آبلے ہین نہ صحرا مین نوک خار — حیرت نہ کسطرح ہو تری پائمال کو

آنیکے انتظار مین تیرے بسر کیا — انفاس و وقت و روز و شب و ماہ و سال کو
لاغر وہ تہا کہ چشم جہان سے نہان رہا — تہا صاحب کمال نہ پہچانا زوال کو
لذت سے چہٹ سکے نہ سنان خدنگ ناز — پہنچا نہ تیر از جسم جگر اندمال کو

۲۳۱

ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہی کیون نسیم
حامی سمجہ تو اپنا محمد کی آل کو

۱۱

غور کرنا دوستو مجہ ناتوانکی حال کو — آئنہ محتاج ہے نظارۂ تمثال کو
دیکہتا تہا ہای کس پردہ نشین کی چال کو — خاک کی پتلے مین آئی روح استقبال کو
سر کٹے لاکہون بلا سے آبرو باقی رہی — شمع نے جنبش نہین دی پای استقلال کو
بڑہتی بڑہتی اشک دامن تک گذر کر نی لگے — رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
کاتب تقدیر کو کچہ اور ہی منظور تہا — لکہتے لکہتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
تاج گوہر سر پہ پہنا آبلو نسے خار نی — وقف صحرا کر دیا ہمنی جنونکی مال کو
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تہا اسقدر — مہر کو رخ مہ کو عارض عرق سمجہا چال کو
لاغری نے کر دیا ہمکو برنگ شعر نی — اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسی قضا — جنبش لب یار کی کافی ہی دو قوال کو
روشن و تاریک مین یکسان مزا مجکو ملا — مصحف و کاتر ہی نقطہ مین سمجہا خال کو

۲۳۲

مصطفے سی ہی تجہی چشم شفاعت ای نسیم
بخش دیگا ایزد برحق ترے افعال کو

۳

اور چندے صبر کر دل ہی فنا ہر کام کو — ایکدن ہوتی ہی گردش گردش ایام کو
بعد مرگ بہی آنکہین ہین وقف انتظار — لطف بیداری مہیا ہی مرے آرام کو
کس کی پابوسی سی ہی اس سر بلندی کا ظہور — ہمسر عرش معلے دیکہتی ہین بام کو

۲۳۳ | ولہ | ۴

دی ہی عجب تاثیر خدائی کہ مری افسانی کو
رو کے اوٹھا وہ پاس سے میرے جو آیا سمجھانے کو

نعش تری اٹھتو لگی جب تجویز ہوئی لیجانی کو
ابر ہوا آمادہ گریہ رعد اوٹھا چلانی کو

مستونکی بدمستی نے ویرانہ کیا میخانے کو
توڑا ہر اک پہلو مینا چور کیا پیمانی کو

ناز اجل ارکون اوٹھائی آج نہ آئی کل آئے
ابرو قاتل تیغ کشیدہ کافی ہی مرجانی کو

۲۳۴ ولہ ۷

ڈرتا ہون آپکی خفگی کا سبب نہو
فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو

حیرت ضرور ہوگے مری سرگذشت پر
یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو

ایدل ستمگرون کی محبت سے گذر
وہ یار ڈہونڈ لی جو اذیت طلب نہو

ہو کچہ کہا وہ پہر کبہی آئی نہ تا دہین
جو کچہ ہوا ہوا یہ رہی پاس اب نہو

مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجہی پسند
میرا وہ نام ہو جو کسیکا لقب نہو

ممکن نہین کہ ساتہ چہٹی زلف رخ سہی
ایسا بھی کوی دن ہی کہ پیوند شب نہو

۲۳۵ ۱

اچھی نہین ہے یار سی بیہودہ چھیڑ چھاڑ
کچہ خیر ہی نسیم بہت بے ادب نہو

ایجان کیون نہ عاشق مغرور بل مین ہو
اوس دلسے پوچھیے کہ جہان تو بغل مین ہو

۲۳۶ ولہ ۲

عجب سے کیا احبا دیکھتے ہو
اونہین دیکھو مجھے کیا دیکھتے ہو

خبر بھی ہی یہ ہوتا قتل ہے کون
یہ کسکا تم تماشا دیکھتے ہو

۲۳۷ ولہ ۹

مزہ مطلع کا دی فکر دو پہلو ہو تو ایسی ہو
ہین جسمی برابر بیٹہا بر ہو تو ایسے ہو

نظر آتی گہٹا کیفیت مہ ہو تو ایسی ہو
جگر ہو جاہی پانی موج گیسو ہو تو ایسی ہو

مری ایذا کے بخشی دلکو ہر کروٹ بدلتی ہین
کہٹک نشتر کی ہو تکلیف پہلو ہو تو ایسی ہو

کیا ہو باف کے پیچون نے قیدی یار چوٹی کو
بجا ہی گر کہون زنجیر گیسو ہو تو ایسی ہو

فروغ حسن نے بخشے جو شعلے کاکلی لو مین
کہا شاعر نے شمع شام گیسو ہو تو ایسی ہو

صفائی سینہ کی جب پڑا عکس اونکی چہرہ کا
پکاری دیکھنا تصویر زانو ہو تو ایسی ہو

دم فریاد بیہوشی رہی ہمکو قیامت مین
نہ پہچانا اوسی تاثیر جادو ہو تو ایسی ہو

زبان ذبح نکلے روح لفظ مرحبا کہکر
مری قاتل توان دست و بازو ہو تو ایسی ہو

نکلتے ہین برابر اشک سیر دونو آنکہو سے
متاع درد تلنی کی ترازو ہو تو ایسی ہو

۲۳۸	ردیف ہای ہوز	۲۰

کسکو غرض ہی جو اسیر بلا کے ساتہ
بیکس ہون اثر ہی نہین ہے دعا کی ساتہ

مین دور غیر پاس نکہ بے نیاز ہون
اوبت نگاہ کر کہ نہین کچہ خدا کی ساتہ

کیا بات ہی لطافت جسمی جو ہو نصیب
پستا نہین سی رنگ حنا کا حنا کی ساتہ

ممکن نہین نصیب ہو بی رحم کو رفیق
دیکہی نہ ایک روح بہی ہمنی قضا کی ساتہ

لیجائیے اسی بہی سبکدوش ہون کہین
رکہیے مری امید بہی اپنی حیا کی ساتہ

باتین سُنی عتاب اوٹہائی غضب سہے
کس کسطرح ذلیل ہوئی التجا کی ساتہ

جب لیچلے اوٹہا کی جنازی کو اقربا
محرومیان مری ہوئین آنسو بہا کی ساتہ

وہ خاک ہون زمین نے نہ جسکو کیا پسند
ٹہیرا نہ ایکدم کہ اوڑا مین ہوا کی ساتہ

کہتے تہی وقت نزع یہی روح بار بار
ای جسم دیکہ جاتی ہین تنہا ہم آگی ساتہ

یہ بی سبب نہین کہ جو مٹتی ہین سیکڑون
شاید کچہ اور بہی ہی ترے نقش پا کی ساتہ

نط لحاظ بادہ پرستی ضرور ہی
تو بہی شریک بزم ہو ساغر اوٹہا کی ساتہ

حرف نکلے بوسے لفظ کا منہ چوستا ہو مین
الفت ہی مجکو سلسلۂ مدعا کے ساتہ

رکہتا ہی بال بال مین قدرت خدا کی ہی
شانہ بہی ناز کرتا ہی زلف دوتا کی ساتہ

دامن مین اشک دل مین ندامت لبو پہ آہ
کیا کیا دیا نہ آپنی یہ جان لا کے ساتہ

فریاد کی یہ جسم سنے وقت فراق روح
افسوس آشنا ہی نا آشنا کی ساتھ

روشن ہین خود بخود مری سینے مین استخوان
اس شمع کو نہین ہی تعلق ہوا کی ساتھ

گر دل دیا بتونکو تو کیا اس سی فائدہ
الفت بشر کو چاہیی اپنی خدا کی ساتھ

گھبرا گئے تم ایک ہی عرض بیان مین آج
سو حسرتین ہین اور مری التجا کی ساتھ

ہنس ہنس کے حکم قتل سناتا ہی دلربا
کچہ لطف بہی شریک ہی طرز جفا کی ساتھ

٢٣٩	کیا التماس حال کرون آپ سے نسیم پھر سابقہ ہوا ہی اوسی بیوفا کی ساتھ	٢

ہستی چھپی ہوئی ہی عدم کی خبر کی ساتھ
پوشیدہ ہی نشان دہن بہی کمر کی ساتھ

صیاد کے عذاب نے بے فکر کر دیا
امید مخلصی بہی گئی بال و پر کی ساتھ

٢٤٠	وله	١٤

ہوا اہل کرم کیا مین کہون تم سی زیادہ
وہ می ہو مجھے بدل جو ہو خم سی زیادہ

مرنیکے کو بہتر سے عیش سے بہتر ہو سمجھتے
ماتم کی تمنا ہے ترنم سے زیادہ

اشکون کی جو بارش سی نکلتی ہین صدائین
غل ہوتا ہی دریا کی تلاطم سی زیادہ

کیا سوچتی ہو آو گلے سے مری ملجاؤ
گھبراتا ہی انسان توہم سے زیادہ

وہ رات کی مہمان نگران ہین تیرے شب روز
آنکھین مری وا رہتی ہین انجم سی زیادہ

تکلیف سخن اوسمین جلاتا ہی یہ رنج
ہی آپکا اعجاز نظر قم سے زیادہ

رکتے نہین برسونسے مری جوشش گریہ
ہی قصد کہ بڑہ جائے قلزم سی زیادہ

شاکر رہی تقدیر پر انسان تو بہتر
ملتا نہین کچہ رنج و تالم سی زیادہ

یہ زیر قدم آپکے رہتا ہی شب و روز
عزت مری بستر کی ہی قاقم سے زیادہ

افزائش بیجا سے بہائم بہی نہین خوش
رکہتی ہی نہین فعل جو ہو سم سی زیادہ

فیض لب جان بخش سی جیتی ہین بہت کم
مرجاتے ہین شمشیر تبسم سے زیادہ

روتے ہین وہ منہ پھیر کے کیونکر کہین پردہ	دکہتا ہی جو دل میری تظلم سی زیادہ
کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو باتو نہین کہتے	گھبراتا ہو نمین طول تکلم سے زیادہ
لاریب نسیم آج ہوے مثل جہانین	اس فن مین نہین اور کوئی تمسی زیادہ

۲۴۱	ردیف یای تحتانی	۴
راحت سے جو تکلیف کی تاثیر بدل جائے		غالب ہی جگر مین خلش تیر بدل جائے
چاٹے جو لہو ظلمت تقدیر بدل جائے		سرخی سے سواد جگر تیر بدل جائے
ایجان کوئی مہر کوئی ہو مہ کامل		دو عارضون مین صورت تنویر بدل جائے
گر مجکو رولایا تو ہنساؤ بھی کوئی دم		اب اور طرح پہلوئ تقریر بدل جائے

۲۴۲	ولہ	۷
بیتاب ہے فراق سے عالم بدل نجائے		نالہ فراز عرش سے آگے نکل نجائے
وہ مجسے بن گئے خبر مرگ غیر سن		بی اختیار نالہ دہن سے نکل نجائے
روئے ہین ضد یار سے نالے راضی کی ہم		جو طفل اشک آنکہ سے ٹپکے مچل نجائے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے		ٹہنڈی ہی اگر ہو شمع تو پروانہ جل نجائے
ابرو چڑہی رہی صف مژگان بھری رہے		خم تیغ کا مٹا و نہ خنجر سے بل نجائے
شام فراق ہی وہ اندہیری کہ خوف ہی		پیغامبر جناب قضا کا دہل نجائے

۲۴۳	کس آب و تاب پر رخ شفاف ہی نسیم پای نظر ہزار جگہ کیون پہسل نجائے	۱۰
کیا دل مین ارادہ ہی جو بانہی کمر آئے		بیطور مجہے طور تمہارے نظر آئے
کب مرگ سے فرصت جو یہان نامہ بر آئے		کچہ اور خبر جائیگی جبتک خبر آئے
نکلے یہ سلامت تری کوچی سی کبہی ہم		کچہ لے ہی گئی سر پہ بلا جب ادہر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئے خیر بلا سے		ہم خوش ہین کہ خالی نہ پہری کچہ تو کر آئے

تم زلف کو کہو لو کہ سحر ہونے نہ پاے	جبتک کہ شب وصل کی شام دگر آئے
اغیار تمہین بادۂ گلرنگ پلائین	آنکہو مین لہو کیون نہ ہماری اوتر آئے
قاتل نہ رہی حاجت تکلیف دوبارہ	سر پر جو پڑی ہاتہ کمر تک اوتر آئے
کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین	دنیا کے تماشے مجہے کیا کیا نظر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تہی برابر	دنیا سے مری ساتہ بہت ہم سفر آئے

۲۴۴	خاموش نسیم اب سخن ہرزہ کہان تک بکتے ہی چلے جاتے ہو بس تم جدہر آئے	۹

جواب دیکہیے کب لیکے نامہ بر آئے	دہڑک رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر آئے
دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات	کہ آج تا بدہن پارۂ جگر آئے
شب فراق تہی نالان شب اجل خاموش	کہین بہی جی نہ لگا آہ ہم جدہر آئے
نشان بے ادبی ہین یہ کسکے بوسونکے	کہ دونون صفحۂ رخسار پر ادبہر آئے
ہوا ہی سیر چمن تہی قفس نصیب ہوا	کمال جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
تمہارا عقدۂ کاکل کسے سی کیا سلجہے	کہ پیچ کہا کے جہان حلقۂ نظر آئے
دعا قریب اثر تہی تمہاری کہنے سے	فراز عرش سے نالے مری اوتر آئے
وہان مجہی لیے جاتا ہی او دل مبتاب	کہ جس گلی سے ہزارون برید کا سر آئے

۲۴۵	نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا لکھے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے	۹

لو دلگی رہی دل ہی مین حسرت نہ بر آئی	ساغر نہ بہرا تہا کہ اجل کی خبر آئی
بے پردگی اب اونکی مبارک ہو عدو کو	نظارے سے اپنی تو اجل پیشتر آئے
اب عیش کا اور غم کا برابر ہوا رتبہ	وان جام لبالب ہی یہان چشم بہر آئی
کیا چیز ہی نظارۂ حسن رخ جانان	جس دم سی گئی پہر کی نہ ہم تک نظر آئے

کچھ خبر نہین جب رخ و زمین کی نظر آئے / پھر جوشش زاری پہ مری چشم تر آئی
تیغ نظر یار سے مقتول ہے عالم / معلوم نہین کچھ کہ کدھر تھی کدھر آئی
بلبل کے تو قسمت مین ہی دام و قفس ہی / کیا فائدہ ہی باد بہاری اگر آئے
کیا پوچھتی ہو ہای بسر ہوتی ہی کیونکر / نالون سے کٹی رات تو غم کی سحر آئے

٢٤٦	ہر شعر نسیم جگر انگار ہی خورشید عالم مین مری فکر رسا نام کر آئے	١٠

آیا ہے خیال ہو فنا ئے / کیونکر وہی گفت گو پھر آئے
او بت نہ سنے گا کوئی سب رے / کیا تیری ہی ہو گئی خدا ئے
رو کو رو کو زبان رو کو / دینے نہ لگو کہین دوہا ئے
صحرا مین ہوے گہر فشانے / کام آئی مری برہنہ پا ئے
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم / آخر تیغ نگاہ کھا ئے
توڑا کانٹون نے آبلون کو / برباد ہوے مری کما ئے
بوسہ ہم آج مانگتے ہین / کرتے ہین قسمت آزما ئے
توبہ شکنے شباب مین کر / کب تک ایجان پارسا ئے
کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر / آفت کی رات سر پر آ ئے

٢٤٧	رخصت ہے نسیم جلد دیکھو کر لو گر ہو سکے بھلا ئے	٧

اب وہ گلی جائے خطر ہو گئے / حال سے لوگون کو خبر ہو گئے
وصل کی شب کیا کہون کیونکر کٹے / بات نہ کی تھے کہ سحر ہو گئے
دیکھیے اے ضبط یہ دعوی تری / رات جدائی کے اگر ہو گئے
حضرت ناصح نے کہی بات جو / ہم اثر درد جگر ہو گئے

مین نہوا غیر ہوی مستفیض +
تیری نظر تہی وہ جدہر ہو گئے

یاد کسی کے مجھے پہرا ندنون
جوش زن دیدۂ تر ہو گئے

کس کے ہم آغوش کا تہا عزم جو
زلف تری طوق کمر ہو گئے

۲۴۸ وله ۴

ہمنفس پہر آہ و زاری ہو گئے
پہر وہی حالت ہماری ہو گئے

بے سبب ہر بات مین آزردگے
کیا بُری عادت تمہاری ہو گئے

ہمنفس سب کچھ سمجھتے ہین مگر
کیا کرین بے اختیاری ہو گئے

آ اگر آنا ہے او وعدہ خلاف
اب تو آخر رات ساری ہو گئے

۲۴۹ وله ۶

الطاف جو وہ آپکے پائی نہین جاتے
تکلیف تو کیا ناز اوٹہائی نہین جاتے

اللہ رے بیدردی سر مدفن عاشق
دو اشک بہی آنکہون سے بہائی نہین جاتے

جو ہمپہ گذرنی ہی کہین جلد گذر جاے
ہر روز کی صدمی تو اوٹہائی نہین جاتے

دشنام تمہاری لب شیرین سے سُنین کیا
وہ تلخ نوالی ہین جو کہائی نہین جاتے

مے دینے مین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی
پانی کے بہی دو گہونٹ پلائی نہین جاتے

کوئی نہ پہرا قافلہ ملک عدم سے
کیا پانون گڑے ہین کہ اوٹہائی نہین جاتے

۲۵۰ وله ۳

ایجان اڑ کہین کی تری سر نہین جاتے
ہان سچ ہی کہ بگڑی ہوی عادت نہین جاتے

نشتر ہوے بیکار تہکے بازوی فصاد
اسیر بہی کسی دم مری وحشت نہین جاتے

سر کاٹ لیا اب بہی مری نذر کو قاتل
مُردونکی پس مرگ بہی ہمت نہین جاتے

۲۵۱ وله

کب آگی مری پاس وہ بر سیم نہین ہتے
کس عید مین ساماں محرم نہین ہتے

دیوانونکو دنیا مین کبھی غم نہین ہوتے — عیدین ہین یہان روز محرم نہین ہوتے
تصویر ا کیا خوف ہی شانیکی خلش سے — وہ طرۂ گیسو ہین جو برہم نہین ہوتے
کس خشک طبیعت کو میسر ہوئی نرمی — ہر شیشونکے ظاہر ہی کبھی خم نہین ہوتے
یہ سچ ہی کہ بیوجہ بدلتی نہین خلقت — مردی جو ہین وہ نالہ ماتم نہین ہوتے
کیا جانیی آتے ہین کہانسے مری شکوی — کم ہوتے ہین ہرچند مگر کم نہین ہوتے
راحت مین بھی موجود ہی تکلیف جدائی — لب دونو دم قہقہہ باہم نہین ہوتے
آنسو مری آنکھونمین ٹھہرتی نہین دم بھر — یہ خرمن اندوہ فراہم نہین ہوتے
آویزۂ گل آتی ہین خالق کیطرف سے — کم موتیونسے دانۂ شبنم نہین ہوتے
زلفونکی تری چوسنے والی نہ مرین کیون — جو افعی ظالم ہین وہ بی سم نہین ہوتے
بیفائدہ ہی فکر مری چارہ گرون کو — سب زخم جگر قابل مرہم نہین ہوتے
فرق ازلی فکر سے یکرنگ ہو کیونکر — حیوان کبھی ہمصورت آدم نہین ہوتے
دل جانی آ کہ ہمجنس ہے اس بات کی تہ کو — محرم ہی تری بات جو محرم نہین ہوتے
کیا مردہ پسندی ہی طبیعت مین خدایا — جلاد کی تیغونمین کبھی دم نہین ہوتے

۲۵۲	کسوقت نسیم جگر افگار سے افکار برہم صفت گیسو برہم نہین ہوتے	۵

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے — اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے
دامن نچھوڑا یون خفگی سی کہ بجز مرگ — ہم اور تمنا کوئی قاتل نہین رکھتے
انکار ہی ہی کہ جفا مین نہ اٹھین گی — دل اٹھتی ہین پر آپکے قابل نہین رکھتے
رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین — دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

۲۵۳	کیون ناز اوٹھائینگے نسیم اہل دل کے حاجت نہین رکھتی کوئی مشکل نہین رکھتے۔	۱۰

ملنے کے نہین نشان ہمارے	کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے
احسان سے نہین بدی بہی خالی	دشمن ہین مہربان ہمارے
پچتاؤگے جان لیکے دیکھو	ناحق ہین یہ امتحان ہمارے
بیمثل ہین لذت سخن مین	سب اُٹھ گئیے ہمزبان ہمارے
آزاد کے جستجو عبث ہے	پاؤگے پتے کہان ہمارے
اوڑتی ہے خاک اوس زمین سے	پڑتے ہین قدم جہان ہمارے
ناقہ لاتے ہین اسطرف روز	محسن ہین ساربان ہمارے
ہمسے بہی کچہ کہو عزیزو	کیا ذکر تہے شب وہان ہمارے
ظاہر ہے جو گذر رہے ہے	کچہ حال نہین نہان ہمارے

۲۵۴	لائینگے نسیم رنگ کیا کیا ÷ یہ دیدۂ خونفشان ہمارے	۴

ابتک تو نہ بگڑے تہے گرفتار تمہارے	کچہ سوچ چکے آئے ہین گنہگار تمہارے
کیا عرض کرون وغدغۂ بی ادبی ہی	کچہ کہتی ہین یہ دیدۂ بیدار تمہارے
شایان جفا قابل تکلیف ہمین ہین	کیا اور نہین یار وفادار تمہارے

۲۵۵	کہلجائیگا حال دل بیتاب او نہین ہے جاتی ہین نسیم آج کچہ اشعار تمہارے	۸

لڑکپن مین یہ ضد ہی جاتی تمہاری	ابہی دیکہنے ہی جوانی تمہارے
کہا مینے ٹہیرو تو بولے یہ ہنسکر	کبہی پہر سُنین گے کہانی تمہارے
نثار اونکے جائین جبسے جانی انکو	فسانہ ہمارا زبانے تمہارے
بڑی خدمتین کین اب آزاد کردو	بہت دیکہ لی مہربانی تمہارے
چہپاؤن نکس طرح جسمے جان بدنمین	مرے جان یہ ہی نشانی تمہارے

بہت صاف ہین گالیان واہ وا ہی — سُنی بار ہا خوش بیانی تمہارے
مقرر بلا آنے والی ہی کوئے — نہین بے سبب مہربانی تمہارے

۲۵۶	نسیم اب تو گہبرا گیا دل ہمارا / سُنے کون پہرون کہانی تمہارے	۹

شکایت کے عوض ہم شکر کرتی ہین صنم تیرے — مزا دینی لگی کچھ سہتے سہتے اب ستم تیرے
نہ پوچھ اب مجھسی تو میری امیدونکی یہ صورت ہے — کہین ہی اور نہین ہی جسطرح پر لطف و کرم تیرے
جدہر تو نے کیا رخ زیر پا میرا تصور تہا — نہ باور ہو تو دیکھ آنکھون مین ہین نقش قدم تیرے
لب جان بخش جانان کب اجازت دینگی مرنیکی — قیامت تک نہ دیکھینگے قدم خواب عدم تیرے
نہین کہتا کوی سرمایۂ اعمال پاس اپنی — بھروسے کے لیے عاشق کی کافی ہین کرم تیرے
تمنا غیر کی کرنا خلاف رسم الفت ہی — یہ احسان اجل کیون لین نہین ہین کیا ستم تیرے
ذرا دیکھین تو کیونکر دم نکلجاتا ہی صدمونسے — فراق دلربا آج امتحان کرتی ہین ستم تیرے
مجھے بھولی نہین پاس محبت اسکو کہتے ہین — شب وصلت مین ہین دوری جانان کرم تیرے

۲۵۷	ہجوم ہجو دیمین ای نسیم پاس معنی کیا	اجازت دے برا اچھا لکہین جو کچھ قلم تیرے	۴

پہلو کو چیر کاش مرا دل نکل پڑے — ایچارہ گر بلا سے مجھی تو نہین کل پڑے
ابرو مین خم جبین مین چین زلف مین شکن — آیا جو میرا نام تو کس کس مین بل پڑے
اوٹھ جای پای صبر جو دیکھی روی صاف — زاہد کبھی سنبھل نہ سکے تو پھسل پڑے
ہوا ایک طفل اشک تو کچھ زور چل سکے — روکین کسے کسے کہ ہزارون مچل پڑے

۲۵۸	ولہ	۱۰

برہم ہین وہ غیر بے حیا سے — مانگین کچھ اور بھی خدا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے — جاؤ جاؤ اجی بلا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا — ٹکڑے ٹکڑے ہی جا بجا سے

ٹوٹے کانٹے تو زخم رو ئے
آنسو ٹپکے خراش پا سے

راحت طلبی سمجہ کے اے دل
ایسے ہیں درد بیوفا سے

مطلوب وہی کہ جس کے فریاد
نکلے گا کام کیا دعا سے

رولین آؤ گلے لپٹ کر ؛؛
فرصت پھر ہو نہ ہو قضا سے

ہم تک ہی کوئے شمیم گیسو
اتنا کہدیجیو صبا سے

گذرے کیا جس سے جان دیدے
پوچھو تو اپنے مبتلا سے

۲۵۹	دیکھا سبکو نسیم دیکھا خاموش بیان مدعا سے	۲۲

خالی نہین فلک ہی جنون کی غذا سے
پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

چہائین شراب نور کی آنکھو نمین مستیان
پیتی ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے

ای چرخ تیر آہ ہمار خصت آشنا
سینہ چہپا رہی سپر آفتاب سے

رہتی نہین کسیکی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیو شب فراق نے کسکا لہو پیا
آتی ہی بو ی خون قدح آفتاب سے

محو جمال ہون تب دیرینہ ہی مجہے
مانگو دوا کی واسطے قرص آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکے
آنکہین لڑی ہوی ہین مے ی آفتاب سے

نظارہ ہای حسن سی سینہ ہی داغدار
حاصل ہی آفتاب مجہی آفتاب سے

ابرو کتاب حسن مین پائی جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان ہون
شرمائیگی نہ لاش عجز کفن کی حجاب سے

نادیدہ دید بہی تیری آفت سی کم نہ تہے
بی پردگی ہوی مجہی طرز حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئے
ٹپکی شراب شوق جگر کی کباب سے

آداب حسن مین مجہی لب بستگی رہی
نکلے نہ بات بہی دم پرسش حجاب سے

فریاد دست خنجر جگا نہ سکی کیا ہمین
خوابیدگان عشق نہ چونکینگے خواب سے

سینہ کیا شگاف رولایا اونہین کبھی خوب
دہوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اٹکی گلے مین گہونٹ نہ خنجر کے آب سے

زاہد کی کچہ پسند نہین برگزیدگی
باہر ہی عشق کے ورق انتخاب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
مستی کو کہینچ لینگے حجاب شراب سے

یہ لطف پہر کہان جو نہین بی نیازیان
طفلی کو میرے ننگ ہی شیب و شباب سے

کیا کیا زبان تیغ نی بخشین حلاوتین
لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے

میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

۲۶۰	ہان ای نسیم اپنی شفاعت کیو اسطی حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے	19

کیا سبب کیون چپ ہین زخمونکی دہن تصویر سے
ہوگئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے
چھوٹ جائی مرغ زرّین دام چرخ پیر سے

کہینچتا ہی نقشہ گلزار مانی کیا عجب
بلبل تصویر نکلی بیضہ تصویر سے

بخت خفتہ نی سلایا تیری دیوانی کا پانو
جوشش غفلت ہی پیدا دیدہ زنجیر سے

محنت دیوانگی نے کچہ نہ پیدا کیا
نخل کی جا شو نہ نکلا دانہ زنجیر سے

خندہ دزدیدہ ہی زخمونمین قاتل کس لیے
دیکہ کیا پانی چرایا ہی تری شمشیر سے

کم نہین ہوتا کسی صورت سی زخمونکا سکوت
کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن ہی وہی کہتی ہی باہم استخوان
تیری دیوانی کی مٹی دانہ زنجیر ہے

چشم وحشت خیز سی کہینچا ہی پانکی بہار
مانگ لین آنکہین ہرن کچہ دن اگر زنجیر سے

عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہی گہر
شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانہ زنجیر سے

جوش پر یکسان ہی ہی زاری دیوانگی
مدتون آنسو بہی ہین دیدہ زنجیر سے

چپ ہین شاید مرگئی مسکن گریبان جنون	جو نہین آتی صدا بھی خانۂ زنجیر سے
دُردنوشی کی عوض ہی دُردنوشی ساقیا	گھونٹ پیتی ہین لہو کے ساغر تقدیر سے
کیا اثر تھا جب کھینچا نقشہ تری مقتل کا	رنگ کی جا خون ٹپکا خانۂ تصویر سے
مغفرت صدقے رہی مدفن تہ پیری تو ن	منہ چھپایا رو کی ایسا دامن تقصیر سے
کس ہوا خواہ اجل کے یہ نظر ایسی لگے	زخم کو اچھو ہوا آب دم شمشیر سے
کہنہ مشقے ہر ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین	تھے جو انمین انہین تعلیم چرخ پیر سے
قدر رکھتا ہی نہایت گریۂ بیچارگی	زخم کے چھپتے ہین آنسو دامن شمشیر سے

٢٦١	کیا کہین ہم داستان دشت وحشت اے نسیم پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے	٧

ای ہم نفس شب وصل کی گذریگی خاک آرام سے	مرغ سحر مصروف ہی مشق فغان مین شام سے
ہین عاشق خستہ جگر کھاتی ہین غم آٹھون پہر	ہی جای بادہ چشم تر ساقی غرض کیا جام سے
افسوس کروٹ تک نہ لی خوابیدگان گور نی	قصہ مٹا کر زیست کا کیا سو رہی آرام سے
صیاد آزردہ نہو کر جرم بیتابی معاف	دیکھی نہ تھی شکل قفس واقف نہ تھے ہم دام سے
ای نامہ بر خط کیا لکھین دیکھا ہی اکدم بھر سے	واقف نہین وہ دلربا اب تک ہمارے نام سے
آیا نہین ہے وہ ابھی چہائی اوداسی اتمین	آغاز ہی آغاز ہی صبح مصیبت شام سے

١٦٢	بس اے نسیم خستہ جان یہ عشق نالہ تا کجا سونے نہین دیتی ہین گذری تمہاری کام سے	٥

بزم بن جاتی ہی مقتل تری مہجوری سے	بوی خون آتی ہی ساقی مئی انگور سے
زردی شعلہ شکون ہی خلش دشمن کا	صبح ہو جاتی ہی شب شمع کی بی نور سے
راحتین لیتی ہین بوسے طپش سو نکلے کیا کیا	زخم منہ ملتے ہین جب مرہم کافور سے
شرم دشمن مجھے اچھا نہین ہونے دیتی	اشک ہوتی ہین روان دیدۂ ناسور سے

شوق کہتا ہی کہ چل ضبط یہ کہتا ہی نہین	بڑھ کے ہٹتا ہی قدم طاعت محبوب سے

٢٦٣	و له	١٢

ہوتا ہی حسینونکے مقابل کوئی دنسے	کچھ اور سوا ہوتا ہی مرا دل کوئی دنسے
سینہ ہی تہ زانو قاتل کوئی دنسے	آسان نہین ہوتی مری مشکل کوئی دنسے
آجاتا ہی غش ہر کشش آہ حزین مین	کہتا ہی جو تمہیں آبلۂ دل کوئی دنسے
صیاد کی آمد سے ہی گلشن مین اوداسی	سنتے نہین فریاد عنادل کوئی دنسے
رک جاتی ہین نالی لب خاموش پر آکے	کہلتے نہین منقار عنادل کوئی دنسے
دامن سے مری نور کی ریزش ہی یہین پر	آغوش مین ہی وہ مہ کامل کوئی دنسے
خنجر کو مری قتل نے بخشے یہ ندامت	منہ پر ہی لیی دامن قاتل کوئی دنسے
جائیگے کسی عاشق جانباز کی سر پر	شمشیر ہی گردن مین حمایل کوئی دنسے
اشکون نے کمی کی تو بڑہی اور ندامت	دامن ہی بشکل کف سائل کوئی دنسے
وا عقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے	صد چاک ہین پیوند سلاسل کوئی دنسے
مرنے بہی نہ دیا مجھے محرومی تقدیر	کچھ آنکہ چراتا ہی وہ قاتل کوئی دنسے

٢٦٤	ہی ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آہ پہر صورت غنچہ ہی مرا دل کوئی دنسے	١٠

ہین ہر سر مژگانسے چکان اشک تر ایسے	جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے
اوڑ کر بہی او نہین پا نہ سکے طائر ادراک	پنہان ہین نہ اکت سی دہان و کمر ایسے
بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہے صیاد	طاقت ہی نہ بازو مین ہم تیز پر ایسے
پیغام قضا ہین یہ بلا خیز نگاہین	وقفہ کہین سیتے ہین خدنگ نظر ایسے
تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو	پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے
کروٹ بہی نہ لی راحت آغوش لحد مین	بند آنکہ سے ہوتی ہی ہوی سحر ایسے

ہم بوسۂ خنجر لب ہر زخم سے لینگے	دلمین ہین بہری شوق اجل کی اثر کیسے
طے کیجیئگا مرحلہ ہای عدم و حشر	باقی ہین ابہی اور بہی ایدل سفر ایسے
بچپن ہی سے اشکونکو ٹپک جانیکی خو ہی	طفلی ہی سی بگڑی مری نور نظر ایسے

۲۶۵	جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون دنیا سے نسیم اوٹھ گئے دیکھو بشر ایسے	۱۴

باہم بلند و پست ہین کیفت شراب کے	آنکہون مین ہین طلوع و غروب آفتاب کے
پیتے ہین سرخ و زرد پیالی شراب کے	کیا کیا ہین اوج و پست مین رنگ آفتاب کے
برسون سے ڈہونڈتا ہی مضامین شراب کے	گردون اولٹ رہا ہی ورق آفتاب کے
ساقی اونڈیل جام صبوحی سبو کے خیر	مشتاق کب سے ہین لب شب آفتاب کے
اوٹھے وہ دود دل کہ فلک ہو گیا سیاہ	گل ہو گئے چراغ مہ و آفتاب کے
لکھون جو اونکے چہرۂ روشن کا وصف مین	پیدا کرون زبان و دہن آفتاب کے
دہو دے شراب سی مری انگور زخم کو	تا جلوے بخشین زخم کہن آفتاب کے
کہو دیگا دود آہ فلک کی برہنگی	ڈالے گی شام منہ پہ نقاب آفتاب کے
خالی کہان فلک ستم روزگار سے	رکہتا ہی دلپہ داغ مہ و آفتاب کے
جانے تو دو فلک پہ ہے فر نالۂ جنون	پُرزے اوڑائینگے ورق آفتاب کے
ای چرخ پیر دیکہہ لین اٹہکہیلیان تری	یاد آگئی ہمین بہی زمانی شباب کے
پائے ہی مینی رستم سی تعلیم خامشی	گویا لب سکوت دہن ہین جواب کے
محروم آرزو ہین صدای شکست مین	رہ رہ گئے اوبہر کے پہپہولے حباب کے

۲۶۶	کس اعتبار مین نفس چند ای نسیم شب بہر کیواسطے یہ تماشی ہین خواب کے	۱۳

زاہد نے خاک لطف اوٹھائی شباب کے	دو گہونٹ بہی گلی سی نہ اُتری شراب کے

طوفان گریہ سے یہانتک ہوا بلند
سب حرف دہو دیے ورق آفتاب کے

کی ہی کشتی ہی بحر مین قوس بحر حسن کی
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے

دیکہو تو پاس عزت جا دبر پردہ پوش
زخمہ ہین نکے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے

ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
دیکہو تو حوصلے دل خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونو غرق ہین
دریا ہین جوش پر مری چشم پر آب کے

اہل جفا کا رشتہ امید قطع ہی
قایم ہی خیمہ فلکی سب بے طناب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلی ہوی ہین ڈہنگ ابہی سے جناب کے

جس جا نظر پڑے مدا ابرو کی تہی کشید
دیکہی گئی جو بند ہمارے حساب کے

پیرہن ہی گئے نہ سکیہ ریونکے ہنگام
چمکے ہوی ہین رنگ بہار خضاب کے

نالونکے زمزمہ سے کسی دم نہین فراغ
نغمے خوش آتی ہین کسی چنگ و رباب کے

زاہد نہ بک کہ اپنی طبیعت بدل گئی
کچہ اور رنگ ہین ارادی شباب کے

٢٦٧	سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہی نسیم تختے کھلے ہوی ہین برابر گلاب کے	١٥

ہنس رہی ہین شیخ سن سنکے مری فریاد کے
ابتو نالی ہو گئے قمری سہار کباد کے

برق کے مانند کڑکی گر پڑی قصر بلند
رہگئے افسانی دنیا مین مری بیداد کے

دل اگر شادان ہی دیتا ہی چہرہ روشنی
اور ہی ہوتی ہین جلوی خانہ آباد کے

شکل اونکی پہر نہ دیکہی جب کہ ٹپکی آنکہ سے
اشک ہی کیا ناز تہے یار ستم ایجاد کے

اونکو کیا معلوم تعظیمی و توصیفی ہین کیا
بندی کیا لطف سمجہین بندش استاد کے

اشک یونہی بہتے بہتے دامن محبوب تک
حوصلے کیا بڑہ گئی اس کور مادر زاد کے

التفات آرزو سی جز ندامت کیا حصول
چاہیین بندے کہ شایق ہون خدا کی یاد کے

منہ سے دیتا ہی اپنا رشتہ امید وصل
شکوہ کی کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتین تہین دل نہ گہبرایا کبہی — مدتون دیکہے تماشے عالم ایجاد کے
پوچہتے ہو جس لیے تم وہ مجہی معلوم ہی — کیا سنو کیا حال ہے خاطر برباد کے
مستیون نسے حسن کی آنکہین ہا کرتی ہین بند — کب خیال آئی ہین وہ غافل کو میری یاد کے
سخت طینت کے لیے لکہی گئی پانی کی موت — بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے
آرزو کیا ہم صفیران چمن کی قید مین — تنگ ہین پڑ کر قفس سے حوصلے صیاد کے
آہ کیون دی جان اجل کو ہاے کیونکر جی اٹہون — ڈہونڈہتی ہین اب مجہلی احسان سے جلاد کے

۲۶۸	پہلتی پہولتی الیان سب ہرین ہی نسیم رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کی	۷

ارمان نکل جائین کچہ عاشق مضطر کے — آنسو نہ مری پوچہو رولینی دو جی بہر کے
ہین دل کیطرح انکو پہلو سے لگائی ہون — سب زخم ہین راحت مین قاتل تری خنجر کے
دیکہی جو غضب تیری کچہ کہ نسکے ظالم — ناسور ہمر دلمین رہ رہ گئے منہ کر کے
کہہ دیتی ہو باتونمین جو حال گذرتا ہی — پڑہ لیتی ہو تم ابتو الفاظ مقدر کے
کسواسطے بیرخ ہو گہبراتی ہو کیون اتنا — دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
کچہ سیکہ لیا شاید انداز تمہارا سا — کیون صبح کی دامن مین منہ چہپ گئے اختر کے
پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین ور نسے — عاشق کی کی بہی دلمین ہین انداز تری گہر کے

۲۶۹	وله	۹

تا فلک پہونچی ہین شہرے پاےکے — معر دمہ مشتاق ہین دیدار کے
رہ گئے قطرے کف پا کے مرے — آبلے بنکر زبان خار کے
اسقدر کاہیدگی سے چہپ گیا — لوگ جو یا ہین ترے بیمار کے
سو زبان پر کچہ بہی کہہ سکتا نہین — شانہ پہندی ہین ہی زلف یار کے
پردہ پوشی تیرے عاشق کی ہوی — ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے

راستے پائی نہ ابرو مین کبھی — بل نہ نکلے تیسے اس تلوار کے
نوک مژگان کی جو آتی ہین خیال — سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے
داغ اپنے دل کے کہلاتے نہین — بی خزان ہین لطف اس گلزار کے

۲۷۰	شکر کر درگاہ حق مین اے نسیم ابتو شہرے ہین ترے اشعار کے	۱۴

ہو گئی سب عضو تن سینے تری تحریر کے — کتنے سچے ہوتے ہین سانچے شگاف گور کے
رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین — اشک کے قطرے ہوی چھالے دہان گور کے
حسن اصلی کو نہین تکلیف آرائش سے کام — واقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے
شعلے داغون سی نکلتے ہین گذر ممکن کہان — جو صلے ٹھنڈے نکیون ہون ہم کافور کے
دیکھیے کسطرح اوسکے روی عالمتاب کو — سامنے آنکھون کی آجاتی ہین پردے نور کے
کام آئیگی ہمارے آبلونکی پرورش — ہر زبان خار چکھی گی مزے انگور کے
دیکھتا ہون ساتھ اپنی شکل کی شکل اجل — آئنے مین تیری چشم جوہر ساطور کے
بعد مردن چاندنی سی پردہ پوشی ہوگئی — تیری کشتونے کفن پائی ردای نور کے
روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہی — بوجھ اتر ایسے قدم اوٹھتے نہین مزدور کے
دیکھنا کیا شوکت فرہاد حاصل ہی ہین — جسکے آگی تہر جاتی ہین نالے صور کے
یہ نئی تاثیر دیکھی سنکے ہنس دیتی ہین وہ — نالے میری قہقہے ہین خاطر مسرور کے
گوش راحت آشنا تک اپنی نوآئی کو دے — قہقہے ہو جائینگے نالے دل رنجور کے

۲۷۱	ہو گئی آخر شب مو صبح پیشانی نسیم بعد مدت رنگ بدلی مشک نے کافور کے	۳

تہے شب ہجر مین کیا کیا دھڑکے — آہ تڑپے کبھی نالے کڑکے
دھوم کر دی ترے بد بوجون نے — آنکھ جھپکے نہ ذرا دل دھڑکے

مرگئے مرغ قفس گیا آسمان — پاؤن پھیلائے نہ بازو پھڑکے

۲۷۲ — ولہ — ۳

نہ سمجھی ہکر کی آنسو ہین یا وہ نغار رنگ جانکے — اٹھے دل دیئے چھوٹی سو نو نیر شتک غلطان کے
بہار چند روزہ مین یہ ہو کا تھا صیاد تنگ — قفس ہی مین لا ای آخر تجھے لطف گلستان کے
ادب اے دست وحشت شرم عریانی ستاتی ہے — نشان پیرہن کو چھوڑ دی کچھ تار دامان کے

۲۷۳ — ولہ — ۱۳

کہتے ہین سنکے تذکرہ مجھ غم رسیدہ کے — افسانے کون سنتا ہی حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین — ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے
مین خاک ہی ہوا نگئی یہ کشیدگی — غصے نہ ہی زہی گی دامن کشیدہ کے
جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان — جلوے کچھ اور ہی ہین گل نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی — شکوے کہان کہان ہین مری آب دیدہ کے
کچھ انتہا نہین ہی کہانتک سنائیے — قصے دراز ہین دل ناآرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیری پسینے کی گلبدن — خواہان ہی نوائے گلاب چکیدہ کے
آہونکی دھوم ہی کہین نالونکے غلغلے — سامان ہی ہین وہ تری غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہی ویران انکھیون — دامن مین تار تار قبا ہی دریدہ کے
اے دست ناز کیف یہ تیری سخن مین ہے — دھوکے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
لو آشیان تنکے طرف سیل تک نہین — دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دیوانہ مین دصف ہی عرق جسم یار کا — مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے

۲۷۴ — ۱۰

مژگان سے بیچ نسیم کہ ابرو کی پاس ہین
یہ تیر بے خطا ہین کمان کشیدہ کے

اشک آنکھون سے وڑ سے لا سکے — دل کی ہٹر کی ہوئے بجھا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
رہ گئے دیکھکر بلا نہ سکے

تھین جو اوسمین حیا کی کچہ باتین
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے

کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے

تھا یہ خطرہ کہین پسند نہون
گالیان بھی مجھے سنا نہ سکے

گو بہت پاس غیر تھا لیکن
آنکہ ہمسے بھی وہ چرا نہ سکے

پاؤن چوما کیے حنائی طرح
جب کوی اور رنگ لا نہ سکے

خامشی تھے بشکل زخم مجھے
لب تک اپنی سوال آ نہ سکے

نہ ہلی اوسنے پاؤن مین مہندی
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

۲۷۵	اضطراب قضا ہوا یہ نسیم کہ گلے بھی اوسے لگا نہ سکے	۱۳

اب آئے ہو صدا اٹھنکر گجر کی
کہو جی شب کہان تمنے بسر کی

سحر کو دفن کر کے جائیے گا
مصیبت اور ہی اک رات بھر کے

قفس مین بند کرنا تھا جو تقدیر
ندامت کیون مجھی دی بال و پر کے

گذر جائینگی جو گذرینگے ہم پر
چلو سیدھے راہ لو تم اپنے گھر کے

ابھی تو جان لے لے ای غم عشق
مصیبت کون اوٹھائی عمر بھر کے

خدا کیواسطے یارو سنبھالو
کہ پھر شدت ہوی ہے درد جگر کے

ترشح آنسوؤنکا ہو رہا ہے
گھٹا اٹھی ہوی ہے چشم تر کے

نہ بولین گے تمہاری خوف سی ہم
ہلائینگے مگر زنجیر در کے

نہ آنا تم اجازت مانگنے کو
نہ دکھلانا ہمین صورت سفر کے

کوی دم کا بکھیڑا رہ گیا ہے
جگر تک برچھیان پونہچین نظر کے

ہمین فصاد کا منہ دیکھنا ہے
اوٹھانی ہے مصیبت نشتر کے

حباب آسا ہی لطف زندگانی
حقیقت کچہ نہین ہوتی بشر کے

۲۷۶
نسیم اب دل کتان کی طرح ہی چاک
محبت مین کسی رشک قمر کے
۳

کرتی ہی بیقرار صدا بیقرار کے
فریاد دل دکہاتی ہی بی اختیار کے

عادت مین فرق آئی نہ مجہ اشکبار کے
چادر کفن کیواسطے ہو آبشار کے

اللہ کیا تڑپ ہی دل بیقرار کے
صحن فلک زمین ہی مجہ خاکسار کے

۲۷۷
ولہ
۱۲

بسکہ ہی دلمین ہوس نظارہ ہائی یار کے
آنکہ اپنی آنکہ ہی ہر روزن دیوار کے

لطف نظارہ سی پہر نہ آنکہون تک نگاہ آئے
خال بنکر رہ گئی دلدار کی رخسار کے

بعد مردن بہی گئی دل سے نہ اپنی آرزو
جام کی ساقی کی می کی یار کی گلزار کے

کردیا آخر خیال زلف نی ایسا نحیف
تار گیسو بن گئی گردن تری بیمار کے

ربط باہم کا بڑہا رتبہ یہانتک دشت مین
نوک جو ٹوٹے نہ نکلی آبلے سی خار کے

کسقدر لذت تہی خون بیگناہی مین مرے
خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کے

خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
بعد مردن بہی نہ جہپکے آنکہ مجہ بیدار کے

فضل حق کسے ہر جگہ موجود ہین اپنی شفیق
دشت کی ہمپر عنایت آبلون پر خار کے

خوب روی گردن مینا لگاکر ہم بگلے
جسگہڑی ساقی نی رخصت کے لیی تکرار کے

تم تو کب آتی تہی لیکن مرگ بہی آتی نہین
آپکی آزردگی سے ہمسے سب نے عار کے

کیا مثال اوسکے بہلا جو چیز دکہلائی نہ دے
ناتوان ہون نہین تشبیہ جسم زار کے

۲۷۸
فضل حق بہی کسکے ہی شاگرد مومن تو نسیم
دہوم ہی ساری زمانی مین تری اشعار کے
۳

تہی سزا کتنی حلاوت زاہر تقصیر کے
زخم نے برسون زبان سے چوسے سنان تیر کے

روز ہو جاتی ہین ہمسے ایک دو اٹھکھیلیان
نوجوانی آجتک باقی ہی چرخ پیر کے

زور وحشت سے جو تڑپا شق ہوا آہن کا دل
وہ کڑی جھیلی کہ توڑی ہر کڑی زنجیر کے

۲۷۹ | وله | ۱۱

ناصح مشفق یہ مشق تازہ فرمانی لگے
دن تو تھا اب راتکو بھی آکی سمجھانی لگے

حضرت واعظ کہین دولت سرا کو جائیے
آتی ہی سامان محشر آپ دکھلانی لگے

آگئی جب یاد کچھ اوس ربط باہم کی مزے
دل بھر آیا دیدۂ تر اشک برسانی لگے

پھر سبو اوٹھا لی بھری شیشے ہوی لبریز جام
لغزش پا اپنی اپنی مست دکھلانی لگے

باغبان ہشیار ہو مشتاق رخصت سے بہار
رنگ بدلا گلستان کا پھول مرجھانی لگے

جلوہ ہای حسن چمکی اوٹھ گئی منہ سے نقاب
طرۂ گیسو کی باہم سانپ لہرانی لگے

ہاتھ اوٹھا ای چارہ گر دور سانی سے تاثیر
جای اشک آنکھو نسے لب لخت جگر آنی لگے

خوب روئی دیکھکر ہم زیور دیوانگی
جب احبا پاؤن مین زنجیر پہنانی لگے

بھٹیان روشن ہوئین چمکی دوکان مے فروش
رخصت توبہ ہوی زہاد گھبرانی لگے

فصل گل آئی بڑہی جوش جنونکی ولولی
دی صدا زنجیر نے پھر پاؤن کھجلانی لگے

۲۸۰ | مانع مطلب ہوی وہ شرم باہم اپنی بھی / وہ روکی اپنی طرف ہم آپ شرمانی لگے | ۱۵

فصل گل آئی ہی گل اور ہی سامان ہونگے
میری دامن مین ہے گر دست گریبان ہونگے

سب یہ کافر ہین حسینونکی نہ سن تو ای دل
چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے

شکر ہو جائین گے انجام کو اپنی شکوی
رنج ہے خوف یہی ہم اونکی ثناخوان ہونگے

کھینچیے تیغ تامل ہی یہ کیون بسم اللہ
سر جھکا دینگی جو یہان بندۂ احسان ہونگے

کسطرح جائین کے مانع ہی ہمین خوف مزاج
زلف برہم ہی تو کچھ وہ بھی پریشان ہونگے

تا جوانی ہی گرانی نہوا یدل بیتاب
پھر تو بوسے لب جان بخش کی ارزان ہونگے

یان نہین جلوہ جانان سے ذرا جلخالے
اشک اگر میری آنکھون مین پشیمان ہونگے

شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مری صلت مین
درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے

شوخیان کرے جنون آج کہان پہر کل ہم
خاک اوڑائیگی زمین دشت یہ ویران ہونگے

گریہ انجام تبسم ہی نہ ہنس او غافل
خون رو ئینگے وہی زخم جو خندان ہونگے

یاد آئیگا پس مرگ ہمارا یہ کمال
حال کہل جائیگا جب خاک مین پنہان ہونگے

تجکو کردینگے خبر زیر لحد سونے کے
پہر ٹپکتے تری ٹپر مری ارمان ہونگے

خانہ زادونکو کہان قید محبت سے فراغ
ہم وہ بلبل ہین نہین خاک گلستان ہونگے

دم نکل جائیگا گر ہاتہ لگا اے جراح
وہ نہین زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے

۲۸۱	دور ہر نخل کرینگے صفت گرد نسیم ہم پس مرگ بہی قربان گلستان ہونگے	۷

وصل کی رات ہی آخر کبہی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

آپ مرجاؤنگا تو آگہ نہ آو ظالم
آج وہ دن ہی کہ مجہپر مرا احسان ہونگے

غیر کی شکل بنینگے کبہی خود اونکا شوق
ہم بہی دیکہین تمہین کہانتک وہ پریشان ہونگے

دل جو روٹہا تو منائی سے کہین منتا ہے
یہ ستم باعث حسرت تجہے ایجان ہونگے

آج بہروپ عدو کا ہی بنایا مینے
ابتو وہ بہی مری انداز پہ قربان ہونگے

انکو پہتینگے مری وحشت جنونکے کانٹے
یہ وہ دامن ہین کہ آخر کو گریبان ہونگے

۲۸۲	بہ ہمی دوری جانان نہین ہوگی نسیم میرے نالے اثر فکر غزلخوان ہون گے	۷

یہ وہ نالے ہین جو لب تک آئینگے
تم تو کیا ہو آسمان ہلجائینگے

عشق مین ایک پیر دیرینہ ہو تمہین
مجکو ناصح آکے کیا سمجہائینگے

حضرت دل سوجتے ہین آج کچہ
پہر بلا کوئی سفر رلائینگے

اس توقع پر اوٹھاے ہین ستم — کچھ تو سمجھینگے کبھی شرمائینگے
پھینکدینگے دلکو پہلو چیر کر — آپ دیکھین کسطرح لیجائینگے
حال دل کہتے ہین جو کچھ ہو سو ہو — دیکھیے وہ آج کیا فرمائینگے

۲۸۳ — پہر نہ جو نکلین گے قیامت تک نسیم / پاؤن جسدن قبر مین پھیلائینگے — ۷

رشک عدو مین دیکھو جانتک گنواہی دینگے — لو جہوٹ جانتی ہو اکدن کہاہی دینگے
آواز کیطرح ہم سہین گے آج ایجان — دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھاہی دینگے
اوڑجاونگا جہانسے عاشق کا رنگ ہو کر — نقش قدم نہین ہون جسکو مٹاہی دینگے
غیرونکے جستجو کی مدت سی آرزو ہی — یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلاہی دینگے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوانسے اپنے — شمعین وہ نہین ہین جسکو بجہاہی دینگے
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین — وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنساہی دینگے

۲۸۴ — اوس خاک تک پہونچکر پہر تا نسیم مشکل / ہون اشک اوفتادہ کیونکر اوٹھاہی دینگے — ۳

جب اور کسی پر کوی بیداد کروگے — یہ یاد رہی ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان گئے کلمۂ رخصت کی اشارے — اب اور کہین جاکی گھر آباد کروگے
سیکھو گے جفائین مری ایذا کی لیے تم — شاگرد نہوگے کوی استاد کروگے

۲۸۵ — وله — ۳

صفائی دیر مین قاتل سے ہوگے — یہ آسانی بڑی مشکل سے ہوگے
محبت ہو کسے سے یا عداوت — مزا دیجائینگے جو دلسے ہوگے
مین ہون اک اور ہی لیلی کا مائل — تسلی کیا مری محمل سے ہوگے

۲۸۶ — وله — ۹۰

تا عرش تری شورش بیداد جائیگے	گر میں نجائونگا مری فریاد جای گے
بے آبرو کسیکو نکر جوشش جنون	بیڑی نہ تو عزت حداد جای گے
ہمیں عبث ہی حوصلہ نیشتر زنی	حسرت تمام عمر کے فصاد جای گے
قاتل یہ خندہ ہای جراحت نہونگی کم	لب ہای زخم سی نہ تری یاد جای گے
دیوانہ میں وہ ہون کہ بس از مرگ بہی خاک	اوڑا اوڑ کی سوے کوی پریزاد جای گے
آسان نہیں ہی کہینچنا تصویر یار کا	ناحق کو قدر مانی و بہزاد جای گے
شیرین کو گور میں تہا تصور ہی مدام	تا چرخ بانگ ماتم فرہاد جای گے
فصل خزاں میں کہتے تہی رو رو کے عندلیب	دل سے کبہی نہ عبرت صیاد جای گے

٢٨٧	مومن کا طرز چہٹ نہ سکیگا نسیم سے شاگرد سے نہ بندش استاد جای گے	٩

حقیقت سے زبان آگاہ کر لے	باسم اللہ بسم اللہ کر لے
دہن سے دور کر قفل دوئی کو	زبان مفتاح الا اللہ کر لے
کدورت دل سے کہو لہو و لعب کی	سعادت سی صفای راہ کر لے
بہار کیا عیش و جاہ و دولت	حظوظ عمر خاطر خواہ کر لے
کہان فرصت زمان کشمکش میں	مناسب ہی ابہی کچہ راہ کر لے
جسے دیکہا نہ دیکہا اوسکو کبہی تو	نہ دیکہا جسکو اوسکی چاہ کر لے
سخا ہمت مروت ہین تیرے پاس	کوی ہمراہ تو ہمراہ کر لے
بہلاوا ہے طلسم زندگانی	وداع حب عز و جاہ کر لے

٢٨٨	نسیم دہلوی یہ آرزو ہے کہین اپنا مجہے اللہ کر لے	٣

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے	لے لینے دو بوسہ مجہی دشنام سے پہلے

پھر طاقت پرواز مرے پوچھنا صیاد
آزاد تو کر پھر چند ادام سہی پہلے

اب منہ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ
تدبیر یہان ہو گئی الزام سے پہلے

۲۸۹	وله	۷

دیکھی دل وے کے قدردانی
بس بندہ نواز مہربانی

ہونے ہے باز پرس اعمال
کہنے ہے بہت بڑی کہانی

شعلے اوٹھتے ہین استخوان سے
اللہ رے سوزش نہانی

سونا ہی گوشۂ لحد مین
ہان ہان وہ رات بہی ہی آنی

او وعدہ خلاف سالہا سال
آنکہون نے کی ہے پاسبانی

آئی پیری پیام رخصت
بڑہتی جاتی ہے ناتوانی

مستانہ سہری نسیم کیتک
آخر آخر ہی نوجوانی

۲۹۰		۶

عزت دیوانگی بخشی مجہے تقدیر نے
طوق نی کی بندگی جہمی قدم زنجیر نے

دونو عاشق شمع کی اور دونو قسمت مین جلا
جان پروانی نی دی بوسی لیی گلگیر نے

نہ مین گذرین کہ اطمینان اونکا کر دیا
نالۂ بے سود نے فریاد بی تاثیر نے

ہر زبان خاموش کر دیتا ہی راز دو ستی
کچہ نہ حال دل کہا میر اسنان تیر نے

کہل سکین کیا عاشق و معشوق کے سر گوشیان
کہہ دیا کچہ شمع نی کچہ سن لیا گلگیر نے

آبرو رکہلے گنہگاری کی گو ہم مر گئے
منہ نہ کہلوایا سوال بخشش تقصیر نے

۲۹۱	وله	۵

کچہ سمجہتے ہین جو اوس ظالم کی سمجہائی ہوے
پھر پلٹ جاتی ہین شکوے تا زبان آئی ہوے

یاد آتی ہین جو احسان اونکی وقت اضطرار
نالی بہی سنہ سہی نکلتی ہین تو شرمائی ہوے

تمنے کیون بوسی لیی ہین لکو روکو ن کسطرح
آفتین ڈہاتی ہین کیا کیا لذ تین پائی ہوے

ہٹ یہ کیون ہو لو دل افسردہ حاضر ہین مگر
کیا پسند آئینگے تمکو پہول مرجہائی ہوے

۲۹۲	دیکھتا ہو نہین نہ جکو دیکھتے ہین وہ نسیم ابر دود سے لکے ٹکڑے ہین جو شب چھائی ہوئے	۱۱

سوال طرز سخن سے تمہاری پیدا ہے
ہماری سر کی قسم تمنا آرزو کیا ہے

امید مرگ ہین قطع امید تمسے کی
مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہے

خفا ہین جسکے سبب آپ کل سے تا ہندم
ہمین تو آجکی شب بھی وہی تمنا ہے

سیاہیان شب فرقت مین تھین کہان ایسے
مگر یہ دود جگر کا مرے اندھیرا ہے

نہ چین ہے مجھے گھر مین نہ دشت مین حسرت
عجب طرحکا کچہ امروز و دن حال میرا ہے

عجیب طرحکے آتی ہین گھتین شب و روز
کسیکا عقدۂ گیسو پھر آجکل وا ہے

اوداس ہو سبب انفعال کچہ تو کہو
یہ کیون عرق ہی جبین پر مزاج کیسا ہے

کہان بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز
بہت دنو نمین تمہین ہمنی آج دیکھا ہے

خوشا نصیب چھپاتی ہو راز دل ہر دم
مجھے بھی آپنے بدخواہ کوئی سمجھا ہے

وہی لحاظ کی ہوتی ہین باتین جلسے سے
ابھی تک آپکو ایجان ہمسے پردا ہے

ہزار کوئی کہے کب کسیکی سنتا ہے
نسیم آپکی باتونیہ دلسے شیدا ہے

۲۹۳	غزل ذوبحرین	۵

وہی تونے دیکھا کہ جو دل کہا تھا نہوا وسیہ شیدا کہ دیدہ بلا ہی
گلہ اب ہی بیجا کہ یہ ہو گیا کیا کیا تونے جیسا وہی یہ سزا ہے
نہ وہ اب اشارے نہ وہ اب نظارے نہ وہ کہتا آرزو وہ کہنا جاتے
گئے لطف سارے ہو یون کنارے چلو غیر پیارے مرا اب خدا ہے
ہوا دسیہ مائل ہوا غم سے شاغل ہوئے سخت مشکل کیا تونے گھایل
نہین ہی وہ غافل بنے گا وہ قاتل کریگا وہ بسمل تری اب قضا ہے
یہ ہین لطف بیحد ہے سب مین وہ جو ہر شب مرا آیا دل جب تو وہ ہلتی ہین کب

اجی مکر ہین سب کہان بوسۂ لب ہے جانیے اب کہ وہ بیوفا ہے
کہوگے کل ہوگے مری گہر چلوگے کہا جو کروگے مرا غم سنوگے
گلے سے ملوگے مجھے بوسی دوگے کوئی دم ہنسوگے کہ یہ سب دغا ہے

۳	وله	۲۹۴

شب وصلت مین گہڑیالی ہمین کیا کیا رولاتا ہے
گہڑی بہر رات آئی ہی پہر ظالم بجاتا ہے
لنڈہا دے می سبو کو توڑ شیشہ چور کر ساقی
لہو فرقت مین پیتی ہین کسے ساغر پلاتا ہے
دل اپنا ٹوٹا آتا ہی از خود گلے ململکے رونیکو
کمر بستہ سفر خستہ مقرر کوئی آتا ہے

۵	وله	۲۹۵

رنج باہم مین زبان پر جو گلہ آتا ہے
کچہ عجب لطف کا رونی مین مزا آتا ہے
مین جو سمجہاتا ہون انکو تو یہ فرماتی ہین
ای جہ خوش جا ہی یہانسے تجہی کیا آتا ہے
دل ہلا جاتا ہی ہر نالہ و فریاد کے ساتہ
پہر او نہین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے
شانہ وہ زلف مین کرتے ہین جدا ہے آخیر کر
پہر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے
طاقت جوش جنونکی مری کیا شہرت ہے
سیکڑون من کا ہر اک حلقۂ پا آتا ہے

۲۳	وله	۲۹۶

گنگ ہین جنکو خموشی کا مزا ہوتا ہے
دہن زخم مین خود قفل حیا ہوتا ہے
آنکہین وعدہ فراموش کی فرصت کم ہی
دم کوئی دم مین قدم بوس قضا ہوتا ہے
نالہ افسانۂ بیداد سناتا ہی انہین
کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے
کیون نہ پیمانۂ دشنام دہن کو سمجہون
کہ برابر تری گالی کا مزا ہوتا ہے
حاجت شمع نہ پروای چراغ لحدی
پاک احسانسے مزار غربا ہوتا ہے
ای کیونکر شب فرقت مین کہ جنبش ہی محال
شوق دل سلسلۂ پای قضا ہوتا ہے
محو دیدار تہے ہم کن ہنکو نسے پہلے
اب بہلا پردہ کہی سے تری کیا ہوتا ہے

زاہد اسواسطے کرتی ہین بتو نکو سجدہ
جلوۂ حسن نکو نور خدا ہوتا ہے

خط نوسبز ترا حجت خونریزی ہے
سرخ سبزی کے سبب رنگ حنا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہین فیہ ہٹ پہ ظالم
دل دھڑکتا ہی مرا دیکھیے کیا ہوتا ہے

اسطرف بہی ہو کوی گردش خنجر قاتل
گلو خشک کو اب رشک قفا ہوتا ہے

توبہ کرتے ہین جوانی سے کہ پیری آئی
پا تہکے ہاتہ ہوا خواہ دعا ہوتا ہے

غیرت حسن سکہا دیتی ہی آداب سکوت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہی شب فرقت مین
زلف کا دہیان بہی موسی کا عصا ہوتا ہے

آج ہی رسم رہائی تری دیوانی کی
پیرہن قیدی ہستی کا قبا ہوتا ہے

یار روتی ہین مرے قتل سی مین ہنستا ہون
بزم شادی مجہی سامان عزا ہوتا ہے

کہنہ مشقی او نہین ایجاد سکہا دیتی ہی
ہر ستم لطف مین دیکہا تو نیا ہوتا ہے

ڈہنگ کاہیکو ہین یہ سامان اجل ہین ظالم
ہر ادا مین تری سامان قضا ہوتا ہے

جان نثاری کی اجازت نہین دیتا قاتل
بیوفا باعث تکلیف وفا ہوتا ہے

سرفروشان محبت کو محبت سی ہی کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

دم کہنچا کہینچتے ہی شمشیر دو دم اے قاتل
جو ارادہ ہی ترا ہوش رُبا ہوتا ہے

بیوفائو نکی وفا باعث آرام نہین
شکر انجام کو دیکہا تو گلا ہوتا ہے

۲۹۷	ای نسیم چمن آرای فصاحت تجہبی گلشن معنیٔ نوخیز ہرا ہوتا ہے	۷

بہار غنچگی دیتا ہی جو دل خستہ ہوتا ہے
پس از خندیدگی کہلا گی گل سربستہ ہوتا ہے

شکون وصل ہی رنج جدائی چشم عارف مین
کہ بعد از قطع شاخین ملکی اک گلدستہ ہوتا ہے

معانی زخم خوردہ لفظ ٹکڑی بندشین ابتر
دل عاشق کیصورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے

ہمین فریہ ہتی صیاد ظالم کیون کہاتا ہی
کب آزاد یکے قابل طائر پربستہ ہوتا ہے

بہلا آسان ہو کیونکر پر توشگافی فکر مشکل کی
کہ ہر عقدہ بشکل زلف بستہ بستہ ہوتا ہے

دکہا دیتا ہی ہر ساعت نیا گہر جوش بیتابی
سدا نقل مکان مانند گرد جستہ ہوتا ہے

کچہ ایسے دو نو مصرع ایک ہو جاتے ہین مضمون مین
کہ سامع کو گمان ابروے پیوستہ ہوتا ہے

۲۹۸	وله	۹

دکہاتا ہی جہری پہر مژدہ بیداد دیتا ہے
مبارکباد بیتابی ہمین صیاد دیتا ہے

کبہی کچہ ہی کبہی کچہ ہی مزاج یار کی صورت
مزا آنکہونمین کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہے

وہ محتاجی ہوی ہی دولت تقدیر سے حاصل
کہ سایہ بہی نہین یان دامن فریاد دیتا ہے

نہ بازو مین تری قوت نہ خنجر مین روانی ہی
ہمین تکلیف بیجا کسلیے جلاد دیتا ہے

لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم مین
ندامت کیون ہمین اپنی نشتر فصاد دیتا ہے

نہ توڑین آجتک بہی بیڑیان زور جنون تونے
جہکاؤن کیون نہ سر طعنی مجہے حداد دیتا ہے

یہ کیون گہبرا گئے فریاد بیتابی سنی اے یار
دعائین تمکو کوی بندۂ آزاد دیتا ہے

سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے ہی
مجہے جوش سر ماتم مبارکباد دیتا ہے

۲۹۹	نسیم دہلوی تو بہی مگر شاگرد مومن ہے، کہ ہر ہر شعر لطف بندش استاد دیتا ہے	۳

یہ حالت ہی تشفے کیا تو ایدم باز دیتا ہے
کہ نالہ بہی دہن مین اب نہین آواز دیتا ہے

مناسب ہے مبارکباد بیتابی تو دی جاوے
کہ دل سینی مین اب کیفیت پرواز دیتا ہے

مجہ پہلے کہ چکے تہی پہر وہی کہنے لگی ونسے
مرا انجام بہی کیفیت آغاز دیتا ہے

۳۰۰	وله	۴

قفس بردوش صیاد جفا طینت کا پہیرا ہے
مقام گلشن ایجاد دم بہر کا بسیرا ہے

متاع عالم اسباب چند انفاس رحلت مین
زر و سیم و جواہر کچہ نہ تیرا ہی نہ میرا ہے

کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب ہستی مین
ذرا کہول آنکہ او غافل کہ دم بہر مین سویرا ہے

چھپا دن دور ہے منزل اٹھا جلدی قدم غافل | فروغ زندگانی چند دم ہی پھر اندھیرا ہے

۳۰۱ — وله — ۳

محتسب مانع می ہی ہمین پروانہ ہے | جب چھٹی پھر وہی شیشہ وہی پیمانہ ہے
ادب بادہ پرستی نہ گیا مستی مین | صورت کعبہ طواف در میخانہ ہے
سب بے نیازی ہی مجھے اور لحد کو یکسان | بے ہوس ہین ہون تو بی در مرا کاشانہ ہے

۳۰۲ — وله — ۱۶

نئے ڈھب کا کچھ جوش سودا ہوا ہے | خدا جانے ابکی مجھے کیا ہوا ہے
تعلق جو ان آنکھون سے پیدا ہوا ہی | بہت دن کا یہ خواب دیکھا ہوا ہے
نہ عالم مین تجسا نہ مجسا جہان مین | نہ ایسا ہوا ہی نہ ویسا ہوا ہے
نہ لے قیس آگے مری نام وحشت | ابھی کل کے ہی بات پیدا ہوا ہے
پھر اوٹھتا ہی دود محبت جگر سے | وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے
گھر بار سے دیدۂ اشک زا سے | مرا دامن آغوش دریا ہوا ہے
وہ وادی الٰمین پہ موقوف کیا ہی | ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہے
ذرا دم تو لینے دی اے چشم جادو | بڑی مدتون مین دل اچھا ہوا ہے
کہا مینے تنہا ہی بات سن لو | کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
ترقی پہ ہی نوجوانی تمہارے | ابھی کیا ہوا ہی ابھی کیا ہوا ہے
حجاب نظر سے کہلے بھید دل کے | عبث ہمسے ظاہر مین پردا ہوا ہے
ہماری تمہاری تو ہین ملکی باتین | تمانو اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نہ گھبراؤ جانا ابھی ہم بہی سمجھے | کہین اور بہی آج وعدا ہوا ہے
تمانین گے ہم آج تو لیجلین گے | بہت روز امروز فردا ہوا ہے
اگر تم بہی دیکھو تو رونے لگو گے | مری جان یہ حال اپنا ہوا ہے

۳۰۲	نسیم اب کہان قدر دان سخن ہین کہے شعر یہ بھی جو چرچا ہوا ہے	۸

پیتے ہین مے گناہ بقصد صواب ہی	مستی کے ولولے ہین نہ مان شباب ہے
اے چارہ گر ندامت بیجا نہ لیجیے	دل چاک ہو چکا ہے جگر آب آب ہے
زاہد معاف ضبط طبیعت نہین ہمین	ساغر چھلک رہی ہین ہوای شباب ہے
بیداریان ہین دیدۂ زنجیر کیطرح	وہ آنکھ ہی ازل سے جو محروم خواب ہے
ای شور حشر ٹھہر کہ فرصت نہین ہمین	ہین غفلتو نکے جوش جوانی کا خواب ہے
ای شیخ طول ریش مقدس کٹھائیی	حد سے زیادہ جو ہی اوسی پر عذاب ہے
اے بیخبر قریب ہی فردای باز پرس	ہشیار ہو کہ جلد زبان حساب ہے

۳۰۴	دیکھا نگاہ غور سے ہمنے جو ای نسیم ہر شعر اس غزل کا تری انتخاب ہے	۱۶

لب پر اک پردہ نشین کا شکوۂ بیداد ہی	میری نالے ہین اچھوتی یار سا فریاد ہے
ہو چکی رسم اسیری دل نہایت شاد ہی	حلقۂ زنجیر آغوش مبارکباد ہے
بھولتی ہین کب نگاہین چشم جادو خیز کی	ہمکو سامان فراموشی سب اپنا یاد ہے
گھر کہان ویرانیان بستی ہین ہجر یار مین	اب ہمارا خانۂ دولت خراب آباد ہے
دی صدای کوس رحلت ضرب شمشیر نی	خندۂ زخم جگر شور مبارکباد ہے
صورت گل جلوہ گر ہین داغہای دوستی	کعبۂ دلمین بہار گلشن شداد ہے
لفظ بس سے پاک ہوتی ہی حدیث عاشقی	اپنا افسانہ تو قید ختم سی آزاد ہے
خاکساری مین بھی ہو ممکن اسقدر عالی مزاج	ہم گریبان ہلال اب دامن فریاد ہے
پوچھ لے گر پوچھتا ہی خون عاشق کی خبر	چند ساعت تر زبان خنجر جلاد ہے
غم نہین گر چپ ہے ہان زخم ہین وہ خندہ زن	مین ہون آزردہ بلا سی اگر قاتل شاد ہے

سخت جانی کا برا ہو منفعل کیسا کیا
جلد آ فصل بہاری آرزوئین تا کجا
دیکھیے کیونکر گذرتی ہین جفا کی صحبتین
آپسے تو منہ نہین کھولا مگر مجبور ہا مین
اب تو جی اوٹھتی ہین کب تک انتظار رستخیز

موت کو ارمان رہا نا دم مرا جلاد ہے
مدتون سے اشتیاق خانۂ صیاد ہی
مین اسیر نو ہون نا واقف مرا صیاد ہے
ہمت دیوانگی منت کش حداد ہے
مرغ جان مدت سی اپنا آشیان برباد ہے

۳۰۵	سبزہ رنگان جہان کو روز و شب دیکھو نسیم دید کے قابل بہار گلشن ایجاد ہے	۷

عجب تیر نگہ مین کچہ اثر ہے
تا آل عاشقی کیا پوچھتے ہو +
وہ جیسے صبح ویسی ہی شب ہجر
قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
تمہین کیا ہمپہ جو گذری سو گذری
لگے لو شمع سان اک شعلہ رو کے

نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہے
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے
غضب کی رات آفت کی سحر ہے
نہ بازو ہی نہ گردن ہی نہ سر ہے
حساب ایجان ہمارا حشر پر ہے
بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہے

۳۰۶	غرض مطلق نہین محکو کسے سے نسیم اپنے خدا ہی پر نظر ہے	۹

راز مخفی لب تلک آئی کہان مقدور ہے
ایک شعلہ داغ سوز انکا ہی پیر آفتاب
دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار
سما قیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن
حسن عالم تاب سی تیری مثال مہر کیا

دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہے
آسمان نیلگون دود تن محرور ہے
نافۂ مشک ختن پر پردۂ کافور ہے
ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہے
ہوچکین ہین مدتین زنجیر پا ہی مور ہے
یہ سراسر نور ہی وہ اک چراغ دور ہے

کم کسی صورت نہین کا شانۂ تن خلد سے — ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہے
ہوگیا بیہوش جسپر آنکہ تیری پڑ گئی — کسقدر لب ریز مستی نرگس مخمور ہے

۳۰۷	اور بہی شاعر زمانی مین ہین اگرچہ تسنیم پر جناب پاک کا کچہ اور ہی دستور ہے	۱۶

یاس ہو کر کچہ دنون ہم چشم بسمل مین رہے — داغ بنکر مدتون داماں قاتل مین رہے
اُلٹے شکوے طعنۂ بے سود اقرار دروغ — جو تمہارے منہ سے نکلے سب مرے دلمین رہے
خاطر گل عاشقوں نکو تہی جو منظور مزاج — بے اثر ہو کر اثر شور عنادل مین رہے
اونکو نیند آئی نہ اپنی آنکہ جہپکی ایکدم — ذکر ہو کر رات بہر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکہنا وعدہ جو ظالم نے کیا — تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
کثرت تکلیف سے ہم آپ نالی ہو گئے — لب پر آئی یا کبہی بیمار کے دلمین رہے
خنجر قاتل کی ایذائین اجل کی سختیان — روح بسمل کیطرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کیصورت ہر قدم پر گر پڑے — وہ مسافر تہے کبہی آگے نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجہی احبا آفرین ہمکو کہو — ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے
پہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول — جوش کس کس کی مزاج مرد جاہل مین رہے
تیرہ بختی نے بہی کہلائی ہمین آخر فروغ — داغ ہو کر ہم کنار ماہ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تہا اسلیے — پاؤن کے پیر مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق — زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دلمین رہے
دیدۂ گریاں کی عزت کسقدر دریا کے ہے — اشک جو ٹپکے مری داماں ساحل مین رہے
نقش کے امید نے نقشا دگرگون کر دیا — تا فراق روح و تن ہم نکہ عاجل مین رہے

۳۰۸	اونکی گانیکے تہے ہم مشتاق بر سو نسیم اس لیے شب بہر رقیبونکی بہی محفل مین رہے	۱۳

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے
ماتم خاموش یہ کسکا تہ افلاک ہے
کوئی بھی عریان زمانی مین نظر آتا نہین
مفلسی اوڑھتے ہین ساری فرق فیما بین ہین
عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہے
کس غضب کے شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین
ایکدن وہ تہا کہ تہین بالای سینہ گردنین
رخصت ای توبہ معاف ای پاس تقوی آجکل
فکر آرایش نکر قاتل مرا سر کاٹ لی
آپنے دم تک ہی فقط آبادی زندانکی دہوم
مژدۂ راحت مبارک ہو تجھی ای ہمنفس
اب خدا رکھے ہماری عصمت دیوانگی

۳۰۹	پہبک رہی ہین سویدہ مین سوز الفت سی نسیم

سفر ہے دو شعار خواب کبتک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم غفلت سے چل رہی ہے امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جہگڑے
بسان دست سوال سائل تہی ہین عمر ایک عاصی
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
دریغ کرنا نہ زور بازو مٹانی سارے کدورتونکو
زبان پہ گو مہک رہی ہو سرود دوشینہ جوش پر ہے
۳۱۰ یہ مصرع مخبر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا

دامن مدفن ہمارا سوجگہ سی چاک ہے
غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے
جسم سمجھے ہین جسے وہ روحکی پوشاک ہے
ملگئے جب عاشق و معشوق جہگڑا پاک ہے
آنکھ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے
بے نگاہی ہی مگر کیا دیدۂ بیباک ہے
ایکدن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنار خاک ہے
ولولی ہین سینونکی دخت رز کی تاک ہے
ہان اسی تکمی کے قابل حلقۂ فتراک ہے
ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین بہر خاک ہے
یہان تو اکدل ہی سو وہ بھی سو طرح غمناک ہے
گہورتی ہین دیدۂ زنجیر بیڈہب تاک ہے

مرکے بھی لگو خیال روی آتشناک ہے	۸

نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے
کچھ ایسا سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے
اجل ہے استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایکدم ہے
نیاز ہے بے نیازیون سے بغل مین دل صورت صنم ہے
جو چار دن ہے وفور راحت تو بعد اسکے غم و الم ہے
ہوس نہ رہ جای کوئی قاتل کہ سر ہے خنجر دو دم ہے
وصال کی شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بہم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

یہ نہ سمجھے ہای یہ آغاز بد انجام ہے — میری رسوائی مین اونکا بھی تو آخر نام ہے
وصل مین انکار تیرے ہجر مین دل بیقرار — کب مجھے راحت ملی کس دن مجھے آرام ہے
وای حسرت موت آتی ہی نہ یار آتا ہی پاس — عاشقے شاید کسیکے قسمت ناکام ہے
صبح سے تا شام رہتا ہون ہمیشہ منتظر — مہربانی پر تری کیا کیا خیال خام ہے
کوٹھے پر سونے کو کیا آیا ہی وہ آرام جان — آج جو نالہ ہی میرا آشنای بام ہے
جذب دل روکے ہوی ہی ہمکو بدفن پر مرے — ورنہ سبکے واسطے ایجان اذن عام ہے

۳۱۱ کیا برا ہوتا ہی جھگڑا دوستی کا ای نسیم
بیگنہ عاشق ہمیشہ مورد الزام ہے ۶

لو ضعف سے اب یہ حال تن ہے — سایہ ہمجنس بدن سے ہے
یہان تن ہی نہین ہی لاغری سے — ہمکو کیا حاجت کفن سے ہے
مثل نکہت ہین جامہ کیا + — اپنا تو بدن ہی پیرہن سے ہے
ہون بلبل بوستان تصویر — بیخوف خزان مرا چمن ہے
ہون کشتہ تیغ شرم جانان — ہر زخم کا بیزبان دہن سے ہے

۳۱۲ لاریب نسیم دہلوی تو
اوستاد نزاکت سخن ہے ۷

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہے — جو گرا اشک یہان آبلہ دامن ہے
بلبل روح دم قتل چہک کر نکلے — چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے
مر گئے ہم مگر اسکے نہ گئی خاموشی — دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہے
کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن نے — جانب اشک پڑی آنکھ تو بی روزن ہے
بچ رہا تھا جو ستم چادر گلنے بخشا — قطرہ شبنم کا مجھے آبلہ مدفن ہے
محتسب کیون نہ ہی میرا طرفسی بظن — آبلہ کا ہیکو ہی شیشہ بی گردن ہے

۳۱۳	کیون جنازیسے لپٹ کر وہ بہت روئی نسیم کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہے	۹

بلا ہی کون جان بر ہو سکے آفت کا سامان ہے — نقاط افعی رہزن تری زلفونکی افشان ہے

گلو سے تا کمر گھٹ بڑھ ہی میری سیل گریہ کے — کبھی طوق گریبان ہی کبھی زنجیر دامان ہے

خیال یار کے بیٹھے ہین جو بیدار آنکھو مین — کہان سے نیند آئی مردم دیدہ نگہبان ہے

دورنگی سے نہین خالی تقاضای تمنا بھی ہے — کبھی بوسونکی حسرت ہے کبھی صلت کا ارمان ہے

ارادی تھک گئے رخصت طلب ہے طاقت وحشت — کہانتک طی کرین ہم منزلون طول بیابان ہے

ہزارون کوس سے دلکو بھی کھینچ کے لائی ہین — اوٹھا جلدی قدم وہ دیکھ آگے کوچۂ جانان ہے

نظر پڑتی ہی جس منہ پہ ہو ہین اک شعلہ روشن ہے — تماشا دیکھ لی عاشق ترا سر چراغان ہے

پڑی زنجیر پیرون طوق لپٹا آکی گردن مین — جنون میرا اسیر آرزو سامان زندان ہے

وہی رفعت ہی دیوانے تیری بعد مرنے کے بھی ہے — ہوا کے ساتھ گردون پر غبار تن پریشان ہے

۳۱۴	وله	۱۲

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہم پہ احسان ہے — کہ اب تار گریبان ہی نہ باقی تار دامان ہے

مقام سیر ہی کنج لحد بھی یاد گلرو سے — جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے

بڑہی لو اور چالاکی چبھی جو پاؤن مین کانٹے — کہ پائی آبلہ اپنا ہرا اک خار مغیلان ہے

یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بھی محتاج نالی کے — ہلا سکتے نہین پاکو یہانتک تنگ زندان ہے

بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسی ناتوانکو ہو — کہ ہل جانا مرے کا قضا کا میری سامان ہے

مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہی ایدل — کہ آغوش قفس تک آتی آتی رخصت جان ہے

بہار سبزۂ نو دیکھتے ہین جوش گریہ سی — دل وحشی کی بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے — یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے

نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اوٹھتے ہین — صدای نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے

بہا کر خون بہنینگے کفن گلہای لالہ کا	کہ اپنی وجہ خونریزی حنا دست جانان ہے
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین	بشکل گل ہر ایک زخم بدن شاد سے خندان ہے

۳۱۵	بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اوسکا نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے	۵

وصل کے نام سے آزردہ جو تو ایجان ہے	منفعل ہون کہ مری لمین وہی ارمان ہے
آج سمجھے تری کہنے سے کہ بے شکر تو کہ	جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہے
کہنے سُننی سے بدل جاے یہ کیونکر زاہد	کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہے
بہجو دیمین ترے ساقی اونہین راضی کر دے	سمجھے عاشق نہ مجھے وہ ملین کہین حیران ہے
اے حیا آج تو للہ کنارا کر جا	مختصر وصل کے ہی رات صنم مہمان ہے

۳۱۶	ولہ	۵

اثر نصیب کے سرگشتگی کا سر مین ہے	نہ چین دشت مین مجکو ملا نہ گھر مین ہے
خیال دوست نے آنکھونکو روشنی بخشی	سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہے
بتونکے عشق نے پتھر بنایا مجکو	نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہے
صفای حسن چھپای سی چھپ نہین سکتے	نظر یہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہے

۳۱۷	فراق یار نے زندہ بگور مجکو کیا نسیم اپنا ستارہ اجل کے گھر مین ہے	۱۷

اوس گل کا جلوہ گرچہ سراپا نظر مین ہے	دہوکا ہمین نشان وہان مگر مین ہے
ہے شب سی فکر یار و غم ہجر میہمان	دلکی طلب ہین کوی خیال جگر مین ہے
صیاد کر قفس شکنی کا نہ اہتمام	کب زور اسطرح کا مری بال و پر مین ہے
دوزخ کے تیز کرنے کو لیجائینگے ملک	وہ شعلہ فراق جو مری جگر مین ہے
دو چار کیا کہ لاکہ جگہ سے گذر کیا	کیسا غضب کا زور خدنگ نظر مین ہے

افسوس اذن ضعف اسی بہی ہوا نہین
پیغام مرگ سنتی ہی بیہوش ہوگئے
کہٹکا یہی ہی غفلت تقدیر سے مجھے
کڑوے ہوی ہوا ایسے جو ہنہ سی لگکے تم
تابان نہو بصورت خورشید دفعتاً
ای روح کرنہ جسم سے اپنی مفارقت
کہتا ہی بوسہ لب شیرین یہ باربار
نالون نے شب جو سنیر نشیب و فراز کے
آنسو ہین پاک رشتۂ اسباب دہر سی
وہ نقطہ ہون ازلسے جو لکہا گیا ہی فرد
آنکہین لگے ہین طرف در تمام رات

وہ اشک مضطرب جو امید سفر مین ہے
کسدرجہ جوش بیخبری اسں خبر مین ہے
بہولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر مین ہے
کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر مین ہے
داغ وداع یار حجاب سحر مین ہے
یہ ایک پیرہن ہی جو تیری ہی بر مین ہے
وہ مور ہون ازلسے جو تنک شکر مین ہے
ہی تہرتہری زمین کو فلک الحذر مین ہے
سوراخ تک نشانکو نہین اس گہر مین ہے
مطلب کے تحت مین ہی کبہی فوق زر مین ہے
دل اب بہی جذب ہی کے فریب اثر مین ہے

۳۱۸	دیکہا کبہی بہار لحد مین بہے ای نسیم کیا لطف اپنی گلشن داغ جگر مین ہے	۱۳

بلند یونہیر ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہے
خوشی شب و روز روبرو تہی تبسم انگیز گفتگو تہی
عجب طرح کی پڑی ہی مشکل ہوی ہین دو آفتین مقابل
بدنسے لپٹا کفن کا جہگڑا الگ ہی مٹہی بغل مین یہ تحتہا
فراغ زیر لحد کہان ہے وہان ہے تکلیف امتحان ہے
اسیطرح انتشار مین تہا ہماری جب اختیار مین تہا
پہر اُسے خنجر مٹا دیجی جہگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا
یہ سارے جہل بل تہین ہلے دین کبہی نہ دیکہا وہ دیکہتا رہ گیا دن

پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار مین ہے
ہمیشہ منس و نیی کی جو خوہ تہی ہین تنگ فشار مین ہے
بدنکو قید کفن ہے حاصل کفن جو قید مزار مین ہے
سمجہکے آئی تہی جا بی تنہا سو یہ بہیڑ مزار مین ہے
بدن تو اسدرجہ ناتوان ہے زمین افشار مین ہے
جو عالم اوسکا کنار مین تہا وہ حال اپنا فشار مین ہے
دبی ہین زانو کی نیچی اعضا رگ گلو اختیار مین ہے
جو گود مین آئی تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہے

لیے جو بو نہی ہوشیان قصور دل کو ہین گیا ہان
خفا ہوا ہی اجل مری جان ہو ای بوس و کنار مین ہے

یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کے دم
کئی برس ہو چکی ہین پہیم یقین ہے دلبر کنار مین ہے

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہی حال زار اسیرا
کہ جسطرح سے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہے

پس از رفنا رفعتین ہم ہین نصیب عز ہین بحر کرم ہین
زمین کے آغوش مین جو ہم ہین فلک کے کنار مین ہے

۳۱۹	نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہین ہی تقدیر مین جو لکھا سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنار مین ہے	۱۴

مخلصے کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی
جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہے

رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر
کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی اہن مین ہے

انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو
زخم مین آئی جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہے

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہے

خاطر صافی مین تیرے کسطرح سے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہے

گدگدی ہونے لگی پائی نگاہ یار مین
فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن مین ہے

بعد مردن آرزو مین خاک سی پیدا ہوئین
میر الاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہے

خون رونے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر
میرے زخمون کا نمک شاید تری جوبن مین ہے

زخم کے دامن مین اے قاتل چھپیگا تم سے
چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہے

گل ہوا جب غنچہ شرم نو عروسی پھر کہان
شاہد رو پوش ہی جبتک کہ پیراہن مین ہے

بجھ گئے پر بھی یہ تجمل شمع دیکھو صبح تک
اشک کا خنجر لگن کی گوشۂ دامن مین ہے

لگ گئے یہ خاک کسکی حسرت پابوس مین
اک بگولا سا مری گرد رم توسن مین ہے

اتحاد یکسوئی نے کر دیا روشن ضمیر
کھل گیا صاف ادھر جو شکوہ دل دشمن مین ہے

۳۲۰	باغ ہستی کی ہوا ای سیر بھر کیا ای نسیم ہوئیگا پژمردہ جو گل دہر کی گلشن مین ہے	۷

گشت نکر ادہر ادہر پھیری جہان مین ہے، — اپنے ہی دلمین غور کر دیکھ کہین مکان نہین ہے
رات تمام کہو چکا نیند سے سیر ہو چکا — جاگ کہ خوب سو چکا کوس اجل فغان نہین ہے،
کس سے مثال تجکو دون غیر کہان جو نام لون — حال کہون تو کیا کہون قفل لب زبان نہین ہے
پاؤن بہت تہکا چکا شام کا قرب آچکا — دوڑ کہ وقت جا چکا تو بس کارروان نہین ہے،
دیکہ کہین وغا نہ ہو جسم سے جان جدا نہ ہو — جلد سنبہل خطا نہ ہو تیر اجل کمان مین ہے
منزل گور تنگ ہی پای فراغ لنگ ہے — تجکو ابہی ہے سنگ ہی اور ہی کچہ گمان نہین ہے

۳۲۱	تجکو نسیم کیا ہوا دید جہان سے دل اوٹہا رنگ فریب جا بجا بوی گل بوستان نہین ہے	۱۱

نہین ہین اسقدر رنجیدہ ادب ہم کہ نہین جولانگی دین ہو — دہن تو ہی ہی تنگ ایسا کہ جسمین جاے سخن نہین ہے
نہین ہین محتاج کچہ صبا کی یہان تک الالتش کہل گئے — کہ ہمکو کافی ہی نکہت گل کہ اسقدر بار تن نہین ہے،
ہوی ہین اسقدر بے نشان ہم نہ جستجو سے ملین کسیکو — کہ ہین غبار صبا بریدہ کہین ہمارا وطن نہین ہے،
ملے بہی ہمکو جو چادر شب تو لاغری سے نہ کام آئے — کفن ہو ابہی اگر میسر تو کیا کرین ہم بدن نہین ہے
کرو نہ منت کسی مسیحا سے اوٹہا دست دعا اجل کو — شفا ہو مرہم ہے جسکو حاصل وہ سیر داغ کہن نہین ہے
گئے چمن مین جو سیر کو ہم تو یہ کہا دل نے بوستان مین — بہار گلشن کے کون دیکہی بلبل نغمہ زن نہین ہے،
جلا جو پروانہ اوسکے غم مین تو پاش پاش طوفا کے باعث — وہ کون سی شب ہے جو آشنا ہم ہی شمع کا پر لگن نہین ہے،
یہ رحم صیاد بہی ستم ہی کہ ہی خزان مین جو وا قفس تو — بہار دیکہی گے کسلئے بلبل کہ اب وہ لطف چمن نہین ہے،
عبث تکلف ہے بس فنا ہی لحد بیچارگانکی ہمدم — ہمین تو کافی ہی سبزہ جو بچہا در یاسمن نہین ہے،
یہ جوش وحشت ہے اندنو مین کہ اپنی سایہ سی بہی ہون رمیدہ — کہون جو خود کو غزال وحشی تو مجکو ایسا سخن نہین ہے،

۳۲۲	جو ہین نکتہ پسند عالم کہینگے بیشک وہ منصفی سے بہت ہین استاد یون تو لیکن نسیم کا سا سخن نہین ہے	۵

ہم کہے دیتی ہین زحمت خوردہ ہے — دل تو حاضر ہے مگر پژمردہ ہے

توہی آتا ہے نہ آتی ہے قضا		دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہے
جسطرح جی چاہی رکہین میرا دل		جانتے ہین وہ کہ مال مردہ ہے
منزل الفت مین رکہین تو قدم		رستم و سہراب کا کیا گردہ ہے
۳۲۳	کون سُنتا ہے تمہاری ای نسیم کسکو پاس خاطر افسردہ ہے	۹
سُن لے یہ التماس مراد مستانہ ہی		ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
کبتک رہیگی مسند کمخواب زیر پا		کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
دنیا کے مخصی ہین یہ فرزند و اقربا		بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
ای عندلیب جان چمن جسم پر نہ پہول		ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار زیست		اک دم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہای بوقلمون بے ثبات ہین		ہی زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتے نہین ہی باگ کسی شہسوار سے		ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنے		کیا ہوگئی وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے
۳۲۴	کہنا تہا جو نسیم تجہے سب سُنا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے	۷
مست کس قدر نگاہ ساقی مستانہ ہے		گردش سر ہمکو مثل گردش پیمانہ ہے
اسقدر بیہودہ دیکہو عادت پیمانہ ہے		آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سی بیگانہ ہے
جو سخن منہ سے نکلتا ہی مستانہ ہی		ہی دہن مینای می ہر لب لب پیمانہ ہے
اشک محرومی سی کیا امید رکہین نصیب		اب رحمت سے نہ ہو سرسبز یہ وہ دانہ ہے
پردہ عصمت نہین ہوتا حسینون کا حجاب		شمع کا فانوس مین ہے حسن معشوقانہ ہے
آجتک باقی وہی ہی مجہ مین تاثیر جنون		کہائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہے

۳۲۵	ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہی دیر کا ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے	۷

گلے پر آج رکھکر تیغ قاتل کے اوٹھائے ہیں — فقط دست اجل پر اب ہی مشکل کشائی ہے
پھر اجاتا ہی قاتل کر کے وعدہ قتل کا مجھسے — دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہی دوہائی ہے
لپٹ جا دوڑ کر تو خود گلی سی تیغ قاتل کے — کدورت دور کر اے دل اگر ذوق صفائی ہے
اثر ہاے فراق یار سے یہ حال پہنچا ہی — نہ تن سے جانکو اور جانکو نہ تن سے آشنائی ہے
نہیں حاصل ہی مطلق مزرع دنیا سے کچھ ہمکو — مگر کچھ دانہ ہائے اشک خجلت کے کمائی ہے
تہی ساغر سے گردن خم ہوے جاتی ہے مینا کی — جہانسے آج تیری مست کا وقت جدائی ہے
نہ آئیگا نہ آئیگا وہ بالین پر عیادت کو — خدا جانے مری جانب سے کیا دل میں سمائی ہے

۳۲۶	ولہ	۱۰

کہاں ہی آنکہ جو شغل انتظار یار جانی ہے — بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہے
ابھی تیر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہے — چل اوٹھ اے بیوفا پہلو سے اب کیسی مہربانی ہے
لگادوں آگ اُف کرنی میں وہ شعلہ زبانی ہے — بشکل شمع ساری جسم میں سوز نہانی ہے
کلام حضرت واعظ نصیب دشمنان باشد — اوڑیا دی مے یہ ساغر کہاں پھر یہ جوانی ہے
اُمنگیں ہیں طبیعت میں بھرے ہیں مستیاں دل میں — ہوی جاتی ہیں آنکھیں بند کیف نوجوانی ہے
عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش میں ہوں — مدا مرگ بی تقصیر ذوق جانفشانی ہے
خبر کیا پوچھتا ہی ہمنفس کیونکر گذرتی ہے — جگر جلتا ہی دل ہنتا ہی اشکوں کی روانی ہے
ادائے ناز ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو — تعلق جس سے ہو جائی بلا ہی ناگہانی ہے
پسند آئی ہے اسد رجہ اذیت دوستی ہمکو — نظر میں خوب ہی دشت مصیبت کے سہانی ہے

۳۲۷	خیال سیر زائی ای نسیم دہلوی کبتک جھکو بد ہی ہوی اب رخصت لطف جوانی ہے	۴

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہے ۔ خیر کسے طرحسے شرماؤ بہے
آپکے و عدون کو ہمارا اسلام ۔ دیکہ چکے خوب اسے جاؤ بہے
ہم تو ابہی صلح پہ موجود ہین ۔ فیصلہ یارو کوئے ٹہیراؤ بہے
نقل کباب جگر بے کیجیے ۔ کہاؤ مرے سر کی قسم کہاؤ بہے

۳۲۸	وله	۵

پہر اوس کے پہندے مین جا رہی ہین کہ جسکے پہندے سے جا چکے تہے ۔ وہ ہے مصیبت اٹہا رہی ہی مصیبت اٹہا چکے تہے
کہو جو بیجا بجا ہی مجکو سزا ہی جو نا سزا ہی مجکو ۔ کہ اونکا رونا پڑا ہی مجکو جو بدتو تک رولا چکے تہے
جواونکے خو تہی سو اونکے خو ہی جو گفتگو تہی سو گفتگو ہی ۔ پہر اُنہ ہنسی کی آرزو ہی جو ہر طرحسے سٹا چکے تہے
عدو کا ہین ہمن عدو مقرر برابر آکی ہوئی برابر ۔ بہلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنی جما چکے تہے

۳۲۹	کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائی وہی اب آنسو بہانی آئی لہو جو سیرا بہا چکی تہے	۳

خوف مانع ہی ترا او ستم ایجاد مجھے ۔ ورنہ سمجہاتی ہی کیا کیا مری فریاد مجھے
کیا کرے ہی آنکہ سے زنجیر جنونکو دیکہون ۔ چاہیی ہی ادب حضرت حداد مجھے
ہاتہ ہر وار مین جو مین ہین تصدق ہو کہ ۔ یاد کرتا ہی لبس از مرگ بہی جلاد مجھے

۳۳۰	وله	۴

ملا ہی دل بہی محبت سی داغدار مجھے ۔ خدائی آنکہ بہی دی ہی تو اشکبار مجھے
ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے ۔ دکہایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجھے
ہوس یہ تہی کہ ہنسینگے سو اب رلاتا ہی ۔ تبسم لب رنگین دل فگار مجھے
عدم بہی ہو کی چہٹا مین نہ قید ہستی سی ۔ بنایا کاہش غم نے سیان یار مجھے

۳۳۱	وله	۵

کیے سجدے ہوی کافر نہ کچہ دلمین سمجہے ۔ ہمین بندہ بنایا اے بتو تمسے خدا سمجھے

کلام ناسزا بھی جو ہوا سرزد سزا سمجھے	وہ گو تمنے کہا بیجا مگر ہم سب بجا سمجھے
نہ دشمن دوست ہو نہین اور نہ بیگانہ یگانہ ہون	جو وہ سمجھے تو کیا سمجھے تو یہ سمجھے تو کیا سمجھے
کہا مینے اوٹہاو وہ ہاتہ تم بھی خیر مشکل ہی	تو یہ بولی ہمسے استدعا و دعا کی عا سمجھے
حباب آسا کوی لحظہ ثبات عمر فانی ہی	جو عاقل ہو وفائی زندگانی بیوفا سمجھے

۳۳۲	ولہ	۹

مریجان رنج گہٹائیی قلق آگی اب نہ ٹرپہا ہی	ادہر آیی ادہر آیی ادہر آیی ادہر آئیے
کہڑے کب سی ہم سر راہ ہین کہین چلکین کہ نہ بیٹہ ہین	ہدف خدنگ نگاہ ہین دم آنکہ ادہر بھی بلائیے
بہلا آنا آپکا کام ہی یہ غلط تمام کلام ہی	اجی بس ہمارا سلام ہی کہین اور باتین بنائیے
نہ تیغ تیز ہی اک جہان کوی کشتہ ہی کوی نیمجان	جو نہو تیغ تو مہربان کبھی ہاتہ ادہر بھی لگائیے
کبھی مے سے منہ کو نہ موڑتی ہوش اب نچہو ہوی	سر محتسب ہی نہ توڑتی جو کمال غیظ پر آئیے
یہ کمال لطف ہی ساقیا ہی ہوس بھی ہی عا	رہے ہوش سر نہ خیال یا اگر ایسی مے ہے تو لائیے
جو وفور چشم پر آب ہو تو جہان تختہ آب ہو	ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے
وہ کہا عدو سے ہی مینی کیا کہ ہوی ہین آپ جیون خفا	یہ غضب یہ جہوٹ یہ افترا مری سامنی تو بلائیے

۳۳۳	غزل ایسے کامل وزن متفاعلن متفاعلن ؛ ہی نسیم طاقت ہوش سن کوی شعر اور سنائیے	۳

نہ یون نیچے کیے گردن کو چلیے	ذرا اوپنچے کیے چتونکو چلیے
ہجوم کشتگان اسے جان بہت ہے	ذرا روکے ہوی توسن کو چلیے
تصدق ہونیوالے بس بچائین	اوٹہائے ہاتہ سے دامنکو چلیے

۳۳۴	ولہ	۷

آجاتی موت بلبل ناشاد کے لیے	تکلیف رحم بھی نہ ہو صیاد کے لیے
جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلی	اب قید کیا ہی بندۂ آزاد کے لیے